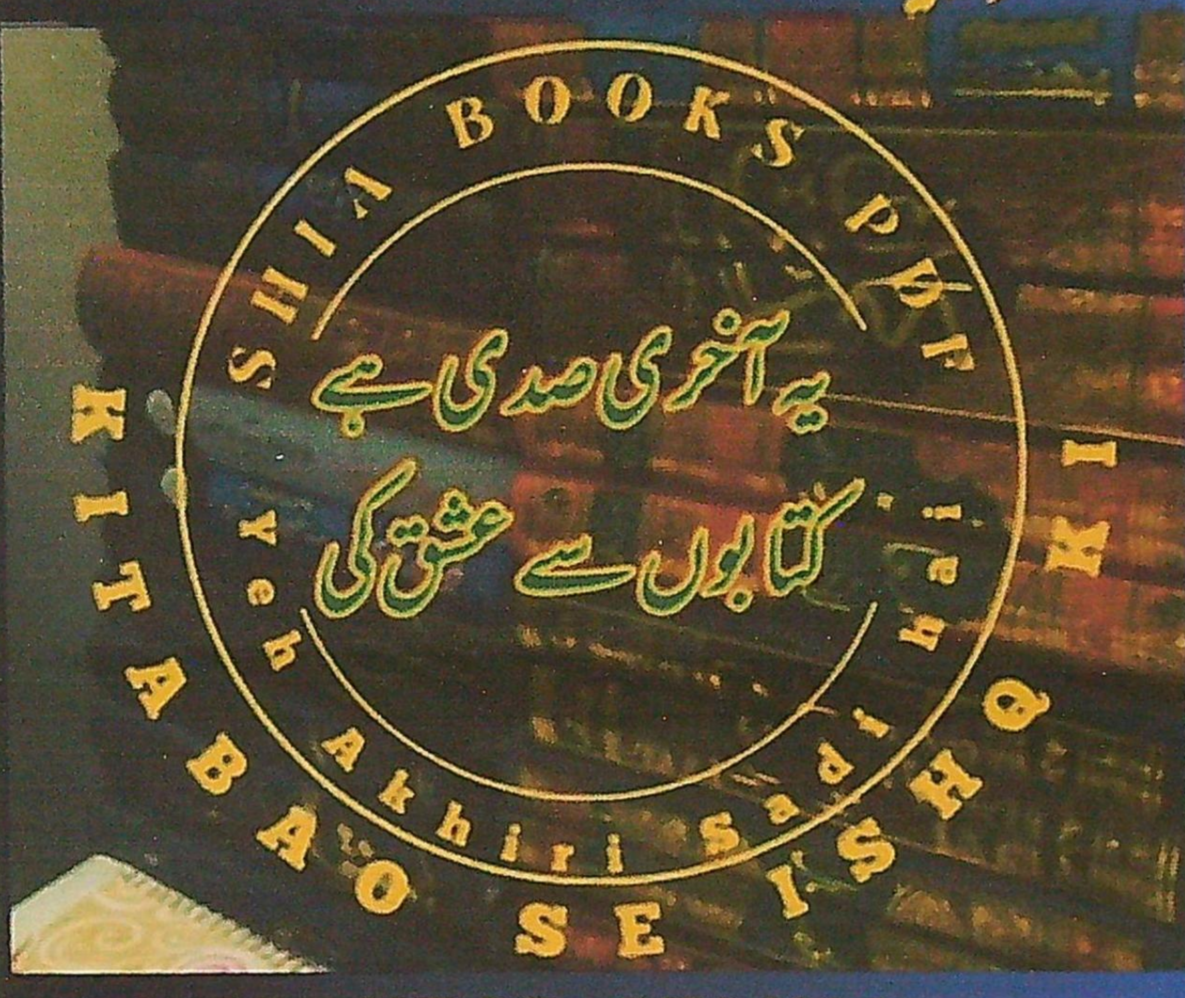
بِسۡمِ ٱللَّهِ ٱلرَّحۡمَٰنِ ٱلرَّحِيمِ

منظر ایلیاء Shia Books PDF



MANZAR AELIYA
9391287881
HYDERABAD INDIA

اہلبیت فی القرآن



آیۃ اللہ سید صادق شیرازی دام ظلہ

کتاب کا نام — اہلبیتؑ فی القرآن

مُصنّف — آیۃ اللہ سیّد صادق شیرازی

مترجم — مولانا سیّد طیّب رضا نقوی

پیشکش — مولانا ادیب الہندی

مطبع

صفحات — 536

قیمت — 100/=

کاتِب — معین الحق امام مسجد تکیہ پیر جلیل گھسیانہ گولہ گنج لکھنؤ

نَاشِر:- مجلسِ علماء و واعظین لکھنؤ

اس کتاب کے حصول کے لئے رابطہ قائم کریں

۱- مجلس علماء و واعظین پوسٹ بکس نمبر ۵ چوک لکھنؤ

۲:- عباس بک ایجنسی درگاہ حضرت عباسؑ رستم نگر لکھنؤ

۳:- مسلم فاونڈیشن، نیوجرسی، امریکہ

مُقدّمہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

قرآن کتاب ہدایت، ابدآثار دستور حیات اور جاودانی قانون ہے یہ ایسے گروہ کی طرف لوگوں کی ہدایت کرتا ہے جو اقوم ہے خدا نے اس گروہ کے تمام افراد کو ترجمان قرآن قرار دیا ہے اور وھی راسخون فی العلم ہیں۔

رسولؐ خدا کا ارشاد ہے کہ "جب اندھیری رات کے تاریک حصّوں کی طرح فتنے اور آزمائشیں تمہیں الجھن میں ڈال دیں تو تمہیں قرآن ہی سے وابستہ رہنا چاہیئے۔ کیوں کہ قرآن شفاعت کا حق رکھتا ہے اور اس کی شفاعت مقبول ہے قرآن تصدیق شدہ مدبّر ہے۔ جس نے اسے سامنے رکھا قرآن اسے جنّت میں لے جائے گا اور جس نے اسے پس پشت ڈال دیا اسے جہنّم میں پہونچا دے گا وہ راستے کا بہترین راہنما ہے وہ ایسی کتاب ہے جس میں تفصیل و تشریح اور نتیجہ خیزی ہے وہ قطعی، حتمی اور فیصلہ کن کتاب ہے اس کا ظاہر ہے اور اس کا باطن ہے، اس کا ظاہر حکم ہے اور باطن علم ہے۔ ظاہر دلکش اور خوبصورت ہے اور باطن بہت عمیق ہے۔ اس کے تہ در تہ معانی و معارف ہیں۔ اس کے

عجائبات کا شمار نہیں کیا جا سکتا اور اس کے نوادر میں بوسیدگی نہیں۔ اس میں ہدایت کے چراغ اور حکمت کے منارے روشن ہیں۔ وہ دلیل معرفت ہے۔

خاتم النبیینؐ کے اس ارشاد کے ساتھ ایک دوسرا ارشاد بھی ہے۔ آپ نے مختلف مواقع پر اور خاص طور سے زندگی کے آخری لمحوں میں مسلمانوں کو تاکید فرمائی۔

میں تم لوگوں کے درمیان دو ثقل چھوڑے جاتا ہوں، ایک خدا کی کتاب اور دوسرے میرے عترت اور میرے اہلبیتؑ۔ جب تک تم ان دونوں سے مضبوطی کے ساتھ وابستہ رہو گے، کبھی گمراہ نہ ہوگے۔ اور یہ بھی یاد رکھو کہ یہ دونوں ایک دوسرے سے کبھی جدا نہ ہوں گے یہاں تک کہ میرے پاس حوض کوثر پر پہونچیں۔

صحیح مسلم کتاب الفضائل من فضائل علیؑ، صحیح ترمذی جلد ۲ ص ۳۰۸
مستدرک علی الصحیحین جلد ۳ ص ۱۰۹، خصائص نسائی ص ۲۱
مسند احمد بن حنبل جلد ۴ ص ۳۷۱، حلیۃ الاولیاء ابو نعیم جلد ۱ ص ۳۵۵
مجمع الزوائد ہیثمی جلد ۹ ص ۱۶۴، کنز العمال جلد ۱ ص ۹۶، صواعق محرقہ ص ۷۵

اس حدیث ثقلین کے طرق کثیر اور بہت قوی ہیں۔ یہ حدیث صحیح مستفیض بلکہ متواتر ہے جسے اکثر صحابہ نے بیان کیا ہے سمہودی نے فیض القدیر میں بیس ۲۰ صحابہ کی نشاندہی کی ہے اور ابن حجر نے صواعق میں پچیس صحابہ گنائے ہیں۔ ان میں ابوذر، زید بن ارقم، جابر بن عبداللہ انصاری، ابو سعید خدری، زید بن ثابت،

حذیفہ بن اُسید، عبداللہ بن حنطب اور ابو ہریرہ وغیرہم خاص طور سے لائق ذکر ہیں۔

اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ اہلبیتؑ عدیل و شریک قرآن ہیں اور ان دونوں کو ایک ساتھ رسولؐ خدا نے امت کی ہدایت کے لئے چھوڑا ہے، کبھی آپ نے فرمایا۔ یہ امت کی تمام افراد سے اعلم ہیں لہٰذا کبھی ان سے آگے بڑھنے کی کوشش نہ کرنا ورنہ ہلاک ہو جاؤ گے۔ اور کبھی ان کے بارے میں کوتاہی نہ کرنا ورنہ ہلاکت سے دوچار ہوگے۔ کبھی انھیں پڑھانے کی کوشش نہ کرنا کیوں کہ یہ سب سے زیادہ جاننے والے ہیں۔

اہل بیتؑ اور قرآن جس طرح فضائل میں ایک دوسرے کے شریک وسہیم ہیں۔ اسی طرح آثار واحوال میں بھی شریک وسہیم ہیں۔

رسولؐ خدا نے اپنے بعد امت کی ہدایت کے لئے دو عظیم ترین سرمائے چھوڑے۔ ایک صامت اور دوسرا ناطق۔ اگر صامت کو ناطق سے الگ کر کے سمجھنے کی کوشش کی جائیگی تو گمراہی کے سوا کچھ بھی ہاتھ نہ لگے گا۔ اسی لئے آپ نے ان دونوں کو ثقل فرمایا ہے جسے اشتباہ ہی ثِقل کے مرادف سمجھ لیا گیا ہے۔ ثِقل کا مطلب ہے۔ گراں اور وزنی، بھاری بھرکم۔ جب کہ رسول خدا نے ثَقَل فرمایا ہے۔ ثِقل اور ثَقل میں فرق ہے، ثَقَل کا مطلب ہے۔ متاع المسافر وحشمہ (مسافر کی پونجی یا زادِ سفر اور اسکا حشم یعنی ایسا حساس ترین سامان جس کے بغیر اسے چارۂ کار نہ ہو اور گم ہونیکی صورت میں وہ غم و غصّہ سے بھر جائے)

خاتم النبیینؐ نے اپنی امت کو دنیا سے آخرت تک کے سفر میں دو حساس

ترین پونجی مرحمت فرمائی ہیں یہ دونوں چیزیں امت کے لئے دنیا میں بھی انفرادی و اجتماعی میدان کے لئے ضروری ترین پونجی ہیں اور آخرت میں بھی۔ اگر ان دونوں کو یا کسی ایک کو گم کر دیا جائے یا نظر انداز کر دیا جائے تو رسول خدا انتہائی غیظ و غضب میں ڈوب جائیں گے۔

اور بات بالکل واضح ہے۔ قرآن اپنے الفاظ و اسلوب کے اعتبار سے وسیع عمیق اور ہمہ گیر ہے۔ یہ ہر عہد کے لئے تازہ بہ تازہ ہے اور ہر دور کے لئے جدید ترین آواز، اس کا اپنا مخصوص لہجہ اور خاص مزاج ہے۔ اس لئے اسے ترجمان وحی ہی سمجھ سکتے ہیں جن پر یہ قرآن نازل ہوا یا وہ حضرات جو رسول کا گوشت و پوست اور خون ہیں۔ جن کا خمیر وحی والہام سے تیار گیا تھا۔ فرشتے جن کی گہوارہ جنبانی کرتے تھے اور جبریل چاکری کرتے تھے وہی حضرات خاتم النبیینؐ کے اجزائے ہدایت قرار دیئے گئے ہیں مفہوم قرآن بیان کرنے کا حق صرف انھیں کو ہے کیونکہ یہ مطہر اور معصوم ہیں۔ کیوں کہ قرآن نے واضح لفظوں میں نشاندہی کی ہے کہ۔ لا یمسہ الا المطھرون۔ (قرآن کو وہی لوگ چھو سکتے ہیں یا تصرف کر سکتے ہیں جنھیں خدا نے پاک کیا ہے، مفہوم قرآن میں ذرا بھی غلطی یا ادائے مطلب میں ذرا بھی چوک تمام انسانوں کی تباہی کا باعث ہو سکتی ہے اس لئے اسے مطہر اور معصوم حضرات ہی کو بیان کا حق حاصل ہونا چاہیئے۔

عبداللہ ابن عباس کا بیان ہے کہ رسولؐ خدا نے فرمایا۔ میں اور علیؑ اور حسنؑ اور حسینؑ کے صلب سے نو فرزند مطہر اور معصوم ہیں۔

ینابیع المودہ طبع بیروت جلد ۳ صد ۱۰۵

ایک بار حبر امت عبداللہ بن عباس نے آیت فاسئلوا اھل الذکر ان کنتم لا تعلمون (اگر تم نہیں جانتے تو اہل ذکر سے پوچھو) کا مطلب بیان کیا کہ اس سے مراد محمد مصطفےٰؐ، علی مرتضیٰؑ، فاطمہ زہراؑ اور حسنؑ اور حسینؑ ہیں یہی اہل ذکر، اہل علم اور اہل عقل و اہل بیان ہیں یہی نبوت کے اہلبیت اور رسالت کا سرچشمہ ہیں۔ انھیں کے گھر ملائکہ کی آمد و رفت رہی۔ بحار الانوار جلد ۲۳ ص۱۸۶

ابو بصیر کا بیان ہے کہ میں نے حضرت صادق آل محمدؐ سے اس آیت کا مطلب پوچھا۔ ھذا کتابنا ینطق علیکم بالحق (جاثیہ ۲۹) (یہ ہماری کتاب ہے جو تم پر حق کے ساتھ بولتی ہے) آپ نے فرمایا کتاب نہیں بولتی (وہ تو صامت ہے) لیکن محمد مصطفےٰؐ اور ان کے اہلبیت کتاب کے ساتھ بولتے ہیں۔

ان احادیث سے واضح طور پر ثابت ہوتا ہے کہ قرآن اور اہل بیت ایک دوسرے کے ساتھ ہیں ایک کے بغیر دوسرے کو سمجھا نہیں جا سکتا قرآن کو اہلبیت ہی کے ذریعے سمجھا جا سکتا ہے، لیکن اسلامی معاشرے پر مسلط ہونے والی طاقتوں نے مسلمانوں کو اسلامی اقدار سے تہی دست اور کنگال بنانے کے لئے ان دونوں میں جدائی ڈال دی۔ قرآن کو اہلبیت کے بجائے دوسروں سے سمجھا جانے لگا اس طرح قرآن ایسے گلاب کی مانند ہو گیا جس کی خوشبو علیحدہ کر لی گئی ہو یا ایسے جسم کی طرح ہو گیا جس میں روح نہ ہو۔ اور آج بھی طاغوطی طاقتیں یا ان کے آلۂ کار قرآن کو مسلمانوں کی زندگی سے دور کرنے کی سعی میں مصروف ہیں۔ ان کا مقصد یہ ہے کہ روح قرآن یعنی اہلبیت کو قرآن سے علیحدہ کر دیا جائے تاکہ مسلمانوں میں قرآن

برائے نام رہ جائے

آیۃ اللہ السیّد صادق شیرازی دام ظلہ نے زیر نظر کتاب میں قرآن و اہلبیتؑ کی اٹوٹ وابستگی سمجھانے کا سادہ، دل نشین اور انتہائی مؤثر انداز اختیار کیا ہے تمام باتیں اہلسنت کے جلیل القدر حفاظ و محدثین کی وقیع اور اہم کتابوں سے حاصل کی ہیں۔ جن کا اعتبار ان کے نزدیک معتبر اور مسلّم ہے

جو لوگ سرفروشی، قربانی اور شجاعت ورثے میں پاتے ہیں ان کا انداز بیان جدلیاتی کے بجائے اثباتی ہوتا ہے۔ باتوں میں ٹھہراؤ، رچاؤ اور استحکام ہوتا ہے، اس کتاب کے عظیم مؤلف اس مایۂ ناز خانوادے کی فرد ہیں جن کی نسلوں نے اسلام دشمنوں کے خلاف مسلسل صف آرائی جاری رکھی ہے، ان کے قلم کی روشنائی شہداء کے خون سے افضل اور ان کا خون ولایت اہلبیتؑ کی انمٹ داستان لکھتا ہے، اس خانوادے کے افراد معاشرے کی منفی طاقتوں اور صلاحیتوں کو بیک جنبشِ چشم پہچان لیتے ہیں اور مناسب طریقے پر بروقت اسکا تدارک بھی کر دیتے ہیں، قرآن و اہل بیتؑ سے یکساں طریقے پر وابستگی حیات و معاشرت کا توازن ہے اسلئے معاشرے میں ایک کو دوسرے کے ذریعے پہچنوانے کی سعی بالواسطہ طریقے سے طاغوت کے مقاصد پر ضرب کاری ہے۔ زیر نظر کتاب آج کی اسی ضرورت کو پورا کرتی ہے۔

یہ کتاب ہر طبقہ کے لئے اور ہر مکتبہ خیال کے لئے یکساں طریقے پر مفید اور جامع ہے۔ عامی حضرات بھی اس سے بہرہ مند ہو سکتے ہیں اور

علماء حضرات بھی اس کے حوالوں سے استفادہ کر سکتے ہیں۔

کتاب عربی میں تھی اس لئے برصغیر کی انتہائی ترقی یافتہ اور مقبول زبان میں اسے منتقل کر کے اس امید کے ساتھ قارئین کے سامنے پیش کی جا رہی ہے کہ اسلامی معاشرے میں ادائے اجر رسالت کا جذبہ موجزن ہوگا اور مودت اہلبیت کی خوشبو عام ہوگی۔

اس کتاب کی اشاعت و کتابت ڈاکٹر آفتاب حسین نیوجرسی کا خصوصی تعاون حاصل رہا، ادارہ ڈاکٹر صاحب کا شکر گزار ہے۔

اَدیبُ الہندی

بیتُ الحمد- پیر بخارہ، چوک، لکھنؤ

١٠ ربیع الثانی ١٤١٩ھ، ق

(روزِ ولادت امام حسن عسکری)

ان کان رفضاً حب آل محمّد
فلیشهد الثقلان انی رافضی [1]

ترجمہ

اگر آل محمدؐ کی محبت کے سبب انسان رافضی ہو جاتا ہے
تو دنیا و آخرت گواہ رہیں کہ میں رافضی ہوں۔

الامام الشافعیؒ۔ محمد بن ادریس

---

[1] امام شافعی کے اس شعر کو حنفی مذہب کے تمام فقہا نے نقل کیا ہے (الصبان) نے اسعاف الراغبین کے صفحے ۱۱۶۔ اور فقیہ المالکی ابن صباغ نے (الفصول المہمۃ) کے صفحے ۴۰ پر اور فقیہ الشافعی ابن حجر الہیثمی نے (الصواعق المحرقہ) کے صفحے ۱۳۱ پر اور ان کے علاوہ دیگر حضرات نے بھی نقل کیا ہے۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔

الحمد للہ رب العالمین والصلاۃ
والسلام علی خیر الخلق اجمعین
(محمد) المصطفیٰ وعلی (اھل البیت)
الذین اذھب اللہ عنھم الرجس و
طھرھم تطھیرًا وانزل فیھم آیات
کثیرۃ من القرآن الحکیم وبعد

اس کتاب میں جن آیات قرآنی کو نقل کیا گیا ہے وہ تنزیل، تفسیر، تاویل اور مصداق کے اعتبار سے اہلبیت علیہم الصلوٰۃ والسلام کے بارے میں نازل ہوتی ہیں جنکو ہم نے غیر شیعہ حضرات کی کتابوں سے جمع کیا ہے۔ یہاں میں نے اس بات کا تذکرہ نہیں کیا کہ جنھیں صرف شیعہ حضرات نے نقل کیا ہے۔ اگرچہ ان کی حیثیت قوی ترین حجّت اور واضح دلائل کی ہے۔

ان باتوں کو بیان کر کے میں رسول خداؐ اور اہل بیت علیہم افضل الصلوٰۃ

والسلام کا تقرب چاہتا ہوں تاکہ اپنی اس ادنیٰ سی کوشش کے ذریعہ اس روز مراد پاسکوں جس دن نہ تو مال سودمند ہوگا اور نہ ہی اولاد کام آسکے گی اور زمرے میں شامل ہوسکوں جس کے بارے میں پیغمبر اسلام کی مشہور و معروف متواتر حدیث (مثل اھل بیتی کسفینۃ نوح من رکبھا نجا) صادق آسکے۔

میری یہ کتاب ان کیلئے ہے جو حق کی تلاش میں ہیں لیکن حق تک نہیں پہونچ پارہے ہیں ہدایت کرسکے تو میں پیغمبر اسلام کی اس روایت کا۔

" یا علی لئن یھدی اللہ بک رجلاً خیرٌ لک
ماطلعت علیہ الشمس۔"

"اے علی اگر خداوند عالم تمہارے ذریعہ کسی ایک شخص کو ہدایت دے تو یہ عمل دنیا کی ہر چیز سے بہتر ہے۔"

ایک فرد بن جاؤں گا۔ جو کچھ میں نے بیان کیا ہے اس کا اہلسنت کی کتابوں میں مطالعہ کیا ہے ہوسکتا ہے کہ اس سلسلے میں اور بہت سی آیات ذکر ہوتی ہوں لیکن ان تک میری رسائی نہ ہوتی۔

مستقبل میں خداوند عالم جس کو اس کام کی توفیق دے وہ میری کتاب کے ساتھ اضافہ کرے تاکہ اس کے لئے تکملہ بن جائے۔

الکویت۔ صادق الحسینی الشیرازی۔

ملاحظات

۱۔ اس کتاب میں موجودہ آیات کو میں نے تین کتابوں سے حاصل ہے (۱) حافظ سکانی (حنفی) کی شواہد التنزیل (۲) سید ہاشم البحرانی کی غایۃ المرام کا وہ حصہ جو اہلسنت سے مروی ہے (۳) حافظ القندوزی (الحنفی) کی ینابیع المودۃ۔ اور باقی حصہ کو اہل سنت کی متفرق کتب سے تحریر کیا ہے۔ جس کا کتاب کے صفحات کے نیچے حوالہ دیا گیا ہے

۲۔ اس کتاب میں ہم نے ان آیات کا تذکرہ نہیں کیا جو امیرالمومنین علی ابی طالبؑ کی فضیلت سے مخصوص ہیں حالانکہ آپ کی ذات والاصفات مرکز فضائل ہے، اس لئے کہ ایسی آیات کی تعداد بہت زیادہ ہے اس وجہ سے ہم نے امیرالمومنینؑ کی شان میں نازل ہونے والی آیات کو مستقل ایک ضخیم کتاب کی شکل میں "علی فی القرآن" تالیف کیا ہے جو موجودہ کتاب سے کہیں زیادہ ضخیم ہے۔

۳۔ ہم نے اختصار کو ملحوظ خاطر رکھتے ہوئے احادیث کے اسناد کا تذکرہ نہیں کیا ہے اس لئے کہ اس کتاب میں ہمارا مقصد ان آیات کی جانب اشارہ کرنا ہے جو اہل بیت علیہم الصلوٰۃ کی شان میں نازل ہوئی ہیں۔ تفصیل کے خواہشمند حضرات کے لئے نیچے کتابوں کے حوالجات کا بھی تذکرہ کر دیا ہے۔

۴۔ یوں تو تفسیر آیات کے سلسلے میں بہت سی احادیث وارد

ہوئی ہیں لیکن اختصار کا خیال کرتے ہوئے ہم نے صرف ایک دو ہی حدیث پر اکتفا کی ہے اور تفصیل کو بعد میں آنے والوں کے حوالے کر دیا ہے خداوند عالم اس کو پایہ تکمیل تک پہونچانے کی توفیق عنایت فرمائے۔

سورۃ الفاتحہ

اس میں ایک آیت ہے اھدنا الصراط المستقیم ہے۔

عبیداللہ بن عبداللہ بن احمد جوکہ حاکم الحکانی (الحنفی) نیشاپوری کے نام سے مشہور ہیں ۵۰۰ھ ہجری کے بزرگ حضرات میں سے ہیں اپنی کتاب (شواھد التنزیل لقواعد التفصیل فی الایات النازلہ فی اہل البیت) میں روایت کرتے ہیں کہ ہم سے حاکم ابو محمد عبداللہ بن احمد کے والد نے اسناد مذکورہ کے ذریعہ ابو بریدہؓ سے خداوند عالم کی آیت اھدنا الصراط المستقیم۔ کے بارے میں کہا۔ صراط محمد وآلہ۔ یعنی محمدؐ وآل محمدؐ کا راستہ مراد ہے۔

اسی طرح حافظ کبیر بیان کرتے ہیں کہ عقیل بن الحسین القسوی نے اسناد مذکوہ کے ساتھ ہم سے بیان کیا سفیان ثوری کے واسطے سے اور انھوں نے اسباط و مجاہد سے انھون نے ابن عباس سے (اھدنا الصراط المستقیم) کے بارے میں ابن عباس نے کہا۔ (قولوا معاشر العباد اھدنا الیٰ حب النبی و اھل بیتہ)[1-2] ترجمہ:۔ اے لوگو کہو کہ ہمیں پیغمبرؐ اور ان کے اہلبیتؑ کی محبت کی ہدایت کرتا رہے۔

۱-۲ - شواہد التنزیل جلد نمبر ا صفحہ ۵۷ - ۵۸

سورۃ البقرہ

اس میں ۱۳/ آیات ہیں۔

۱ و ۲ ھدی للمتقین الذین یومنون بالغیب /۲-۳

ترجمہ:۔ (قرآن) ان پرہیزگاروں کے لئے از سرتاپا ہدایت ہے جو غیب پر ایمان رکھتے ہیں۔

۳ فتلقیٰ آدم من ربہ کلمات / ۳۷

ترجمہ:۔ حضرت آدمؑ نے اپنے پروردگا سے کچھ کلمے حاصل کرلئے۔

۴ واذ قلنا ادخلوا ھٰذہ القریۃ / ۵۸

ترجمہ (اور وہ وقت بھی یاد کرو) جب ہم نے تمھیں حکم دیا تھا کہ اس گاؤں، (اریحا) میں داخل ہو جاؤ۔

۵ واذا ستسقیٰ موسیٰ لقومہ /۶۰

ترجمہ (اور وہ وقت بھی یاد کرو) جب موسیٰؑ نے اپنی قوم کے لئے پانی کی دعا مانگی تھی۔

۶ واذا بتلیٰ ابراھیم ربہ بکلمات / ۱۲۴

ترجمہ:۔ (عسکریؑ) کے بعد اس کا بیٹا محمد ہوگا جس کو مہدی۔ القائم اور الحجّہ کے القاب سے یاد کیا جائے گا جو پردہ غیب میں چلا جائے گا جب ظاہر ہوگا تو دنیا کو عدل و انصاف سے اسی طرح بھر دیگا جس طرح وہ ظلم و جور سے بھری ہوگی۔ اس کی غیبت کے زمانے میں صبر کرنے والوں کے لئے خوش خبری ہے۔ اس کی محبت میں متقین کے لئے خوش خبری ہے اور ایسے ہی لوگوں کی خداوند عالم نے۔ ھدی للمتقین الذین یومنون بالغیب۔ فرما کر تعریف کی ہے۔"

وبشر الذین امنوا وعملوا الصّٰلحٰتِ اَنَّ لَھُمْ جنّٰتٍ تجری من تحتھا الانھار کُلَّمَا رزقوا مِنْھَا من ثمرۃٍ رِزْقًا قالوا ھذا الذی رزقنا مِنْ قبل واتوا بہ متشابھاً ولھم فیھا ازواجٌ مطھرۃٌ وَھم فیھا خالدون (آیۃ ۲۵۔ البقرہ)

ترجمہ:۔ اے رسول جو لوگ ایمان لے آئے ہیں اور جنھوں نے تمام نیک اعمال کئے ہیں ان کو خوشخبری سنا دو کہ ان کے لئے جنت کے ایسے باغات ہیں جن کے (درختوں) کے نیچے نہریں بہہ رہی ہیں جب ان کو ان باغوں کا کوئی میوہ کھانے کو دیا جائے گا تو یہ کہیں گے کہ یہ تو وہی پہلے دیا جا چکا ہے حالانکہ یہ میوہ جو ان کو یہاں دیا گیا ہے دنیاوی میوؤں میں سے صرف رنگ روپ ہی میں ملتا جلتا ہے۔

علاّمہ (الحنفیہ) حافظ عبید اللہ جو کہ حاکم الحسکانی کے نام سے مشہور

ہیں۔ سند معتبرہ کے ذریعہ ابن عباس سے روایت کرتے ہیں۔ ابن عباس کہتے ہیں قرآن مجید میں جو آیت (وَبَشِّرَ الَّذِیْنَ آمنوا) سورۃ بقرہ میں نازل ہوتی ہے۔ رسولؐ اللہ و علیؑ اور اہل بیت علیہم الصلاۃ والسلام سے مخصوص ہے۔ [1]

---

[1] اس مقام پر آیۃ مجیدہ کا پیغمبر اسلام اور اہل بیتؑ سے مخصوص ہونا باعتبار فرد اکمل واتم کے ہے اس آیت کا استعمال موجودہ معنی میں اور مومنین کے شامل ہونے میں کوئی منافات نہیں رکھتا ہے۔ (مؤلف)

٢

فتلقیٰ ادم من ربه کلمٰتٍ فتاب علیه
انه هو التوّاب الرّحیم ۰ البقرہ ۳۷

ترجمہ حضرت آدمؑ نے اپنے پروردگار سے کچھ کلمے حاصل کرلئے اور (ان کی برکت سے) اللہ نے ان کی توبہ قبول کرلی۔ یقیناً وہ بڑا توبہ قبول کرنے والا انتہائی مہربان ہے۔

علامہ سید ہاشم البحرانی خصائص نظیری سے روایت کرتے ہیں کہ ابن عباس نے بیان کیا کہ جب خداوند عالم نے آدمؑ کو خلق کیا اور ان میں اپنی روح پھونکی تو ان کو چھینک آئی انھوں نے (اَلحمدُ للہ) کہا پس ان کے پروردگار نے کہا (یرحمک ربک) حضرت آدم علیہ السلام کو ملائکہ نے سجدہ کیا تو ان کے اندر خود پسندی آگئی (چنانچہ فخر کرتے ہوئے کہنے لگے) اے خدا کیا تونے کسی ایسی مخلوق کو خلق کیا ہے جو تیرے نزدیک مجھ سے زیادہ محبوب ہو۔ ارشاد ہوا ہاں (ہاں وہ ایسی ہستیاں ہیں) اگر انھیں خلق نہ کرتا تو میں تم کو پیدا نہ کرتا جناب آدمؑ نے کہا اے میرے پروردگار ان کو قریب کردے؟ پس خداوند عالم نے ملائکہ حجاب کو وحی فرمائی کہ حجابات ہٹا دیئے جائیں چنانچہ حجابات کے ہٹتے ہی آدمؑ نے ساق عرش پر پانچ ہستیاں لکھیں دیکھیں

تو سوال کیا۔ پروردگار یہ کون ہیں؟ خداوند عالم نے فرمایا، یہ محمد میرا نبی ہے اور یہ علیؑ میرے نبی کا چچازاد بھائی اور اس کا جانشین ہے اور یہ فاطمہ میرے نبیؐ کی بیٹی اور حسنؑ و حسینؑ علیؑ کے بیٹے اور میرے نبی کے فرزند ہیں، پھر خداوند عالم نے فرمایا اے آدمؑ یہ سبھی تمہاری اولاد ہیں (یہ سن کر) آدم خوش ہوتے ہیں جب جناب آدمؑ نے ترک اولیٰ سرزد ہوا تو انھوں نے خداوند عالم سے اس طرح دعا کی: یا رب اسئلک بمحمد وعلی وفاطمة والحسن والحسین

اے میرے پروردگار میں تجھے محمدؐ و علیؑ و فاطمہؑ اور حسن اور حسین کا واسطہ دے کر سوال کرتا ہوں کہ میری توبہ قبول فرما!

چنانچہ خداوند عالم نے آدمؑ کی توبہ قبول فرمایا۔ اسی کا تذکرہ کرتے ہوئے خداوند عالم نے قرآن میں فرمایا ہے۔

(فتلقی آدم من ربه کلمات)

ترجمہ حضرت آدمؑ نے اپنے پروردگار سے کچھ کلمے حاصل کرلئے۔

جن کلمات کو آدم علیہ السلام نے اپنے پروردگار سے سیکھا وہ ہیں

اللّٰھُمَّ بِحَقِّ محمد وعلی وفاطمة والحسن والحسین
الاّ تبت علیَّ "

اور انہی کلمات کے ذریعہ جناب آدمؑ کی توبہ قبول ہوئی [1]

وَمَا ظَلَمُوْنَا وَلٰکِنْ کَانُوْا انفسهم یظلمون ۔ البقرہ (۵۷)

[1] غایۃ المرام ص۳۹۳

ترجمہ:۔ انھوں نے ہم پر ظلم نہیں کیا حقیقت یہ ہے کہ اس طرح یہ اپنے اوپر ظلم کر رہے تھے۔

حافظ الحنفی سلیمان قندوزی امام محمد باقر علیہ السلام سے آیت ولکن کانوا انفسہم یظلمون) کے بارے میں روایت کرتے ہیں کہ امام علیہ السلام نے فرمایا کہ خدا کی ذات پاک وپاکیزہ اس کی حکومت عظیم وسرمدی اسکی کبریائی ہمیشہ رہنے والی ہے یہ بات اس کی ذات پاک سے بہت بعید ہے کہ اس کی ذات کے لئے ظلم عارض ہو لیکن خداوند عالم نے ہم اہل بیتؑ کو اپنی ذات کا قائم مقام قرار دیا چنانچہ اس نے ہم پر ظلم ہونے کو خود اپنے اوپر ظلم ہونا قرار دیا۔

وما ظلمون ولکن کانوا انفسہم یظلمون ؎۱

ملک باالصلوٰۃ

؎۱ ینابیع المودہ ص ۳۵۸

۴

وَاِذْ قُلْنَا ادْخُلُوْا هٰذِهِ الْقَرْيَةَ فَكُلُوْا مِنْهَا حَيْثُ شِئْتُمْ رَغَدًا وَّادْخُلُوا الْبَابَ سُجَّدًا وَّقُوْلُوْا حِطَّةٌ نَّغْفِرْ لَكُمْ خَطٰيٰكُمْ وَسَنَزِيْدُ الْمُحْسِنِيْنَ ۝ (البقرہ ۵۸)

ترجمہ:۔ (اور وہ وقت بھی یاد کرو) جب ہم نے تمھیں حکم دیا کہ اس گاؤں (اریحا) میں داخل ہو جاؤ اور اس کی چیزوں میں سے جس چیز کو جہاں چاہو بافراغت کھاؤ اور دروازے میں سجدۂ شکر کرتے ہوئے داخل ہو اور (زبان سے بار بار یہ) کہو کہ اے اللہ توبہ ہے توبہ) اگر تم نے ایسا کہا تو ہم تمہاری خطاؤں کو معاف کر دیں گے اور نیک کام کرنے والوں کو عنقریب (وہ جتنے کے مستحق ہیں) اس سے زیادہ دیں گے۔"

جلال الدین عبدالرحمن بن ابی بکر (السیوطی) جو کہ فقیہ شافعی ہیں اس آیت مجیدہ کی تفسیر کی روایت کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ ابن ابی شیبہ نے علیؑ سے روایت کی ہے کہ آپ نے فرمایا۔ اس امت میں ہماری مثال سفینۂ نوح اور باب حطۃ کی طرح ہے۔

الدر المنثور جلد (۱) تفسیر سورۃ البقرہ

۵

وَاِذِ اسْتَسْقٰى مُوْسٰى لِقَوْمِهٖ فَقُلْنَا اضْرِبْ بِعَصَاكَ الْحَجَرَ فَانْفَجَرَتْ مِنْهُ اثْنَتَا عَشْرَةَ عَيْنًا۔

البقرہ ۶۰

ترجمہ:۔ جب موسیٰؑ نے اپنی قوم کے لئے پانی کی دعاء مانگی تھی تو ہم نے (اس پر) ان سے یہ کہا تھا کہ تم پتھر پر اپنا عصا مارو (انھوں نے جیسے یہ کیا) اس سے بارہ چشمے پھوٹ نکلے۔"

علامہ بحرانی ابی الحسن الفقیہ محمد بن علی بن ساذن سے المناقب المائۃ میں اہل سنّت کے طریق سے سلسلہ سند حذف کرتے ہوئے ابن عباس سے روایت کی ہے کہ میں نے پیغمبر اسلامؐ کو فرماتے ہوئے سنا۔

"معاشر الناس من سَرَّہٗ لِیَقْتَدِیَ بِیْ فعلیہ ان یَتَوالی ولایۃ علی ابن اَبِیْ طالب والائمۃ من ذریتی فانھم خزائنُ عِلمِیْ۔"

ترجمہ:۔ اے لوگوں جس کو یہ پسند ہو کہ میری اقتدیٰ کرے تو اس کے لئے ضروری ہے کہ علیؑ ابن ابی طالب کی ولایت کا دم بھرے اور آئمہ کی ولایت کا دم بھرے جو میری اولاد سے ہیں اس لئے کہ

یہ سب میرے علم کے خزانے ہیں۔"

(یہ سن کر) جابر ابن عبداللہ انصاری کھڑے ہوئے اور بولے یا رسول اللہ آئمہ کی تعداد کتنی ہیں؟

پیغمبر اسلامؐ نے فرمایا اے جابر خدا تم پر اپنی رحمت نازل کرے تمہارا یہ سوال تمام اسلام کے بارے میں ہے) یہاں تک آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ وعدتھم عدۃ العیون التی انفجرت لموسیٰ بن عمران حین ضرب بعصاہُ الحجرَ فانفجرت منہ اثنتا عشرۃ عینًا [1] (الحدیث)

(اے جابر میری ذریت میں ہونے والے آئمہ کی تعداد) ان چشموں کی تعداد کے برابر ہے جو موسیٰؑ کے لئے جاری ہوئے تھے جب انھوں نے پتھر پر اپنا عصا مارا تو اس سے بارہ ۱۲ چشمے پھوٹ کر نکلے۔

[1] غایۃ المرام ص۲۴۴

٦

وَاِذِ ابْتَلٰی اِبْرَاهِيمَ رَبُّهٗ بِكَلِمٰتٍ فَاَتَمَّهُنَّ ۔

البقرہ/ع ۱۲

ترجمہ:۔ (اے رسول وہ وقت بھی یاد کرو) جب ابراہیم کو ان کے پروردگار نے چند باتوں کے ذریعہ سے آزمایا تھا اور انھوں نے ان کو پورا کردیا تھا۔

حافظ القندوزی (الحنفی) اپنی سند کے ساتھ مفضل سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے حضرت الصادقؑ سے (واذ ابتلی ابراھیم ربہ بکلمات) کے بارے میں سوال کیا؟

امامؑ نے فرمایا یہ وہی کلمات ہیں جن کو جناب آدمؑ نے اپنے پروردگار سے حاصل کیا تھا اور انھیں کلمات کے ذریعہ ان کی توبہ قبول ہوئی وہ کلمات یہ ہیں۔ (یارب اسئلك بحق محمد وعلی وفاطمة والحسن والحسینؑ الا تبت علیّ) خداوند عالم نے آدمؑ کی توبہ قبول کی اس لئے کہ وہ توبہ کا قبول کرنے اور رحم کرنے والا ہے۔

مفضل کہتا ہے میں نے کہا فرزند رسول اس قول خدا فَاَتَمَّهُنَّ سے کیا مراد ہے۔ امامؑ نے فرمایا۔ فاتمھن الی القائم المھدی اثنی عشر

اماماً تسعة من الحسینؑ۔

قائم المہدی تک ائمہ کی پوری تعداد بارہ کردی جنھیں سے ۹ نو ائمہ امام حسینؑ کی اولاد سے ہیں [۱]

وَمَا اُنْزِلَ اِلٰی اِبْرَاهِيمَ وَاِسْمٰعِيلَ وَاِسْحٰقَ وَيَعْقُوبَ وَالْاَسْبَاطِ ۔

ترجمہ:۔ اور جو ابراہیم اسمٰعیل اسحاق یعقوب اور اولاد یعقوبؑ پر نازل کئے گئے تھے۔

مورخ ابن اثیر (اسد الغابة) میں اپنی سند کے ساتھ علی بن مرة سے نقل کرتے ہیں۔

علی بن مرہ کہتا ہے کہ میں پیغمبر اسلام کے ہمراہ ایک دعوت میں گیا حسینؑ وہاں پر کھیل رہے تھے پیغمبر اسلام اپنے ہاتھوں کو پھیلا کر حسینؑ کی طرف بڑھے امام حسینؑ اپنے نانا کے ہاتھوں سے بچنے کے لئے کبھی ادھر ہوجاتے اور کبھی اُدھر ہوجاتے اس طرح پیغمبر اسلام نواسے کو ہنسا رہے تھے یہاں تک کہ پیغمبر اسلام نے اپنے نواسے حسینؑ کو پکڑلیا اور (انتہائی گرم جوشی کے ساتھ) ایک دست مبارک ٹھڈی کے نیچے اور دوسرا سر پر رکھ کر فرمایا۔ حسینؑ منی وانا من حسینؑ احب اللہ من احبّ

[۱] ینابیع المودة ص ۲۵

حسیناً حسینؑ سبطٌ من الاسباط ۔

ترجمہ :۔ حسینؑ مجھ سے ہے اور میں بھی حسینؑ سے ہوں خداوند عالم اس کو دوست رکھتا ہے جو حسینؑ کو دوست رکھتا ہے۔ حسینؑ نواسوں میں سے ایک نواسہ ہے۔

مولف فرماتے ہیں کہ یہاں دو چیزیں قابل غور ہیں۔

اول :۔ یہ کہ اس آیت کی قرآن مجید کے اندر تکرار ہوئی ہے اور لفظ (الاسباط) بھی قرآن میں مکرر بیان ہوا ہے یہ تکرار اس بات کی متقاضی ہے کہ ہم پیغمبر اسلام کی حدیث (حسینؑ سبط من الاسباط) کی تکرار کریں اس لئے کہ اگر امام حسینؑ ایک ہی نواسے ہوتے تو جہاں کہیں بھی قرآن میں (الاسباط) کی تکرار ہوتی تو حسین کی ذات گرامی اس لفظ (الاسباط) کو شامل ہوتی لہذا ہمیں پیغمبر اسلام کی حدیث کی تکرار (الاسباط) کلمہ کی طرح مکرر کرنا ہوگی جو کہ دو مقام پر ہوئی ہے سورۃ آل عمران اور سورۃ نساء

دوم :۔ یہ کہ جو اسباط بنی اسرائیل میں تھے وہ انبیاء نہیں تھے البتہ انبیاء جیسی منزلت رکھتے تھے کلمہ (انزل) وحی کے معنی میں ہے لیکن کلمہ وحی تمام جہات سے انزل کے معنی میں نہیں ہے اور نہ ہی ایک دوسرے کا بدل ہیں اس لئے کہ وحی نبی کے لئے بھی ہوتی ہے اور رسول کے لئے بھی ہوتی ہے[1] اور ان دونوں کے علاوہ آئمہ وصالحین اور ملائکہ کے لئے بھی ہوتی ہے۔ ان کے علاوہ، دوسروں کے لئے بھی ہوتی ہے

۱؎ اسد الغابہ جلد (۲) ص ۱۹

چنانچہ پیغمبر اسلام کی حدیث مبارکہ کی دلیل سے حسینؑ کے لئے آیت کا ذکر کرنا اس کا یہ مطلب نہیں ہے کہ امام حسینؑ نبی ہیں بلکہ اس کے معنیٰ یہ ہیں کہ حسینؑ کے بارے میں اللہ کی طرف سے کچھ نازل ہوا ہے لیکن اس طرح نہیں جس طرح انبیاء پر نازل ہوتا ہے۔ اس چیز کی وضاحت کرتے ہوئے اس جگہ پر ہم وحی کی بعض آیات کا تذکرہ کر رہے ہیں جو کہ غیر انبیاء کے لئے نازل ہوئی ہے۔ (۱)

(وَاَوْحیٰ رَبُّکَ الی النحل) (۲) ۲؎

ترجمہ :۔ اور اے (رسول) تمہارے پروردگار نے شہد کی مکھی کے دل میں یہ بات ڈال دی۔

(فَاَوْحیٰ الیھم ان سَبِّحُوا بکرۃً وَّعشیاً) ۳؎

ترجمہ :۔ اور ان سے اشارے سے یہ کہا کہ تم لوگ صبح شام (خدا کی) تسبیح (و تقدیس) کیا کرو۔

(وَاِذَا اَوْحَیْتُ اِلَی الْحَوَارِیّیْنَ ان اٰمِنُوا بِی وَبِرَسُولِی) ۴؎

۱؎ النبی وہ ہے کہ جس پر وحی آتی ہے چاہے اس کو تبلیغ کا حکم ہوا یا نہیں۔ الرسول۔ جس پر وحی نازل ہوتی ہے لوگوں کی جانب اس کو پہنچانے کا بھی حکم ہوتا ہے اس طرح ہر رسول نبی ہوتا ہے لیکن ہر نبی رسول نہیں ہوتا

۲؎ النحل ص ۶۸

۳؎ مریم ص ۱۱

۴؎ المائدہ ص ۱۱۱

ترجمہ:۔ اور جب کہ میں نے حواریین پر الہام کیا تھا کہ تم مجھ پر اور میرے رسول پر ایمان لاؤ۔

(واوحینا الی ام موسیٰ ان ارضعیہ) [1]

ترجمہ:۔ اور ہم نے مادر موسیٰ کی طرف وحی بھیجی کہ تم اس کی رضاعت کرو۔

(اذ اوحینا الی املک مایوحیٰ) [2]

ترجمہ:۔ جب کہ ہم نے تمہاری ماں کو الہام کے ذریعہ سے وہ بات بتلائی تھی جو الہام ہی سے بتائی بھی جا سکتی تھی۔

جس طرح اور جس معنیٰ میں حواریین اور مادر جناب موسیٰ پر وحی ہوئی ہے اس معنیٰ میں حسینؑ کے لئے وحی کے نازل ہونے میں کون سا مانع ہے؟

اس میں کوئی شک وشبہ نہیں کہ خدا کے نزدیک حسینؑ کی ذات حواریین و مادر جناب موسیٰ سے افضل و بہتر ہے۔

اَمۡ تَقُوۡلُوۡنَ ان ابراھیم واسمٰعیل وَاِسۡحٰقَ و یعقوبَ و الۡاَسۡبَاطَ کانُوۡا ھُوۡدًا او نصٰرٰی۔ البقرہ ص ۱۴۰

ترجمہ کیا (یہودیوں) تم کہتے ہو کہ ابراہیم واسمٰعیل واسحاق ویعقوب اور فرزندان یعقوب یہ سب کے سب یہودی یا نصرانی تھے۔)

امام اہل سنت ابن ماجہ صحاح ستہ میں سے اپنی کتاب (سنن ابن ماجہ) میں پیغمبر اسلام کی طرف سند دیتے ہوئے بیان کرتے کہ آنحضور صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا (حَسَیۡنٌ سِبۡطٌ

۱؎ سنن ابن ماجہ جلد ۱ ص ۵۱ ۲؎ تہذیب الکمال ص ۷۱

مِنَ الۡاَسۡبَاطِ) [1] اور اسی کو صاحب تہذیب الکمال نے بیان کیا ہے۔ [2]

ہم کہتے ہیں کہ جن آیات میں کلمہ (الاسباط) ذکر ہوا ہے ان کا امام حسینؑ پر شامل ہونے میں کوئی مانع نہیں ہے۔ اس لئے کہ حدیث مذکورہ کو ایسی ذات نے فرمایا ہے جس کے بارے میں خداوند عالم نے فرمایا ہے۔

(وما ینطق عن الھویٰ ان ھوالا وحیٌ یوحیٰ)

اور وہ (رسول) اپنی خواہش نفس سے کچھ بھی نہیں کہتا (وہ جو کچھ کہتا ہے) وہ اس وحی کے سوا کچھ نہیں ہوتا جو (اسکے پاس) بھیجی جاتی ہے۔ سورہ نجم آیت ۴

اگر یہ حدیث پیغمبر آیت کے تنزیلی معنیٰ نہیں تو تاویلی معنیٰ میں بہر حال شامل ہے۔

۱؎ سنن ابن ماجہ ج ۱ ص ۵۱

۲؎ تہذیب الکمال ص ۷۱

۷

وَكَذَالِكَ جَعَلْنٰكُمْ اُمَّةً وَّسَطًا لِتَكُوْنُوا شُهَدَآءَ عَلَى النَّاسِ۔ بقرہ ص۱۴۳

ترجمہ:۔ اور اسی طرح ہم نے تمہیں امت وسط قرار دیا تاکہ (اور) لوگوں کے مقابلے میں تم گواہ بنو

حافظ الحاکم الحسکان (الحنفی) روایت کرتے ہیں کہ ہمیں محمد بن عبداللہ ابن احمد الصوفی نے اسناد مذکورہ کے ذریعہ اور انھوں نے سلیم ابن قیس سے اور انھوں نے علیؑ سے روایت سنی آپ نے فرمایا کہ خداوند عالم کا آیت۔ (لتکونوا شھداء علی الناس) میں ہم مقصود ہیں۔ رسول اللہؐ ہم پر شاہد ہیں (گواہ ہیں) اور ہم لوگوں پر گواہ اور اس کی زمین پر خدا کی حجت ہیں اور وہ ہم ہی ہیں جن کے لئے خداوند عالم نے (وَكَذٰلِكَ جَعَلْنٰكُمْ امة وسطًا) فرمایا ہے۔

ہم کہتے ہیں امیرالمومنین نے جو فرمایا ہے کہ اس آیت سے مراد ہم ہیں تو اس سے مراد تمام اہل بیتؑ ہیں اس سلسلے میں کتب احادیث

شواھد التنزیل ج (۱) ص۹۲

اور بہت سی دیگر کتابوں میں مثالیں موجود ہیں۔

مخفی نہ رہے کہ (لِتَكُوْنُوا شُهَدَآءَ عَلَى النَّاسِ) کا اس روایت میں پہلے ذکر ہونا شاید بعض رواۃ یا ناقلین کی جانب سے اس طرح ہوا ہے حالانکہ قرآن کے اندر آیت کا یہ حصہ بعد میں بیان ہوا ہے۔

۸

فَاسْتَبِقُوا الْخَيْرَاتِ أَيْنَ مَا تَكُونُوا يَأْتِ بِكُمُ اللّٰهُ جَمِيعًا (البقرہ آیت ۱۴۸)

ترجمہ:۔ اور نیکیوں میں لپک کر اوروں سے آگے بڑھ جاؤ تم جہاں کہیں بھی ہو گے اللہ تم کو (اپنی بارگاہ میں) کھینچ بلائے گا۔

حافظ القندوزی (الحنفی)، امام جعفر صادقؑ سے خداوند عالم کے قول (فاستبقوا الخیرات اینما تکونوا یاتِ بکم اللہ جمیعًا) کے بارے میں روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا اس سے مراد اصحاب قائمؑ ہیں۔ جن کی تعداد ۳۱۳ ہے خدا کی قسم وہ سب امۃ معدودۃ ہیں[1] (یعنی گنی چنی امت) یہ سب ایک لمحے کے اندر اس تیزی سے جمع ہو جائیں گے جیسے موسم خریف کی بارش تیز ہوتی ہے[2]

---

[1] امامؑ کا اشارہ سورۂ ہود کی اس آیت کی جانب ہے ۔ وَلَئِنْ أَخَّرْنَا عَنْهُمُ الْعَذَابَ إِلَىٰ أُمَّةٍ مَعْدُودَةٍ

ترجمہ:۔ نیز اگر ہم ان کی جانب (آنے) سے عذاب (موعود) کو مصلحتاً کچھ معین دنوں تک روکے رکھیں گے

[2] ینابیع المودۃ ص۵۰۵

مؤلف:۔ قزع الخریف کے معنی ہیں موسم سرما کی بارش کی تیزی کی طرح اور قزع ہر اس چیز کو کہتے ہیں کہ جس کے اندر خفت اور تیزی پائی جاتے اور خریف سرما کے موسم کی بارش کو کہتے ہیں (جو کہ اچانک ہوتی ہے) اس کے یہ معنی ہوئے کہ جس طرح سے موسم سرما میں اچانک اور تیزی کے ساتھ بارش ہوتی ہے اسی طرح امام الحجۃ کے اصحاب اچانک اور تیزی کے ساتھ امامؑ کے قریب جمع ہو جائیں گے۔

٩

وَلَنَبْلُوَنَّكُمْ بِشَيْءٍ مِّنَ الْخَوْفِ وَالْجُوْعِ
وَنَقْصٍ مِّنَ الْاَمْوَالِ وَالْاَنْفُسِ وَالثَّمَرٰتِ
وَبَشِّرِ الصّٰبِرِيْنَ ۔ البقرہ آیت ۱۵۵

حافظ القندوزی الحنفی سورہ بقرہ میں قول خداوند عالم۔ ولنبلونکم بشیء من الخوف والجوع ونقص من الاموال والانفس والثمرات ولبشر الصابرین ۔ الخ ۔ کے بارے میں محمد بن مسلم کے سلسلے سے امام جعفر الصادقؑ سے روایت کرتے ہیں آپ نے فرمایا ۔ قائمؑ کے ظہور سے قبل (کچھ) علامات اللہ کی طرف سے ظاہر ہوں گی جس کے ذریعہ مومنین کی آزمائش ہوگی ۔

محمد :- آقا وہ کون سی علامات ہوں گی ۔

امامؑ :- خداوند عالم نے جو فرمایا ہے ۔ ولنبلونکم بشیء من الخوف ۔ اس سے مراد یہ ہے کہ مومنین امراض سے دوچار ہوں گے ۔

والجوع :- اشیاء کی قیمتوں میں زیادتی ہوگی ۔

ونقص الاموال :- اس سے مراد قحط ہے ۔

والانفس :- ضائع شدہ اموات

والثمرات :- بارش کا فقدان

ولبشر الصابرین :- ان تمام امتحانات کے بعد صابرین کو بشارت دیدو ۔

پھر امامؑ نے فرمایا اے محمد یہ اس کی تاویل ہے

وَمَا يَعْلَمُ تَاوِيْلَهٗ اِلَّا اللّٰهُ وَالرَّاسِخُوْنَ فِی الْعِلْمِ ۔ (آل عمران ۷)

ترجمہ :- حالانکہ ان آیتوں کا صحیح مطلب اللہ اور ان لوگوں کے علاوہ جن کے قدم مضبوطی کے ساتھ (زمین) علم میں جمے ہوئے ہیں اور کوئی نہیں جانتا و نحن الراسخون فی العلم ۔ (۱۳)

اور ہم ہی راسخون فی العلم ہیں ۔ ینابیع المودہ ص۵۰۵

۱۰

يَا اَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا ادْخُلُوا فِي السِّلْمِ كَافَّةً

ترجمہ:- اے ایمان والوتم اسلام میں پورے پورے داخل ہو۔

علامہ بحرانی روایت کرتے ہیں کہ ابوالفرج اصفہانی نے روایت کی ہے کہ اس آیت کے معنی میں علیؑ تک متعدد طرق ہیں آپ نے فرمایا اس سے مراد ہم اہل بیت کی ولایت ہے۔ [1]

[1] غایۃ المرام صـ ۴۳۸

۱۱

تِلْكَ الرُّسُلُ فَضَّلْنَا بَعْضَهُمْ عَلٰى بَعْضٍ مِنْهُمْ مَنْ كَلَّمَ اللّٰهُ وَقوله تعالى وَلَوْ شَاءَ اللّٰهُ مَا اقْتَتَلَ الَّذِيْنَ مِنْ بَعْدِهِمْ مِنْ بَعْدِ مَا جَاءَتْهُمُ الْبَيِّنٰتُ وَلٰكِنِ اخْتَلَفُوْا فَمِنْهُمْ مَنْ اٰمَنَ وَمِنْهُمْ مَنْ كَفَرَ وَلَوْ شَاءَ اللّٰهُ مَا اقْتَتَلُوْا وَلٰكِنَّ اللّٰهَ يَفْعَلُ مَا يُرِيْدُ۔ آیت ۲۵۳

ترجمہ:- یہ وہ پیغمبر ہیں جن میں سے ہم نے بعض کو بعض پر فضیلت عطا کی ان میں وہ بھی ہیں جن سے اللہ نے کلام کیا اور اگر اللہ کو منظور ہوتا تو جو لوگ ان پیغمبروں کے بعد ہوتے وہ بعد اس کے کہ ان کے پاس واضح دلیلیں آچکی تھیں آپس میں نہ لڑتے ولیکن انھوں نے باہم اختلاف کیا سو ان میں سے کوئی تو ایمان لایا اور کوئی کافر ہوگیا اگر اللہ کو منظور ہوتا تو یہ لوگ آپس میں ایک دوسرے سے نہ لڑتے لیکن اللہ جو چاہتا ہے وہ کرتا ہے۔

علامہ بحرانی ابن ابی الحدید کی شرح نہج البلاغہ سے اسناد مذکورہ کے ذریعہ اصبغ ابن نباتہ سے روایت کرتے ہیں کہ ایک شخص علی ابن ابی طالب

علیہ السلام کے پاس آکر کہنے لگے اے امیر المومنینؑ جس قوم سے ہم قتال کر رہے ہیں اس کا بھی خدا ایک ہے رسول بھی نماز بھی اور حج بھی ایک ہے ایسی قوم کو ہم کیا کہیں ؟

علی ابن ابی طالبؑ نے فرمایا وہی کہو جو کچھ خداوند عالم نے ان کو اپنی کتاب قرآن حکیم میں کہا ہے ۔

اس شخص نے کہا آقا میں قرآن حکیم کی تمام باتوں کو نہیں جانتا ہوں ۔ علی ابن ابی طالب علیہ السلام نے فرمایا کیا تم نے خدا کا فرمان نہیں سنا پس آپ نے اس آیت ۔ تلک الرسل فضلنا بعضھم علی بعض، منھم من کلم اللّٰہ ۔ الی قولہ ولو شاء اللّٰہ ما اقتتل الذین من بعد ھم من بعد ما جاء تھم البینات ولکن اختلفوا فمنھم من اٰمن و منھم من کفر ۔

کی تلاوت فرما کر اس طرح استدلال فرمایا جب کہ اختلاف واقع ہو تو خدا کے نزدیک بھی ہم اولیٰ ہیں ۔ قرآن کے نبیؐ کے اور حق کے نزدیک بھی ہم ہی اولیٰ ہیں ۔ ہم ہی صاحبان ایمان ہیں وہ لوگ کافر ہیں اللہ ہی ان سے قتال چاہتا ہے ہم اس قوم سے اللہ کی مرضی و ارادے ہی سے قتال کر رہے ہیں ۔

غایۃ المرام ص ۴۲۹ ۔ ۴۳۰

ہم نے اس مقام پر موجودہ آیت قرآنی اور حدیث امیر المومنین کا ذکر اس کتاب (اھل البیت فی القرآن) میں کیا ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ امیر المومنین نے جمع کی ضمیریں مثلاً نحن ۔ یعنی ۔ ھم ۔ یا اس کے مثل کُنّا جو فرمایا ہے ۔ وہ باعتبار اوصیاء پیغمبر اسلام اور اولاد پیغمبر کے ہے اس طرح یہ حدیث تمام آئمہ اہلبیت علیہم السلام کو شامل ہے ۔

بعینہ یہی حکم اس وقت صادق آیا جب کہ امیر المومنین کے فرزند امام حسن علیہ السلام نے معاویہ سے قتال کیا اور اس وقت بھی جب کہ امام حسینؑ نے معاویہ کے بیٹے یزید سے قتال کیا

چنانچہ امام حسنؑ اور ان کے اصحاب ۔ امام حسینؑ اور ان کے اصحاب صاحبان ایمان ہیں ۔ معاویہ اور اسکے ساتھی یزید اور اس کے ساتھی کافر ہیں ۔

۱۲

فَمَنْ يَّكْفُرْ بِالطَّاغُوْتِ وَيُؤْمِنْ بِاللّٰهِ فَقَدِ
اسْتَمْسَكَ بِالْعُرْوَةِ الْوُثْقٰى لَا انْفِصَامَ لَهَا
وَاللّٰهُ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ ۔ بقرہ (۲۵۶)

ترجمہ:۔ پس جو شخص شیطان کا منکر ہو اور خدا پر ایمان لایا ہو تو اس نے وہ مضبوط حلقہ تھام لیا ہے جو ٹوٹنے والا نہیں ہے اور خدا سب کی) سننے والا (اور سب کچھ) جاننے والا ہے۔

علامہ بحرانی ابی الحسن الفقیہ محمد بن علی بن شاذان سے (المناقب المائۃ) میں طریق اہل سنت سے حذف اسناد کے ساتھ ابن عباس سے نقل کرتے ہیں۔ ابن عباس کہتے ہیں میں نے رسول خداؐ کو حدیث فرماتے ہوتے سنا۔ معاشر الناس اعلموا ان اللہ تعالیٰ باباً من دخلہ آمن من النار و من الفزع الاکبر۔ الحدیث

ترجمہ:۔ لوگوں جان لو کہ اللہ تعالےٰ کا ایک دروازہ ہے جو اس میں داخل ہوگیا وہ (جہنم) کی آگ اور قیامت کے حول سے امان پاگیا۔

یہ سنکر ابو سعید خدریؓ کھڑے ہوتے بولے یا رسول اللہ ہمیں ہدایت تو فرمائیں تاکہ ہم پہچانیں کہ اللہ کا کون سا دروازہ ہے۔؟

قال صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہو علی ابن ابی طالب سید الوصیین وامیر المومنین واخو رسول رب العالمین وخلیفۃ اللہ علی النّاس اجمعین معاشر النّاس من احب ان یتمسک بالعروۃ الوثقی التی لا انفصام لہا فلیتمسک بولایۃ علی بن ابی طالب فولایتہ ولایتی وطاعتہ طاعتی (معاشر النّاس) من احب ان یعرف الحجۃ بعدی فلیعرف علی بن ابی طالبؑ (معاشر النّاس) من سرہ لیقتدی بی فعلیہ ان یتوالی ولایۃ علی ابن ابی طالب والائمۃ من ذریتی فانہم خزان علمی۔ [1] الحدیث۔

ترجمہ:۔ پیغمبر اسلام نے فرمایا وہ ذاتِ علی ہے جو سید الوصیین امیر المومنین پروردگار عالم کے رسول کا بھائی تمام لوگوں پر اللہ کا خلیفہ ہے۔ لوگوں جو شخص چاہتا ہو کہ ایسی رسی سے وابستہ ہوجائے جو کبھی ٹوٹتی نہیں ہے تو اسے چاہیئے کہ علی ابن ابی طالبؑ کی ولایت سے متمسک ہوجائے (اس لئے کہ) علی کی ولایت

[1] غایۃ المرام ص۲۴۷

میری ولایت ہے علی کی اطاعت میری اطاعت ہے (لوگوں) جو یہ چاہتا
ہو کہ میرے بعد والی حجت کو پہچانے تو اسے علی کو پہچانتا چاہیئے
(لوگوں) جس کو میری اقتدی پسند ہو اس پر واجب ہے کہ ولایت
علی ابن ابی طالب سے اور ولایت آئمہ (جو کہ میری اولا میں سے ہیں)
کا اقرار کرے اس لئے کہ یہ میرے علم کے خزینہ دار ہیں۔"

یُؤتی الحکمۃ من یشاءُ ومن یُوت الحکمۃ فقد
اوتی خیراً کثیراً۔ (البقرہ ۲۶۹ آیت)

ترجمہ:۔ وہ جسے چاہتا ہے حکمت عنایت فرماتا ہے اور جس کو حکمت
مل جاتے اس کو بلاشبہ بڑا خیر (و برکت کا ذخیرہ) مل گیا۔

حافظ اسلیمان القندوزی (الحنفی) روایت کرتے ہیں اور (امام حنابلہ)
اپنی مسند میں حمید بن عبداللہ کی سند سے روایت کرتے ہیں عبداللہ نے کہا،
کہ پیغمبر اسلام کے سامنے ایک قضیہ پیش کیا گیا جس کو علی ابن ابی طالب ؑ
نے حل کیا چنانچہ پیغمبر اسلام نے تعجب کرتے ہوتے فرمایا۔

الحمد للہ الذی جعل الحکمۃ فینا اھل البیت) [1]

ترجمہ:۔ اس خدا کا شکر ہے جس نے حکمت کو ہم اہل بیت میں قرار دیا۔

[1] ینابیع المودۃ ص ۷۵

۱۳

آمَنَ الرَّسُوْلُ بِمَآ اُنْزِلَ اِلَیْهِ مِنْ رَّبِّهٖ وَالْمُؤْمِنُوْنَ
كُلٌّ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَمَلٰٓئِكَتِهٖ وَكُتُبِهٖ وَرُسُلِهٖ
لَا نُفَرِّقُ بَيْنَ اَحَدٍ مِّنْ رُّسُلِهٖ وَقَالُوْا سَمِعْنَا
وَاَطَعْنَا غُفْرَانَكَ رَبَّنَا وَاِلَيْكَ الْمَصِيْرُ۔ البقرہ ۲۸۵

ترجمہ:۔ (ہمارا) رسول (محمد) جو کچھ اس کے پروردگار کی طرف سے اس پر نازل
کیا گیا ہے اس پر ایمان رکھتا ہے اور مومنین (بھی) تمام کے تمام
اللہ اور اس کے فرشتوں اور اس کی (بھیجی ہوئی) کتابوں اور اس
کے پیغمبروں پر ایمان رکھتے ہیں (اور یہ کہتے ہیں کہ) ہم اس کے پیغمبروں
میں سے کسی ایک کے درمیان بھی تفریق نہیں کرتے۔

(یہی ہیں جنھوں نے یہ بھی کہا کہ) پروردگار ہم نے تیرا حکم سنا
اور خوشی سے مانا۔ پروردگار ہم تیری بخشش کے طالب ہیں اور
تیری طرف (ہم سب کو) لوٹنا ہے۔

عالم شافعی محمد بن ابراہیم (الحوینی) متعدد سندوں سے ابی سلمی کا
بیان نقل کرتے ہیں کہ میں نے پیغمبر اسلام کو فرماتے ہوتے سنا مجھے شب
معراج آسمانوں پر لے جایا گیا تو مجھ سے پروردگار عالم نے ارشاد فرمایا۔

(امن الرسول بما انزل اليه من ربه)

پیغمبر اسلام ——— اور مومنین

خداوند عالم نے فرمایا —— اے محمدؐ تم نے سچ کہا

خداوند عالم ——— میں نے تمہاری امت میں کس کو خلق کیا ہے؟

پیغمبر اسلام ——— بہترین امت

خداوند عالم نے فرمایا —— علی ابن ابی طالبؑ ؟

پیغمبر اسلام ——— ہاں پروردگار

خداوند عالم نے فرمایا اے محمدؐ میں زمین پر مطلع ہوا تو میں نے تم کو زمین سے اختیار کیا اور تمہارے نام کو اپنے نام سے مشتق کیا۔ جس مقام پر بھی میرا تذکرہ ہوتا ہے تمہارا ذکر میرے ساتھ ضرور رہتا ہے میں محمود ہوں اور تم محمدؐ ہو (پھر) میں دوسری مرتبہ مطلع ہوا تو میں نے زمین سے علی کو اختیار کیا اور علی کا نام اپنے نام سے مشتق کیا میں اعلیٰ ہوں اور وہ علی ہے۔

اے محمدؐ تم کو میں نے خلق کیا اور علیؑ و فاطمہؑ و حسنؑ و حسینؑ اور حسینؑ کی دیگر اولاد آئمہ کو اپنے نور سے خلق کیا اور میں نے تمہاری ولایت کو اہل آسمان و اہل زمین پر پیش کیا پس جس نے (تمہاری) ولایت کو قبول کیا تو وہ میرے نزدیک مومنین میں سے ہے اور جس نے (تمہاری) ولایت سے انکار کیا تو وہ میرے نزدیک کافروں میں سے ہے۔

اے محمدؐ اگر میرے بندوں میں سے کوئی بندہ اس قدر عبادت

کرے کہ (کثرت عبادت سے اس کے اعضاء و جوارح) منقطع ہوجائیں یا اس کا ضعف اپنی انتہا کو پہونچ چکا ہو پھر وہ میرے پاس آکر تمہاری ولایت کا انکار کرے تو میں اس کو نہیں بخشوں گا یہاں تک کہ وہ تمہاری ولایت کا اقرار کرے۔

اے محمد کیا تم ان کو دیکھنا چاہتے ہو؟

پیغمبر اسلام ہاں کیوں نہیں

(خدا) نے مجھ سے کہا کہ عرش کی داہنی جانب دیکھو۔

رسول جب میں متوجہ ہوا تو میں نے دیکھا کہ علی و فاطمہ و حسن و حسین و زین العابدین و محمد باقر و جعفر صادق و موسیٰ الکاظم و علی رضا و محمد تقی و علی النقی و حسن عسکری و مہدی نور کے مرکز میں کھڑے ہوئے نماز پڑھ رہے ہیں اور مہدی تمام کے درمیان میں ستارے کی طرح چمک رہے ہیں۔

خداوند عالم نے فرمایا۔ اے محمد یہ تمام حجتیں ہیں اور (علی) تمہاری اولاد میں سے رہبر ہے۔ میں اپنے عزت و جلال کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ (علی) کی ذات میرے اولیاء کے لئے حجت واجبہ ہے اور میرے دشمنوں سے انتقام لینے والا ہے [1]

اسی بات کو مختصر فرق کے ساتھ بہت سے بزرگوں نے بیان کیا

۱:۔ فرائد السمطین جلد ۲ ۔ آخر المجلد ۔

ہے (مثلاً) الامام اخطب خطباء خوارزم موفق بن احمد (الحنفی) نے اپنی کتاب مقتل میں [2]

اور حافظ الحنفی سلیمان القندوزی نے اپنی کتاب ینابیع المودۃ میں [3]

اور ان کتابوں کے علاوہ د د دوسری کتابوں میں بھی ذکر کیا گیا ہے۔

۲:۔ مقتل الحسین للخوارزمی ج ۱ ص ۹۵

۳:۔ ینابیع المودہ ص ۴۸۶

سورۂ آل عمران

اس میں ۹ آیتیں ہیں۔

۱:۔ وَمَا يَعْلَمُ تَأْوِيلَهُ إِلَّا اللّٰهُ وَالرَّاسِخُونَ فِي الْعِلْمِ آیت/ ۷

ترجمہ:۔ حالانکہ ان آیتوں کا صحیح مطلب اللہ اور ان لوگوں کے علاوہ جن کے قدم مضبوطی کے ساتھ (زمین) علم میں جمے ہوئے ہیں اور کوئی نہیں جانتا۔

۲:۔ إِنَّ اللّٰهَ اصْطَفَىٰ آدَمَ وَنُوحًا آیت/ ۳۳

ترجمہ:۔ بیشک خدا نے آدم کو اور نوح کو تمام جہان سے چن لیا۔

۳:۔ فَمَنْ حَاجَّكَ فِيهِ مِنْ بَعْدِ مَا جَاءَكَ مِنَ الْعِلْمِ آیت/ ۶۱

ترجمہ:۔ اگر تم سے کوئی شخص اس علم (قطعی) کے بعد (بھی) جو تمہارے پاس آچکا ہے ان کے بارے میں حجت کرے۔

٤ :- وَلَهُ اَسْلَمَ مَنْ فِی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ (۸۳)

ترجمہ :- حالانکہ آسمانوں میں جو (فرشتے) ہیں اور زمین میں جو (لوگ) ہیں وہ سب اس کے سامنے (خوشی سے یا ناخوشی سے) سرِ تسلیم خم کر چکے ہیں۔

۵ :- وَمَنْ یعتصم بِاللهِ فقد هدی الی صراط مستقیم آیت / ۱۰۱

ترجمہ اور جو خدا (کے دین) سے وابستہ ہوا تو اسے یقیناً سیدھے راستے کی طرف ہدایت کردی گئی ہے

۶ :- وَاعْتَصِمُوْا بِحَبْلِ اللّٰهِ جَمِیْعًا وَّلَا تَفَرَّقُوْا - ۱۰۳

ترجمہ :- اور تم سب کے سب اللہ کی رسّی (اسلام) کو مضبوطی کے ساتھ تھامے رہو اور آپس میں نااتفاقی نہ کرو۔

۷ :- وَلِیُمَحِّصَ اللّٰهُ الَّذِیْنَ آمَنُوْا / ۱۴۱

ترجمہ :- اور (اس کی ایک یہ بھی مصلحت تھی) کہ جو سچا ایمان لائے ہیں ان کو (گناہوں سے) پاک صاف کردے۔

۸ :- لَتُبْلَوُنَّ فِیْ اَمْوَالِکُمْ وَاَنْفُسِکُمْ / ۱۸۶

ترجمہ :- (مسلمانو) تم اپنے مالوں اور اپنی جانوں کے بارے میں ضرور آزمائے جاؤ گے۔

۹ :- یا یها الذین آمنوا اصبروا

وَصَابِرُوْا / ۲۰۰

ترجمہ :- اے ایمان والو تم پر جو سختیاں پڑیں انھیں بخوشی برداشت کرو اور (اغیار) کے مقابلے میں صبر سے کام لو۔

۱

و مایعلم تاویلہ الا اللہ والراسخون
فی العلم یقولون امنا بہ کلٌ من
عند ربنا و ما یذکر الا اولوا الالباب/آل عمران ۷

حافظ سلیمان القندوزی (الحنفی) علی بن ابی طالبؑ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے خطبے میں ارشاد فرمایا۔

کہاں ہیں وہ لوگ جن کا خیال ہے کہ وہ راسخون فی العلم ہیں ایسے لوگ ہم پر جھوٹ باندھتے ہیں اور سرکشی کرتے ہیں اللہ نے ہمارے مرتبہ کو بلند کیا اور ایسے لوگوں کو پست رکھا ہم پر بخشش کی اور ان کو محروم رکھا ہمیں داخل کیا اور ان کو خارج (رحمت سے) کیا ہمارے ہی ذریعہ ہدایت حاصل ہوتی ہے اور ہمارے ہی ذریعہ نابینا روشنی پاتے ہیں [۴]

اسی طرح کی روایت حافظ القندوزی کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ جعفر الصادقؑ نے اس آیۃ ویعلم تأویلہ الا اللہ والراسخون فی العلم۔ کی تلاوت فرمائی پھر فرمایا ہم ہی راسخون فی العلم ہیں

---

۴ ینابیع المودہ ص ۷۵

۲

اِنَّ اللّٰہَ اصۡطَفٰۤی اٰدَمَ وَ نُوۡحًا وَّ اٰلَ اِبۡرٰہِیۡمَ
وَ اٰلَ عِمۡرٰنَ عَلَی الۡعٰلَمِیۡنَ / آل عمران/۳۳

ترجمہ:۔ خدا نے منتخب فرمایا آدم اور نوح کو اور آل ابراہیم اور آل عمران کو تمام دنیا کے لوگوں میں۔

علامہ بحرانی (ثعلبی) ابی اسحاق احمد بن محمد بن ابراہیم النیشاپوری اسناد مذکورہ کے ساتھ ابی وائل سے اس آیت کی تفسیر کرتے ہیں کہ میں نے مصحف عبداللہ بن مسعود میں اس طرح پڑھا۔

إنَّ اللہ اصطفیٰ آدم و نوحًا وآلَ ابراہیمَ وآلَ عمران
(وآل محمد) علی العالمین [۵]

ہم کہتے ہیں کہ مصحف عبداللہ بن مسعود میں کلمہ (آل محمد) کا پایا جانا اس امر کا ثبوت نہیں ہے کہ وہ قرآن سے ہو اور بعد میں ساقط ہو گیا ہو ایسا ہرگز نہیں ہے اس لئے نہ تو قرآن میں تحریف ہو سکتی ہے نہ تبدیلی اسی طرح کمی و زیادتی بھی نہیں ہو سکتی۔

لیکن جب رسول اللہ صلے اللہ علیہ والہ وسلم) پر وحی نازل ہوتی تھی تو اس کو آپ اپنے اصحاب کے لئے پڑھتے تھے پھر اس آیت کی تفسیر

اورتاویل بیان فرماتے تھے۔ اس طرح آپ کے اصحاب جو بطور تفسیر وتاویل سنتے تھے اس کو محفوظ کر لیتے تھے۔ چنانچہ (مصحف عبداللہ بن مسعود میں) کلمہ آل محمد کی زیادتی اسی طرح ہوئی ہے یا تو یہ کلمہ تفسیری اعتبار سے ہے یا تاویلی بنا پر ہے۔ البتہ اصل قرآن سے نہیں ہے۔

اس بات پر ثبوت جو کہ حاصل کئے جا سکتے ہیں بہت زیادہ ہیں۔

۳

فمن حاجك فيه من بعد ما جاءك من العلم فقل تعالوا ندع ابناءنا و ابناءكم ونساءنا ونساءنا وانفسنا وانفسكم ثم نبتهل فنجعل لعنت الله على الكاذبين / آل عمران / ۶۱ /

ترجمہ:۔ اگر تم سے کوئی شخص اس علم (قطعی) کے بعد (بھی) جو تمہارے پاس آچکا ہے ان کے بارے میں حجّت کرے تو تم کہہ دو کہ (لو) آؤ ہم اپنے بیٹوں کو بلالیں اور تم اپنے بیٹوں کو بلالو اور ہم اپنی بیٹیوں کو بلالیں اور تم اپنی بیٹیوں کو اور ہم اپنی نفسوں کو بلالیں اور تم اپنے نفسوں کو پھر ہم سب گڑگڑا کر دعا کریں بعد ازاں جھوٹوں پر اللہ کی لعنت بھیجیں۔

علامہ بحرانی صحیح مسلم کے جزء چہارم فضائل علی بن ابی طالب کے باب سے (اسناد مذکورہ کے ساتھ) عامر بن سعد بن ابی وقاص سے سعد بن وقاص اپنے والد سے روایت کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ معاویہ بن ابی سفیان نے سعد سے کہا علی کو سب وشتم کرنے میں تجھے کیا رکاوٹ

ہے ؟

سعد نے کہا ب مجھے تین چیزیں ایسی یاد آرہی ہیں جن کو رسول اللہ صلے اللہ علیہ والہٖ وسلم نے علیؑ کے بارے میں فرمایا ہے جس کی وجہ سے میں علی پر گالیاں نہیں دے سکتا۔ اگر ان میں سے ایک چیز میرے لئے ہوتی تو میں اپنے لئے سب سے بڑی نعمت سمجھتا۔

سعد کہتا ہے جب کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم نے کسی ایک غزوۃ میں علی کو (مدینہ) میں چھوڑ دیا تو علیؑ نے فرمایا یا رسول اللہ آپ نے مجھے عورتوں اور بچوں کو درمیان چھوڑ دیا تو جواب میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا۔

اِمّا ترضیٰ ان تکون منی بمنزلۃ ھارون من موسیٰ اِلّا انہ لا نبیّ بعدی "

یا علیؑ کیا تم اس بات پر راضی نہیں ہو کہ تمہاری مجھ سے نسبت اس طرح ہے جس طرح ہارونؑ کو موسیٰؑ سے تھی مگر یہ کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں ہوگا۔

سعد نے کہا۔ جنگ خیبر کے روز رسول اللہؐ نے فرمایا۔

لاعطین الرایۃ رجلاً یُحِبُّ اللہ و رسولہٗ و یُحِبُّہ اللہُ وَ رَسُولُہ

ترجمہ:۔ ضرور بالضرور میں علم اس کو دوں گا جو مرد ہوگا اللہ اور اس کے

رسول کو دوست رکھتا ہوگا اور اللہ و رسول بھی اسکو محبوب رکھتے ہوں گے۔

سعد نے کہا پھر پیغمبر اسلام نے فرمایا میرے پاس علی کو بلا کر لاؤ (علیؑ) آئے آپ آشوب چشم میں مبتلا تھے پیغمبرؐ نے لعاب دہن علیؑ کی آنکھوں میں لگا کر علی کو علم دیدیا اللہ نے علی کو فتح عنایت کی۔

سعد کہتا ہے ۔ جب آیت قل تعالوا ندع ابناءنا و ابناءکم و نساءنا و نساءکم وانفسنا وانفسکم ثم نبتھل ۔ الخ "

نازل ہوئی تو پیغمبرؐ نے علیؑ و فاطمہؑ و حسنؑ و حسینؑ کو بلا کر فرمایا

اللھم ھؤلاء اھل بیتی [۱] پروردگار یہی میرے اہل بیت ہیں۔

اور تفسیر (الجلالین) میں اس آیت کے بارے میں ہے۔

پیغمبر اسلام نے نجران کے ایک وفد کو دعوت دی ان لوگوں نے آنحضرت صلے اللہ علیہ والہٖ وسلم سے کٹ حجتی کرتے ہوئے کہا پہلے ہم اپنے معاملے میں غور کرلیں پھر آپ کے پاس آئیں گے۔ پھر ان سے ایک صاحب رائے نے کہا بہ تحقیق تم نے (محمدؐ) کی نبوت کو پہچان لیا۔ تو وہ اس شخص کو چھوڑ کر واپس آئے پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم اپنے ہمراہ حسنؑ و حسینؑ و علیؑ و فاطمہؑ کو لے کر

[۱] غایۃ المرام ص ۳۰

نکلے اور (انصاری) کو دعوت ایمان دی لیکن انھوں نے انکار کر دیا [۸] البتہ جزیہ دینا منظور کیا ــــــ اس کی روایت ابن ندیم سے وارد ہوئی ہے۔ اسی روایت کو اسناد و رواۃ کے اختلاف کے ساتھ لیکن معنیٰ کے اتفاق کے ساتھ ایک بہت بڑی تعداد نے بیان کیا ہے چنانچہ جن مقامات کا انھوں نے ذکر کیا ہے انکی جانب اختصار کا لحاظ کرتے ہوئے ہم اشارہ کر رہے ہیں جو کہ حسب ذیل ہیں۔

۱:- مسلم نے اپنی کتاب صحیح میں [۹]

۲:- بیضاوی نے اپنی تفسیر میں [۱۰]

۳:- فخر رازی نے اپنی تفسیر میں [۱۱]

۴:- آلوسی نے اپنی تفسیر میں [۱۲]

۵:- ترمذی نے صحیح میں [۱۳]

---

[۸] تفسیر الجلالین (تفسیر سورۃ آل عمران میں)

[۹] صحیح مسلم / کتاب فضائل الصحابة

[۱۰] تفسیر بیضاوی ص ۷۶

[۱۱] تفسیر فخر رازی جلد ۲ ص ۶۹۹

[۱۲] روح البیان جلد ۱ ص ۴۵۷

[۱۳] صحیح ترمذی جلد ۲ ص ۱۶۶

۶:- بیہقی نے اپنی کتاب سنن میں [۱۴]

۷:- امام حنابلہ احمد بن حنبل نے اپنی مسند میں [۱۵]

۸:- البغوی نے اپنی کتاب مصابیح میں [۱۶]

۹:- علامۃ ذہبی نے سیرۃ میں [۱۷]

۱۰:- زمخشری نے کشاف میں [۱۸]

اور اس کے علاوہ بہت سے حضرات نے اس کو نقل کیا ہے۔

---

[۱۴] سنن بیہقی جلد ۱ ص ۶۳

[۱۵] مسند احمد بن حنبل جلد ۱ ص ۱۸۵

[۱۶] مصابیح السنۃ جلد ۲ ص ۲۰۱

[۱۷] سیر اعلام النبلاء جلد ۳ ص ۱۹۳

[۱۸] الکشاف جلد ۱ ص ۴۹

۴

وَلَهُ اَسْلَمَ مَنْ فِی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ طَوْعًا
وَّكَرْهًا وَمَا اُنْزِلَ عَلَیْنَا وَمَا اُنْزِلَ عَلٰی اِبْرَاهِیْمَ
وَاِسْمٰعِیْلَ وَاِسْحٰقَ وَیَعْقُوْبَ وَالْاَسْبَاطِ (آل عمران ۸۳)

ترجمہ:- حالانکہ آسمانوں میں جو (فرشتے) اور زمین میں جو (لوگ) ہیں وہ سب اس کے سامنے (خوشی سے ہو یا ناخوشی) سر تسلیم خم کر چکے ہیں۔

حافظ القندوزی (الحنفی) جعفر الصادقؑ سے ارشاد خداوندی ولہ اسلم من فی السمٰوٰت والارض طوعًا وکرھًا۔ کے بارے میں روایت کرتے ہیں کہ امامؑ نے فرمایا جب قائم المہدیؑ ظہور فرمائیں گے تو زمین کے ہر حصے پر صدائے۔ لا الٰہ الا اللہ وان محمدًا رسول اللہ گونجے گی۔ [۱۹]

حاکم نے مستدرک میں سند کے ساتھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے حدیث بیان کی ہے۔ فَاِذَا حُسَیْنٌ یَلْعَبُ بِالسِّکَّةِ

۱۹ ینابیع المودہ / ص ۳۲۱

فَتَقَدَّمَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَبَسَطَ یَدَهٗ
فَوَضَعَ اِحْدٰی یَدَیْهِ تَحْتَ قَفَاهُ وَالْاُخْرٰی
تَحْتَ ذَقْنِهٖ فوضع فاه علی فیه وهو یقول
(حُسَیْنٌ مِنِّیْ وَاَنَا مِنْ حُسَیْنٍ اَحَبَّ اللّٰهُ مَنْ
اَحَبَّ حُسَیْنًا حسین سبط من الاسباط) [۲۰]

ترجمہ:- جس وقت کہ حسینؑ کھیل رہے تھے تو پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بڑھے اور اپنے ہاتھوں کو پھیلا دیا ایک ہاتھ حسینؑ کے پشت گردن اور دوسرے کو ٹھوڑی کے نیچے رکھ کر حسینؑ کے منہ پر اپنا منہ رکھ دیا اور فرمایا حسینؑ مجھ سے ہے اور میں بھی حسین سے ہوں اللہ اس کو دوست رکھتا ہے جو حسین سے محبت کرے حسین نواسوں میں سے ایک نواسہ ہے۔

اس سے قبل سورۃ البقرہ کی آیت نمبر ۱۳۶ کے ذیل میں دو اہم چیزیں گذر چکی ہیں۔

مؤلف

۲۰ مستدرک الحاکم جلد ۳ - ص ۱۷۷

۵

وَمَنْ يَعْتَصِمْ بِاللّٰهِ فَقَدْ هُدِيَ اِلٰى صِرَاطٍ مستقيم

آل عمران آیت/ ۱۰۱

ترجمہ:۔ اور جو خدا (کے دین) سے وابستہ ہوا تو اُسے یقیناً سیدھے راستے کی طرف ہدایت کر دی گئی ہے۔

حاکم الحکانی (الحنفی) بیان کرتے ہیں کہ ہم سے اسناد مذکورہ کے ذریعہ ابو جعفر نے جابر بن عبداللہ انصاری سے روایت کی جابر کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔

ان اللہ جعل علیا وزوجتہ وابناءہ حجج اللّٰہ علیٰ خلقہ وھم ابواب العلم فی امتی من اھتدی بھم (ھدی الی صراط مستقیم) [۲۱]

ترجمہ:۔ بیشک اللہ نے علی وان کی زوجہ (فاطمہ) اوران کے بیٹوں کو اپنی مخلوق پر اپنی حجت قرار دیا اور یہ سب کے سب میری امت میں علم کے در ہیں۔ جو ان سے طلب ہدایت کرتا ہے اس کو سیدھے راستے کی ہدایت مل جاتی ہے۔

۲۱ شواہد التنزیل جلد ۱ ص ۵۸

اور اسی معنیٰ کو دوسری عبارت کے ذریعہ سلیمان (القندوزی) الحنفی نے ینابیع المودہ میں بیان کیا ہے [۲۲] جو اس طرح ہے۔

(من اقتدیٰ بھم) دونوں کے معنیٰ ایک ہیں

ظاہراً یہ حدیث کہ اہل بیت علیہم السلام کی اقتدیٰ کرنا اور ان کے ذریعہ ہدایت پانا اللہ کی جانب سے عصمت کی شرطوں میں سے ہے جس طرح سے اس شرط سے قبل نبوت کا اعتراف کرنا ہے۔

۲۲ ینابیع المودہ ص ۶۳

٦

وَاعْتَصِمُوا بِحَبْلِ اللّٰهِ جَمِيعًا وَ لَاتَفَرَّقُوا /آل عمران/١٠٣/

ترجمہ:- اور تم سب کے سب اللہ کی رسّی (اسلام) کو مضبوطی کیساتھ تھامے رہو اور آپس میں نااتفاقی نہ کرو۔

حافظ الحسکانی (الحنفی) روایت کرتے ہیں کہ محمد بن عبداللہ الصوفی نے اسناد مذکورہ کے ذریعہ ابان بن تغلب سے اور انھوں نے جعفر بن محمد (امام جعفر الصادق) سے روایت کی ہے کہ امامؑ نے فرمایا۔

نَحْنُ حَبْلُ اللّٰهِ الذی قال الله (عنہ) ہم ہی وہ خدا کی رسّی ہیں جس کے بارے میں خدا نے (واعتصموا بحبل اللہ جمعیًا) [23] فرمایا ہے اور اسی روایت کو اکثر اہم محدثین (شلبخی) [24] الشافعی اور (صبان الحنفی) [25] وغیرہ نے بیان کیا ہے

٢٣ شواہد التنزیل جلد ١ ص ١٣١

٢٤ نورالابصار ص ١١٢

٢٥ اسعاف الراغبین ص ١٠٩

علامہ الشیخ العباس القمی عالم معتزلہ جاراۃ الخوارزمی سے روایت کرتے ہیں جاداۃ الخوارزمی نے سند کے ساتھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔

فَاطِمَةُ مُهْجَةُ قَلْبِي وَابْنَاهَا ثَمَرَةُ فُؤَادِي وَ بَعْلُهَا نُورُ بَصَرِي والائمة من ولدها امناءُ رَبِّي حَبْلٌ مَمْدُودٌ بَيْنَهُ و بين خلقه من اعْتَصَمَ بهم نَجَى ومن تَخَلَّفَ عنهم هوى۔ [26]

ترجمہ:- فاطمہؑ میرے قلب کا سرور اور ان کے بیٹے میرے میوۂ دل ہیں اور اس کا شوہر میری آنکھوں کا نور اور اس کی اولاد سے ہونے والے امام میرے پروردگار کی جانب سے امین ہیں (جو کہ) پروردگار اور اس کی مخلوق کے درمیان تنی ہوتی رسی ہیں جس نے ان سے وابستگی اختیار کی اس نے نجات پائی اور جس نے ان سے روگردانی کی وہ غرق ہوا۔ [26]

اور اس حدیث کو ابن خلدون نے اپنے مقدمہ میں بیان کیا۔ اسی طرح عالم شافعی حافظ نورالدین علی بن ابی بکر الہیثمی نے مجمع الفرائد اور منبع العدائد میں بیان کیا ہے

٢٦ سفینۃ البحار جلد ١۔ ص ١٩٣

٢٧ فرائد السمطین جلد-٢- کے اواخر ہیں

٢٨ مقدمہ ابن خلدون ص ٢٦٩

۷

وَلِيُمَحِّصَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوا وَيَمْحَقَ الْكَافِرِيْنَ

ترجمہ:۔ اور (اس کی ایک یہ بھی مصلحت تھی) کہ جو سچا ایمان لاتے ہیں ان کو (گناہوں سے) پاک کر دے۔ آل عمران / ۱۴۱

حافظ شافعی (حموینی) سند مذکورہ کے ذریعہ سعید بن جبیر کے واسطے سے ابن عباس (رضی اللہ عنہما) سے روایت کرتے ہیں ابن عباس کہتے ہیں رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے فرمایا بیشک علی بن ابی طالب میری امت کے امام اور اس پر میرے بعد میرے خلیفہ ہیں اور اس کی اولاد سے (قائم) منتظر جس کے ذریعہ (خدا) زمین کو عدل وانصاف سے اس طرح بھر دے گا جس طرح وہ ظلم وجور سے بھری ہوگی۔ اس ذات کی قسم جس نے مجھے حق پر مبعوث بشیر ونذیر بنایا۔ بیشک اس کے زمانہ غیبت میں جو اس کی امامت پر ثابت قدم رہیں گے میرے نزدیک کیمیا سے زیادہ عزیز ہوں گے

پس (یہ سن کر) جابر بن عبد اللہ انصاری کھڑے ہوئے کہا! یارسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ کے فرزند قائم کے لئے غیبت ہوگی؟

رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا خدا کی قسم ایسا ہی ہوگا

(ولیمحص اللہ الذین آمنوا ویمحق الکافرین)

اے جابر یہ خدا کے امر میں سے ہے اور خدا کے رازوں میں سے ایک راز ہے جو اس کی علت کا راز ہے جو اس کے بندوں سے پوشیدہ ہے.....

خبردار (اس میں) شک نہ کرنا اس لئے کہ امر خدا میں شک کرنا کفر ہے۔

---

۲۹ جلد ص ۳۱۸

٨

لَتُبْلَوُنَّ فِی اَمْوَالِکُمْ وَاَنْفُسِکُمْ وَ
لَتَسْمَعُنَّ مِنَ الَّذِیْنَ اُوْتُوا الْکِتَابَ
مِنْ قَبْلِکُمْ وَمِنَ الَّذِیْنَ اَشْرَکُوْا
اَذًی کَثِیْرًا / آل عمران/۱۸۶

ترجمہ:۔ (مسلمانوں) تم اپنے مالوں اور اپنی جانوں کے بارے میں ضرور آزمائے جاؤ گے۔

حافظ الحاکم حسکانی (الحنفی) ابی محمد الحسن بن علی الجوہری نے (اسناد مذکورہ) کے ساتھ ابن عباس سے قول تعالیٰ۔

ولتسمعن من الذین اوتوا الکتاب۔

کے بارے میں روایت کی ہے کہ یہ آیت خصوصیت کے ساتھ رسول اللہ صلے اللہ علیہ والہٖ وسلم اور آپ کے اہل بیتؑ کے بارے میں نازل ہوئی ۳۰ھ

۳۰ھ شواہد التنزیل جلد-۱- ص ۱۳۴

٩

یَا اَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اصْبِرُوْا وَصَابِرُوْا
وَرَابِطُوْا وَاتَّقُوا اللّٰهَ لَعَلَّکُمْ تُفْلِحُوْنَ۔ آل عمران/۲۰۰

ترجمہ:۔ اے ایمان والو تم پر جو سختیاں پڑیں انھیں خوشی برداشت کرو اور (اغیار) کے مقابلے میں صبر سے کام لو۔

حافظ سلیمان القندوزی (الحنفی) روایت کرتے ہیں کہ امام محمد باقر (رضی اللہ عنہ) نے ارشاد خداوندی۔

(یاایها الذین امنوا اصبروا وصابروا ورابطوا)

کی تفسیر میں فرمایا کہ فرض کی ادائیگی کی سختی کو برداشت کریں۔ اپنے دشمن کی اذیت پر صبر کریں اپنے امام مہدی المنتظر سے مربوط رہیں ۳۱ھ

۳۱ھ ینابیع المودہ ص ۵۰٦

سُورَةُ النِّسَآءِ

اس میں بارہ ۱۲ آیتیں ہیں۔

۱ :- واتقوا اللہ الذی تساءلون بہ والارحام / ۱

ترجمہ :- اور اس خدا سے ڈرو جس کے واسطے سے تم ایک دوسرے سے حقوق مانگتے ہو اور قطع رحم سے بھی خوف کرو۔

۲ :- وَلَا تَقْتُلُوا اَنْفُسَکُمْ / ۲۹

ترجمہ :- اور باہم ایک دوسرے کو قتل نہ کرو۔

۳ :- یا ایھا الذین اوتوا الکتاب آمنوا بما نزلنا / ۴۷

ترجمہ اے اہل کتاب ہم نے جو کتاب نازل کی ہے۔ جو کچھ ہم نے نازل کیا ہے اس پر ایمان لے آؤ۔

۴ :- ام یحسدون الناس علیٰ ما اٰتاھم اللہ من فضلہ / ۵۴

ترجمہ :- کیا یہ لوگ (رسول اور ان کے اہل بیتؑ) سے ان چیزوں

پر جلتے ہیں جو اللہ نے اپنے فضل وکرم سے انھیں عطا فرمائی ہے۔

۵ :- اَطیعوا اللہ واطیعوا الرسول واولی الامر منکم / ۵۹

ترجمہ :- اے ایمان والو خدا کی اطاعت کرو اور رسول کی اور ان لوگوں کی اطاعت کرو جو تم میں سے صاحبان امر ہوں۔

۶ :- فاستغفروا اللہ واستغفر لھم الرسول / ۶۴

ترجمہ اور اللہ سے اپنے گناہوں کی بخشش چاہتے اور رسول (تم) بھی ان کے لئے گناہوں کی بخشش چاہتے۔

۷ :- ولھدینا ھم صراطاً مستقیماً / ۶۸

ترجمہ :- اور انھیں ضرور راہ راست کی ہدایت کرتے۔

۸-۹ :- من یطع الرسول (الی قولہ تعالیٰ) وکفیٰ باللہ علیما / ۶۹ / ۷۰

ترجمہ :- اور جو شخص خدا اور رسول کی اطاعت کرے گا تو (اسی پر کیا) اس کے ایسے تمام لوگ (جنت میں) ان لوگوں کے ساتھ ہوں گے جن پر اللہ نے انعام فرمایا ہے یعنی

انبیاء اور صدیقین اور شہداء اور صلحاء اور یہ کے سب
اچھے رفیق ہیں یہ خدا کا فضل و کرم ہے اور خدا ہر چیز
کا کافی جاننے والا ہے۔

۱۰:- ولو ردوہ الی الرسول والی اولی الامر منھم ۸۳/

ترجمہ حالانکہ اگر یہ لوگ اس کو پیغمبر (یا) اور ان میں جو صاحبان امر ہیں ان تک پہونچا دیتے تو۔

۱۱:- ومن یشاقق الرسول من بعد ما تبین لہ الھدی ۱۱۵/

ترجمہ:- اور جو شخص راہ راست کے واضح ہو جانے کے بعد رسول کی مخالفت کرے گا۔

۱۲:- وان من اھل الکتاب الا لیومنن بہ قبل موتہ ۱۵۹/

ترجمہ:- اور (جس وقت عیسیٰؑ ظہور قائم آل محمد کے وقت آسمان سے اتریں گے تو) تو اہل کتاب میں سے کوئی ایک شخص بھی ایسا نہ ہوگا جو ان کے مرنے سے پہلے ان پر ایمان نہ لائے۔

(۱)

واتقوا اللہ الذی تساءلون بہ والارحام/النساء/۱

ترجمہ: اور اس خدا سے ڈرو جن کے واسطے سے تم ایک دوسرے سے حقوق مانگتے ہو اور قطع رحم سے بھی خوف کرو۔

حافظ الحکانی (الحنفی) روایت کرتے ہیں کہ ہمیں ابو محمد الحسن بن علی الجوہری نے اپنی اسناد کے ذریعہ ابن عباس سے قول خداوند عالم (واتقوا اللہ الذی تساءلون بہ والارحام) کے بارے میں خبر دی کہ یہ آیت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم اور ان کے اہل بیت اور ان کے ارحام کے بارے میں نازل ہوئی اس لئے کہ قیامت کے روز (رسول اللہ) صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سبب اور نسب کے علاوہ تمام (لوگوں) کے سبب و نسب ٹوٹ جائیں گے ان اللہ کان علیکم۔[۳۱] یعنی بیشک اللہ تمہاری حفاظت کرنیوالا ہے۔

۳۱ شواہد التنزیل جلد-۱- ص۱۳۵

۲

ولا تقتلوا انفسکم ان اللہ بکم رحیما/ النساء/۲۹

ترجمہ :- اور باہم ایک دوسرے کو قتل نہ کرو۔

حافظ الحکانی (الحنفی) روایت کرتے ہیں کہ قاضی ابی الحسین محمد بن عثمان النصیبی (اپنی اسناد) کے ذریعہ ابن عباس سے قول خداوندی (ولا تقتلوا انفسکم) کے بارے میں خبر دی کہ اس سے مراد (لا تقتلوا اھل بیت نبیکم) - یعنی اپنے نبی کے اہل بیتؑ کو قتل مت کرو) ہے

اس لئے کہ ان کے بارے میں خداوند عالم اشاد فرماتا ہے ،

(تعالوا ندع ابناء نا وابناءکم ونساء نا ونساءکم وانفسنا وانفسکم)

ترجمہ :- ہم اپنے بیٹوں کو بلائیں اور تم اپنے بیٹوں کو بلاؤ اور ہم اپنی عورتوں کو بلائیں اور تم اپنی عورتوں کو بلاؤ اور ہم اپنے نفسوں کو بلائیں اور تم اپنے نفسوں کو بلاؤ۔

رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بیٹوں کی جگہ حسنؑ وحسینؑ عورتوں کی جگہ فاطمہؑ اور نفس کی منزل میں علیؑ [۳۲]

۳۲ شواہد التنزیل جلد-۱- ص ۱۴۲

واضح ہو کہ اس طرح کا بیان یا تو تفسیری ہے یا تنزیلی یا تاویلی جس کو ابن عباس نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے حاصل کیا ہے۔

مؤلف

٣

يا ايها الذين اوتوا الكتاب امنوا بما نزلنا مصدقا لما معكم من قبل ان نطمس وجوها فنردها على ادبارها - النساء/٤٧

ترجمہ:- اے اہل کتاب ہم نے جو کتاب نازل کی ہے جو کچھ ہم نے نازل کیا ہے اس پر ایمان لے آؤ ۔

حافظ القندوزی (الحنفی) اس آیت کے بارے میں امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ خف البیدا میں سفیانی کے لشکر سے ہلاک ہونے والوں میں سے تین افراد کے علاوہ کوئی نہیں پلٹے گا جن کے چہروں کو خداوند عالم پشت گردن کی جانب موڑ دے گا اور یہ اسی وقت ہوگا جب (قائم) ظہور کریں گے ۔

یہ آیت کے تاویلی معنیٰ ہیں اور تفسیر یہ ہے کہ آیت ان لوگوں کے بارے میں نازل ہوئی جو کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ایمان نہیں لائے چنانچہ آیۃ کے تاویلی اور تفسیری معنیٰ میں کسی قسم کا تضاد نہیں ہے۔ پہلے بیان کیا جا چکا ہے کہ قرآن کیلئے تاویل ہے اور تفسیر ظاہر ہے اور تفسیر باطن ہے۔ اس بارے میں بہت زیادہ آیات قرآنی اور احادیث شریفہ موجود ہیں ۔

٤

ام يحسدون الناس على ما اٰتٰهم الله من فضله فقد اٰتينا اٰل ابراهيم الكتٰب و الحكمة و اٰتينٰهم ملكًا عظيمًا

ترجمہ:- کیسا لوگ ان پر حسد کرتے ہیں جن کو اللہ نے اپنے فضل سے دیا ہے بیشک ہم نے آل ابراہیم کو کتاب اور حکمت عطا فرمائی اور ان کو بہت بڑی سلطنت دی۔

حنفی عالم محمد بن صبان المصری (اسعاف الراغبین) میں روایت کرتے ہیں کہ بعض راویوں نے - قول خداوند عالم (

ام یحسدون الناس علی ما اٰتٰھُمُ اللہ من فضلہ

کی امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپ نے فرمایا اس سے مراد اہل بیت علیہم السلام ہیں[34]۔ اور شافعی مسلک کے علامہ سید شبلنجی بھی نور الابصار میں یہی کہتے ہیں[35] اور حافظ الحکانی (الحنفی) روایت کرتے ہیں کہ ہم سے

---

٣٤ اسعاف الراغبین ص ١٠٩

٣٥ نور الابصار ص ١١٢

محمدؐ بن الحسین نے (اسناد مذکورہ) کے ذریعہ ابو خالد کابلی سے اسی قول خدا کے بارے میں امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے۔

(واتیناھم ملکاً عظیماً)

ابو خالد کابلی نے پوچھا ملک سے مراد کیا ہے؟

امام علیہ السلام نے فرمایا۔ بیشک (اللہ نے لوگوں کے) لئے آئمہ مقرر کئے جس نے آئمہ کی اطاعت کی اس نے اللہ کی اطاعت کی اور جس نے ان کی نافرمانی کی اس نے اللہ کی نافرمانی کی یہی ملک عظیم ہے۔ [۳۶]

۳۶ شواھد التنزیل جلد ۱ ص ۱۴۷

۵

یاایُّھا الذین امنوا اطیعوا اللہ و اطیعوا الرسول و اولی الامر منکم۔ آیت / پ۵ ۵۹

ترجمہ:- اے ایمان والو خدا کی اطاعت کرو اور رسول کی اور ان لوگوں کی اطاعت کرو جو تم میں سے صاحبان امر ہوں۔

عالم الحنفی الحافظ سلیمان القندوزی اپنی کتاب ینابیع المودہ میں کہتے ہیں کہ مناقب الحسن بن صالح میں امام جعفر الصادقؑ سے اس آیت کے بارے میں اس طرح مرقوم ہیں۔

اولوالامر ھم الائمۃ اھل البیت [۳۷]

یعنی اولامر سے مراد ائمہ اہل بیت علیہم السلام ہیں۔

۳۷ ینابیع المودہ ص ۱۱۴

٦

فاستغفروا الله واستغفر لهم الرسول
لوجدالله توابًا رحيمًا   آیت/٦٤

ترجمہ:- اور اللہ سے اپنے گناہوں کی بخشش چاہتے اور رسول (تم) بھی ان کے لئے گناہوں کی بخشش چاہتے۔

الشیخ المحمودی تاریخ دمشق کی جلد (۲۰) صفحہ (۵۲) سے جابر بن عبداللہ انصاری سے اسنادِ مذکورہ کے ذریعہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔

ان الله علمنی اسماء امتی کلها کما علم آدم الاسماء کلها و مثل لی امتی فی الطین (لعل المقصود به فی عالم الطينة ولذر) فمرّ بی اصحاب الرايات واستغفرتُ لعلی و شيعته ۔ ٣٨

ترجمہ:- بیشک اللہ نے میری امت کے تمام اسماء مجھے تعلیم کر دیتے کہ جس طرح تمام اسماء جناب آدم کو تعلیم کئے تھے اور میرے لئے میری امت کی تمثیل (مٹی) (شاید اس سے مراد عالم ارواح ہے) سے دی پس جب میرے قریب سے صاحب پرچم گذرے تو میں نے

٣٨ حاشیہ شواہد التنزیل جلد ا ص ٣٧٩

علی ؑ اور ان کے شیعوں کے لئے طلب مغفرت کی۔

اصحاب علم سے مراد وفات پیغمبر صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد وجود میں آنے والے اصحاب مذاہب ہیں۔ اس لئے کہ قرآن میں ارشاد ہوا ہے۔ يَوْمَ نَدْعُوْا كُلَّ اُنَاسٍ بِاِمَامِهِمْ ۔

(قیامت کے) روز ہم ہر شخص کو اسکے امام کے ساتھ بلائیں گے۔

اور یہی چیز احادیث متواترہ میں وارد ہوتی ہے اور اسی کو السید الحمیری ؒ نے نظم کہا ہے۔

والناس يوم الحشر راياتهم   خمس فمنها هالك اربع

قیامت کے روز لوگوں کے پاس پانچ قسم کے علم ہوں گے۔ جس میں سے چار علم والے ہلاک ہوجائیں گے۔

وراية يقدمها حيدرٌ   ووجهه كالشمس اذ تطلع

اور ایک علم حضرت علی ؑ پیش کریں گے۔ اس وقت آپ کا چہرہ مثل آفتاب چمک رہا ہوگا۔

اس کے علاوہ دیگر اشعار بھی موجود ہیں۔

٧

ولهد ینهم صِرَاطاً مستقیمًا ۔ النساء/٦٨

ترجمہ:۔ اور بیشک ہم نے ان کی ہدایت صراط مستقیم کی طرف کی

علامہ بحرانی نے شافعی عالم محمد بن ابراہیم الحموینی سے اسناد مذکورہ کے ذریعہ خیثمۃ الجعفی کے واسطے امام محمد باقرؑ سے روایت کی ہے۔

نحن العلم المرفوع للحق، من تمسک بنالحق ومن تاخّرعنا غرق ونحن قادۃ الغرالمحجلین ونحن خیرۃ اللہ ونحن طریق الواضح والصراط المستقیم الی اللہ [1]

ترجمہ:۔ ہم مخلوق کے لئے بلند کئے گئے پرچم ہیں۔ جس نے ہم سے تمسک اختیار کیا وہ حق سے (خدا) وابستہ ہوا۔ اور جس نے ہم سے دوری اختیار کی وہ غرق ہوا اور ہم روشن چہرے والوں کے سردار ہیں اور ہم اللہ کی طرف سے برکت ہیں اور ہم اللہ کی جانب واضح اور سیدھا راستہ ہیں۔

[1] غایۃ المرام ص ٢٤٦

٨ ٩

ومن یطع اللہ والرسول فاولئک مع الذین انعم اللہ علیہم من النبیین و الصّدیقین والشہداءِ والصلحین و حسُن اُولئک رفیقاً ٦٩ ذالک الفضل من اللہِ وکفی باللہ علیمًا / النساء/٧٠

حافظ الحکانی (الحنفی) روایت کرتے ہیں کہ عقیل بن الحسین نے اسناد مذکورہ کے ذریعہ عبداللہ بن عباس سے اس آیت کے بارے میں خبر دی

(ومن یطع اللہ) یعنی خدا کے فرائض کے بارے میں

(والرسول) یعنی رسول اللہ کی سنت کے بارے میں

(فاولئک مع الذین انعم اللہ علیہم من النبیین والصدیقین) سے مراد علی بن ابی طالب علیہ السلا اور علی ہی کی ذات وہ ہے جو سب سے پہلے رسول اللہ پر ایمان لاتی ہے۔

(والشہداء) یعنی علی بن ابی طالب وجعفر الطیار وحمزہ بن مطلب والحسنؑ والحسینؑ یہ سب کے سب شہداء کے سردار ہیں۔

(والصالحین) یعنی سلیمان وابوذر وصہیب وخباب وعمّار۔

(وحسن اولئک) یعنی گیارہ امام۔ (رفیقاً) یعنی جنت میں
(ذَالِکَ الفَضلُ من اللہ وکفیٰ باللہِ علیما ۔ (آیت کا یہ حصہ)
فاطمہؑ و حسنؑ و حسین اور رسول اللہؐ کے لئے نازل ہوا ہے اس لئے
کہ یہ تمام جنت میں یکجا ہو جائیں گے ۲ھ

۲ھ شواہد التنزیل جلد ۱ ص۱۵۷

۱۰

واذا جاء ھم امرٌ من الامن او الخوف
اذاعوا بہ ولو ردّوہ الی الرسول والی
اولی الامر منھم لعلمہ الذین
یستنبطونہٗ منھم ۔ النساء۔ ۸۳

حافظ القندوزی (الحنفی) ابن معاویہ کی سند کے ذریعہ امام
محمد الباقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا۔
(ولو ردوہ الی الرسول والی اولی الامر
منھم لعلمہ الذین یستنبطونہ منھم)
یعنی لوگوں کا معاملہ صاحبان امر کی جانب پلٹے گا جو انہی میں سے
ہیں لوگوں کو جن کی اطاعت کا حکم دیا گیا ہے اور انھیں کی جانب (معاملات)
کے پیش کرنے کا حکم بھی دیا گیا ہے ۳ھ
ابن معاویہ کلمہ (اولی الامر) کی تفسیر امام صادقؑ سے کرتا ہے
کہ آپ نے فرمایا۔ فکان علی ثم صار من بعدہ حسن

۳ھ ینابیع المودۃ ص ۳۲۱

ثم حسین ثم من بعده علی بن الحسین ثم من
بعده محمد بن علی، وھکذا یکون الامر
ان الارض لا تصلح بامام ۔ ؎٤

(صاحبان امر) علی ہوں گے پھر ان کے بعد حسنؑ پھر انکے بعد حسینؑ پھر علی بن الحسین۔ پھر محمد بن علی اور اسی طرح امر چلتا رہے گا بے شک زمین پر امن وامان نہیں ہوگی مگر امام کے ذریعہ سے۔

؎٤ ینابیع المودة ص ۳۲۱

۱۱

و من یشاقق الرسول من بعد ما تبین
له الھدیٰ ویتبع غیر سبیل المومنین
نولّه ما تولیٰ و نصله جھنم وساءت مصیراً /النساء/۱۱۵/

علامہ بحرانی اس آیت کے معنی کی روایت ابن مردویہ سے کرتے ہیں۔

(من بعد ما تبین له الھدیٰ)
یعنی امر علی علیہ السلام ؎٥

؎٥ غایة المرام ص ۲۳۷

۱۲

وَاِنَّ من اهل الكتب اِلَّا لَيُؤْمِنَنَّ
به قبلَ مَوْتِهِ وَيَوْمَ القيمة يكون
عليهم شهيدا - /النساء/۱۵۹

حافظ القندوزی (الحنفی) اس آیت کے بارے میں سند کے ساتھ امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں۔

امام علیہ السلام نے فرمایا بیشک قیامت سے قبل عیسیٰ علیہ السلام دنیا کی طرف نازل ہوں گے پس کوئی بھی یہودی قوم سے اور اس کے علاوہ کوئی بھی باقی نہ رہے گا۔ مگر سب کے سب لوگ مرنے سے قبل (امام مہدیؑ پر ایمان لے آئیں گے اور اسی بات پر آیت کا سیاق دلالت کرتا ہے اور بہت سی روایات بھی اسی امر پر دلالت کرتی ہیں۔ اور عیسیٰؑ حضرت مہدیؑ کے پیچھے نماز پڑھیں گے۔ [۶]

وَاَوْحَيْنَا اِلٰى اِبْرٰهِيْمَ وَاِسْمٰعِيْلَ وَاِسْحٰقَ وَ
يَعْقُوْبَ وَالْاَسْبَاطِ /النساء/۱۶۳/

---

۶ ینابیع المودۃ ص۵۰۶

ترجمہ:- اور ہم نے (بلاشبہ) ابراہیم و اسمٰعیل و اسحٰق و یعقوب و اولاد یعقوب (میں سے جو پیغمبر گذرے ہیں) کے پاس وحی بھیجی تھی۔

امام حنابلہ (احمد) بن حنبل نے اپنی مسند میں سند مذکور کے ساتھ یعلی بن مرہ سے روایت کی ہے کہ پیغمبر اسلام نے اپنی حدیث میں فرمایا۔

(حسین سبط من الاسباط) [۷] حسین میرے نواسوں میں سے ایک ہے

اور صاحب (تیسیر الوصول) ابن دیبغ نے بھی اسی حدیث کی روایت کی ہے [۸]۔ اس آیت میں (اوحینا) سے مراد یہ نہیں ہے کہ وحی کی صرف ایک شکل (یعنی ایک ہی قسم ہو) اس لئے کہ (کلمہ وحی) کے مختلف اقسام ہونے میں کوئی اشکال نہیں ہے۔ چنانچہ جس طرح اور جس معنیٰ میں وحی جناب ابراہیمؑ پر نازل ہوتی تھی وہ اولاد یعقوبؑ (جو کہ پیغمبر تھے)، پر نازل ہونیوالی وحی کی مثل نہیں تھی یا جس طرح (نحل [۹]) شہد کی مکھیوں پر وحی ہوتی یا (حواریین [۱۰]) پر وحی ہوئی یا جس طرح مادر جناب موسیٰ [۱۱] پر وحی آئی۔

---

۷ مسند الامام احمد بن حنبل جلد ۴ ص۱۷۲

۸ تیسیر الوصول جلد ۳ ص۲۷۶

۹ النحل ۶۸

۱۰ المائدہ ص۱۱۱ آیت ۱۱۱

۱۱ طٰہٰ ۸۳ والقصص ۷

(ان تمام مقامات پر کلمہ وحی کا اطلاق ہوا ہے لیکن تمام کے معنیٰ مساوی نہیں ہیں)

(مؤلف)

لہذا امام حسین علیہ السلام پر وحی کا نازل ہونا مذکورہ اقسام میں سے کوئی ایک قسم ہو سکتی ہے ۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ حسین علیہ السلام اللہ کے نزدیک قدر و منزلت میں حواریین و مادر موسیٰ اور اولاد جناب یعقوب ع سے بزرگ مقام رکھتے ہیں ۔

سورۃ المائدہ

اس میں چار آیات ہیں،

۱:- لا تحلوا شعائر اللہ / آیت/۲

۲:- وبعثنا منهم اثنی عشر نقیباً /آیت/۱۲

۳:- ومن الذین قالوا انّا نصاریٰ

اخذنا میثاقهم / آیت/۱۴

۴:- یاتی اللہ بقوم یحبهم ویحبونه/ ۵۴

۱

یا ایها الذین اٰمنوا لا تحلوا شعائر الله

ترجمہ :۔ اے ایمان والو خدا کی نشانیوں کی بے حرمتی نہ کرو ۔/المائدہ ۲/

حافظ القندوزی (الحنفی) علی بن ابی طالب علیہ السلام سے سند کے ساتھ بیان کرتے ہیں کہ آپ نے اپنے خطبے میں ارشاد فرمایا ۔

(نحن الشعائر والاصحاب والخزنه والابواب) ؎۱۲

ترجمہ :۔ ہم ہی نشانیاں و اصحاب و خزانہ اور دروازے ہیں ۔

علی بن ابی طالب علیہ السلام نے جو (نحن) ارشاد فرمایا ہے اس سے آپ کی مراد (تمام) اہل بیتؑ ہیں جن سے خداوند عالم نے ہر پلیدگی و کثافت کو دور رکھا ہے اور پاک رکھنے کی طرح پاک رکھا ہے انھیں (اہل بیت) کے سردار علی ہیں اور ان میں سب سے پہلے ہیں اور انکے آقا ہیں ۔ اس امر پر بہت زیادہ احادیث دلالت کرتی ہیں جن میں سے بعض کا ذکر سابقاً گذر چکا ہے اور بعض کا ذکر بعد میں کیا جائے گا ۔

آیت کریمہ میں (شعائر) سے مراد آئمہ طاہرین ہونا اور سیاق

؎۱۲ ینابیع المودہ ص ۲۱۳

آیت کے اعتبار سے اسی آیت کا حج کے بارے میں بیان ہونا ۔ ان دونوں معنی میں کوئی منافات نہیں ہے اس لئے کہ معنیٰ اول تاویلی ہیں اور دوسرے معنیٰ تفسیری ہیں ،

معنیٰ اول باطن اور دوسرے معنیٰ ظاہری ہیں ۔

اور اسی امر کی طرف فخر الدین الرازی نے اشارہ کیا ہے کہ بیشک اعجاز ان معنی میں منحصر ہوتا ہے جو کہ انسانی کلام میں ہرگز نظر نہیں آتا ۔ ؎۱۳

؎۱۳ :۔ تفسیر الکبیر فخر الدین الرازی ۔ اس معنیٰ کی جانب بہت سے اشارے ہیں ۔

۲

وَلَقَدْ اخذ اللہ مِیْثَاقَ بَنِیْٓ اسرائیل
وَ بَعَثْنَا مِنْھُمُ اِثْنٰی عَشَرَ نقیبًا۔ المائدہ آیت/۱۲

ترجمہ:۔ اور اس میں کوئی شبہ نہیں کہ اللہ نے بنی اسرائیل سے بھی (ایمان) کا عہد و پیمان لیا ہوتا اور ہم نے ان میں سے بارہ سردار (ان پر) مقرر کئے تھے۔

علامہ بحرانی ابی الحسن الفقیہ محمد بن علی بن شاذان سے المناقب المائۃ میں اہل سنت کی جانب سے حذف اسناد کے ساتھ ابن عباس سے روایت کرتے ہیں۔ ابن عباس کہتے ہیں میں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ والہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا۔

معاشر الناس من سرّہ لیقتدی بی فعلیہ ان
یتوالیٰ ولایۃ علی بن ابی طالب ولائمۃ من
ذریتی فانھم خزائن علمی۔

ترجمہ:۔ (اے، اگروہ مردم جسے یہ پسند ہو کہ میری پیری کرے تو اس پر ضروری و (واجب) ہے کہ علی بن ابی طالبؑ کی ولایت کو تسلیم کرے اور میری

ذریت سے آئمہ کی اس لئے کہ یہ سب میرے علم کا مرکز و خزینہ ہیں (یہ سنکر) جابر بن عبداللہ انصاری نے کھڑے ہو کر کہا یا رسول اللہ صلے اللہ علیہ والہ وسلم آپ کے آئمہ کی کتنی تعداد ہے؟

پیغمبر اسلامؐ نے فرمایا اے جابر خدا تم پر رحم کرے تمہارا یہ سوال تمام اسلام کے بارے میں ہے۔ ان کی تعداد شہود کے برابر ہے یہاں تک کہ آپ نے فرمایا

وعدۃ نقباء بنی اسرائیل۔ قال اللہ تعالیٰ، واذ
اخذ اللہ میثاق بنی اسرائیل وبعثنا منھم اثنی
عشر نقیبًا) فالائمۃ یاجابر اثنی عشر امامًا اولھم
علیؑ بن ابی طالب وآخرھم القائم۔[۱۴]

ترجمہ:۔ (اے جابر میری ذریت سے ہونے والے) آئمہ کی تعداد نقبا بنی اسرائیل کے برابر ہے (ترجمہ) اے جابر آئمہ کی تعداد بارہ ہے جنمیں سے اول علیؑ ہیں اور آخر قائمؑ ہیں۔

---

[۱۴] غایۃ المرام ص ۲۴۴

۳

ومن الذین قالوا انا نصٰرٰی اخذنا
میثٰقھم فنسوا حظا مما ذکروا بہ - المائدہ/۱۴

ترجمہ:- اور جو لوگ یہ کہتے ہیں کہ ہم نصرانی ہیں ہم نے ان سے (بھی) ایمان کا قول وقرار لیا تھا مگر ان کو جو نصیحت کی گئی تھی وہ اس کے ایک بڑے (اہم) حصہ (رسالت محمدؐ کو بھول گئے۔

اس آیت مجیدہ کے بارے میں حافظ القندوزی (الحنفی) ابی ربیع الشافی کے واسطے سے امام جعفر الصادقؑ سے روایت کرتے ہیں امام علیہ السلام نے فرمایا (لوگ) عنقریب اس نصیحت کو یاد کرلیں گے اور عنقریب لوگوں میں سے ایک گروہ قائمؑ کے ہمراہ برآمد ہوگا۔

اس بارے میں عام مسلمانوں کے یہاں مختلف فرقوں کے باوجود بہت زیادہ روایات پائی جاتی ہیں جنکا مضمون یہ ہے

ان عیسیٰ علیہ السلام ینزل و یصلی خلف
الامام المھدی (علیہ السلام)[15] و یأمر النصاریٰ
بمبایعہ الامام المھدی

۱۵ ینابیع المودة ص ۵۰۶

النصاریٰ جمع کثیر"۔

ترجمہ:- بیشک حضرت عیسیٰ علیہ السلام نازل ہوں گے اور امام مہدی علیہ السلام کے پیچھے نماز پڑھیں گے اور نصاریٰ کو امام مہدی علیہ السلام کی بیعت کرنے کا حکم کریں گے۔ لہذا نصاریٰ کی ایک بڑی تعداد امام مہدی علیہ السلام پر ایمان لے آئے گی۔

یا ایھا الذین امنوا اتقوا اللہ وابتغوا الیہ الوسیلة
ہں۔ عمر نعمان بن ر المائدہ/۳۵

ترجمہ:- اے ایمان والو تم خدا (کے احکام کی مخالفت) سے ڈرو اور اس کی (بارگاہ تقرب) تک (پہونچنے کے لئے) وسیلہ کی جستجو کرو۔

حافظ سلیمان القندوزی (الحنفی) کتاب (مودة القربیٰ) سے سید علی الھمدانی کے واسطے سے روایت کرتے ہیں کہ علیؑ فرماتے ہیں کہ رسول صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:- الائمہ من ولدی) فمن اطاعھم فقد اطاع اللہ،
ومن عصاھم فقد عصی اللہ، ھم العروة الوثقی، والوسیلة
الی اللہ جل وعلا[16]

ترجمہ:- آئمہ میری اولاد میں سے ہیں پس جس نے ان کی اطاعت کی اس نے اللہ کی اطاعت کی اور جس نے ان کی نافرمانی کی اس نے اللہ کی نافرمانی کی یہ سب (آئمہ) مضبوط رسن ہیں اور خداوند عالم تک پہونچنے کا وسیلہ ہیں۔

۱۶ ینابیع المودة ص ۴۴۶

۴

قولہ تعالیٰ:۔ یاایہا الذین امنوا من یرتد منکم عن دینہ، فسوف یات اللہ بقوم یُحِبُّہُمْ وَیُحِبُّونَہٗ اذلۃٍ علی المومنین اَعِزَّۃٍ علی الکافرین یجٰہدون فی سبیل اللہ ولا یخافون لَوْمَۃَ لائمٍ ذالک فضل اللہ یُؤتیہ من یشاءُ واللہ وَاسِعٌ علیم۔ المائدہ/۵۴

ترجمہ:۔ اے ایمان والو تم میں سے جو اپنے دین سے پھر جائے وہ خدا کا (کچھ نہ بگاڑے گا) خدا عنقریب ایسے لوگوں کو ظاہر کرے گا جن کو وہ دوست رکھتا ہے اور اس کو وہ دوست رکھتے ہیں مومنوں پر مہربان (اور) کافروں پر سخت ہیں خدا کی راہ میں جہاد کرتے ہیں اور کسی ملامت کرنے والے کی ملامت سے نہیں ڈرتے یہ خدا کا فضل ہے جس کو چاہے عطا فرماتے اللہ بڑا صاحب وسعت جاننے والا ہے۔

حافظ القندوزی (الحنفی) روایت کرتے ہیں کہ سلمان بن ہارون

العجلی کہتے ہیں کہ میں نے امام جعفر الصادق علیہ السلام کو فرماتے سنا بیشک اس امر کے صاحب یعنی القائم المہدی۔ محفوظ ہیں اگر تمام لوگ چلے بھی جائیں تو خداوند عالم (قائم المہدی) کے اصحاب کو لے آئے گا اور یہی وہ حضرات ہیں جن کیلئے خداوند عالم ارشاد فرماتا ہے۔ [17]

یاایہا الذین امنوا من یرتد منکم عن دینہ فسوف یاتی اللہُ بقوم یُحِبُّہُمْ و یحبونہٗ اذلۃٍ علی المومنین اعزۃٍ علی الکافرین۔

اس آیۃ کریمہ کے تاویلی اور تنزیلی اعتبار سے امیر المومنین علی بن ابی طالب علیہ السلام کے بارے میں وارد ہونے میں اور کبھی اصحاب المہدی المنتظر کے بارے میں وارد ہونے میں کسی قسم کی منافات نہیں ہے اس لئے کہ علی علیہ السلام اور قائم علیہ السلام کے اصحاب سب کے سب اس آیت کے مصداق ہیں اس لئے اللہ علیؑ کو دوست رکھتا ہے اور علیؑ اللہ کو دوست رکھتے ہیں (اور اسی طرح) خداوند عالم اصحاب قائمؑ کو دوست رکھتا ہے اور اصحاب قائمؑ بھی خدا کو دوست رکھتے ہیں۔ بس فرق اتنا ہے کہ علیؑ اس آیت کریمہ کے کامل ترین مصداق اور فرد اول ہیں۔ اور اصحاب المہدی المنتظر (علی) کے بعد کے مصداق ہیں۔ (المؤلف)

اور اس طرح کی مثالیں قرآن کریم میں بہت زیادہ ہیں

---

[17] ینابیع المودہ ص ۵۰۷

سورۃ الانعام

اس میں آٹھ آیتیں ہیں

(۱)

ولو تری اذ وقفوا علی النار فقالوا یلیتنا نرد ولا نکذب بایت ربنا و تکون من المومنین آیت / ۲۷

ترجمہ:- اور اگر تم اس وقت دیکھو کے جب کہ یہ جہنّم کے قریب کھڑے کئے جائیں گے تو یہ کہیں گے کہ کاش ہم پھر (دنیا میں) واپس بھیج دیتے جاتے اور اپنے پروردگار کی نشانیوں کو نہ جھٹلاتے اور ہم ایمان لانے والوں میں سے ہوجاتے۔

علامہ بحرانی روایت کرتے ہیں کہ شیرازی نے اپنی کتاب میں ابی معاویہ ضریر سے۔ معاویہ ضریر نے اعشی سے۔ اعشی نے مسلم البطین سے مسلم البطین نے سعید بن جبیر سے اور انھوں نے ابن عباس سے روایت کی ہے۔ ابن عباس فرماتے ہیں قیامت کے روز خداوند عالم، مالک (جہنم) کو حکم فرمائے گا کہ جہنم کے ساتوں طبقات میں آگ بھڑکاتے اور (مالک جنت) رضوان کو حکم کرے گا کہ جنت کے آٹھوں درجوں کی سجاوٹ کرے اور میکائیل سے کہے گا کہ جہنم کے اوپر (پل) صراط کو بلند

کرے اور جبرائیل سے کہے گا کہ عرش کے نیچے میزان عدل قائم کرے اور
حکم فرمائے گا کہ محمدؐ (صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم) حساب کے لئے اپنی امت کو
قریب لاؤ پھر حکم کرے گا کہ صراط پر سات پل بنائیں اور ہر پل کی لمبائی
سترہ ہزار فرسخ ہوگی اور ہر پل پر ستر ہزار ملائکہ کھڑے ہوں گے اور کہیں گے
کہ اس امت (محمدؐ) کے مرد اور عورتوں کے لئے (القنطرۃ الاولیٰ) یعنی،
ولایت امیر المومنین علیہ السلام اور محبت اہل بیت محمدؐ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کا
پل ہے۔ جب ان حضرات میں سے کوئی اس پل کے قریب آئے گا تو بجلی کی
تیزی کی طرح سے گذر جائے گا اور جو شخص اپنے نبیؐ کے اہل بیت کا محب
نہ ہوگا تو وہ پل سے جہنم کے گڑھے میں گر جائیگا اگرچہ اس کے اعمال خشکی
میں بسنے والے افراد کے ستر گنا ہی کیوں نہ ہوں۔ (حدیث) [18]

---

[18] غایۃ المرام ص۲۵۹

(۲)

قد خسر الذین کذبوا بلقاء اللہ حتیٰ اذا
جاءتہم الساعۃ بغتۃً قالوا یٰحسرتنا
علیٰ ما فرطنا فیہا وہم یحملون اوزارہم
علیٰ ظہورہم الا ساء ما یزرون ۔ الانعام/۳۱

ترجمہ :- یقیناً جو لوگ خدا کی بارگاہ میں حضوری کو جھٹلاتے ہیں وہ (سخت)
گھاٹے میں ہیں تا اینکہ جب ان کے (سروں پر) اچانک
قیامت آپہنچے گی (تو یہ اس وقت،) کہیں گے کہ اس کے بارے
میں ہم نے جو کمی کی اس پر ہمیں بڑا افسوس ہے اور یہ لوگ اپنے
(وبالوں کے) بار اپنی پشتوں پر لادے ہوں گے آگاہ ہو جاؤ کہ
جسے یہ لادے ہوں گے وہ بہت بڑا بار ہوگا۔

فقیہ شافعی جلال الدین السیوطی اپنی تفسیر میں روایت کرتے ہیں
کہ بخاری نے ابی ہریرہ سے روایت کی کہ ایک اعرابی نے پیغمبر اسلام صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم سے سوال کیا کہ قیامت کب ہوگی۔؟

پیغمبر اسلام صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جب امانت ضائع
ہو جائے تو قیامت کے منتظر رہنا۔ راوی سوال کرتا ہے یا رسول اللہؐ امانت

کس طرح ضائع ہو گی؟

پیغمبر اسلامؐ نے فرمایا جب نا اہلوں کے سپرد معاملہ ہو جائے تو قیامت کا انتظار کرنا۔ ۱۹

اس روایت کو بھی سیوطی ہی نے نقل کیا ہے کہ ابن مردویہ نے ابی ہریرہ سے روایت کی ہے۔ ایک شخص پیغمبر اسلام کی خدمت میں آیا اور سوال کیا قیامت کب ہو گی؟

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔

راوی نے پیغمبر اسلام سے عرض کی آپ مجھے قیامت کی علامات تعلیم فرما دیں؟

قال (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) تقارب الاسواق)

قلت: وما تقارب الاسواق؟

قالؐ ان یشکوا الناس بعضهم الی بعض قلة اصابتهم و یکثر البغی وتفشو الغیبة و یعظم رب المال و ترتفع اصوات الفساق فی المساجد ویظهر اهل المنکر و یظهر البغاء۔ ۲۰

۱۹ الدر المنثور جلد ۶ ص ۵۰

۲۰ الدر المنثور جلد ۶ ص ۵۰

ترجمہ حدیث:- سواق (یعنی بازار) قریب ہو جائیں گے۔

راوی نے کہا سواق (   ) کے قریب ہو جانے کا کیا مطلب ہے؟

پیغمبر اسلام نے فرمایا کہ لوگ ایک دوسرے سے کم پانے کی شکایت کریں گے فسق و فجور زیادہ ہو جائیگا اور غیبت پھیل جائے گی اور صاحب مال اپنے مال کی تعریف کرے گا اور فاسقوں کی صدائیں مسجدوں سے بلند ہوں گی برائی کرنے والے ظاہر ہوں گے اور سرکشی ظاہر ہو گی۔

سیوطی نے کہا احمد بن حنبل و بخاری و مسلم و ابن ماجہ نے ابن مسعود سے روایت کی ہے۔ ابن مسعود کہتا ہے کہ میں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا۔

یقولؐ یکون بین یدی الساعه ایام فیرفع فیها العلم، و ینزل فیها الجهل، و یکثر فیها الهرج ۲۱

ترجمہ:- قیامت کے روز علم بلند ہوگا۔ اور جہل نازل ہوگا۔ اور اس میں اتھل پتھل بہت زیادہ ہو گی۔

ظہور امام مہدیؑ سے قبل واقع ہونے والے امور کے بارے میں روایات بکثرت موجود ہیں (مثلاً) (امانتوں کا ضائع ہونا۔ اور معاملات کا نا اہلوں کے ہاتھوں میں پہنچ جانا، ولد الزنا کی زیادتی۔ غیبت کا پھیل جانا۔ صاحب

۲۱ الدر المنثور جلد ۶ ص ۵۱

اموال کا اموال کی بڑھائی کرنا اور مسجدوں میں فاسقوں کی آواز کا بلند ہونا اور برائی کرنے والے لوگوں کا غلبہ پانا۔ فسق و فجور کا گھر اور محلوں میں پھیل جانا اور علم کا بلند ہونا۔ جہل کا نازل ہونا (اس مقام پر جہل کے معنیٰ ظاہری اعتبار سے حماقت کے ہیں) لوگوں کا فتنے و غارتگری میں مبتلا ہونا) یہ تمام باتیں ظہور امام مہدیؑ کی علامات سے ہیں۔ لہذا آیت شریفہ میں جو (الساعۃ) آیا ہے اس سے ساعۃ ظہور مہدی مراد ہوگی یا اس کے معنی ظہور مہدیؑ سے عام ہوں گے جو کہ قیامت اور ظہور امام مہدیؑ دونوں کو شامل ہوں گے۔

اس لئے کہ قیامت اور ظہور امام مہدیؑ بہت سے مقدمات اور علامات کی وجہ سے باہم مشترک ہیں۔

یا دونوں میں سے ایک ظاہر ہے اور دوسرا باطن ہے۔

۳

قال تعالیٰ۔ قل ار یتکم ان اتتکم عذاب اللہ او اتتکم الساعۃ اغیر اللہ تدعون ان کنتم صادقین۔ الانعام/ ۴۰

ترجمہ:۔ اے رسول ان سے) دریافت کرو کہ اگر تم پر خدا کا عذاب آپڑے یا تم تک قیامت ہی آپہنچے تو یہ بتاؤ کہ اگر تم سچے ہو تو (اس وقت) خدا کے سوا کسی اور کو پکارو گے۔

السیوطی (الفقیہ الشافعی) روایت کرتے ہیں کہ حاکم نے وائلہ بن لاشقع سے روایت کی ہے میں نے پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ والہ وسلم کو فرماتے ہوتے سنا۔ قال رسول صلی اللہ علیہ والہ وسلم

لا تقوم الساعۃ حتی تکون عشر آیات خسف بالمغرب وخسف بجزیرۃ العرب، والدجال، ونزول یاجوج و ماجوج والدابۃ، وطلوع الشمس من مغربها، ونار تخرج من قعر (عدن) تسوق الناس الی المحشر تحشر الذر والنمل۔ [۲۲]

[۲۲] تفسیر الدر المنثور جلد ۶ ص ۶۰

ترجمہ:۔ قیامت نہیں آئے گی یہاں تک کہ دس نشانیاں ظاہر ہو جائیں
مشرق میں آگ لگ جائے گی اور مغرب اور جزیرہ عرب میں بھی آگ لگ
جائیگی دجّال (آئے گا)، یاجوج وماجوج نازل ہوں گے دابۃ الارض ظاہر
ہوگا۔ آفتاب مغرب سے طلوع کرے گا۔ اور قعر عدن سے آگ ظاہر
ہوگی۔ لوگ محشر کی جانب لے جائے جائیں گے۔ جس طرح ذرہ اور
چیونٹی نکل پڑتی ہیں۔

اس حدیث کی دلالت اس بارے میں کہ آیۃ قرآنی ان آیات میں
سے ہے جو کہ امام مہدی ع کی شان میں نازل ہوئی ہیں اس وجہ سے ہے
کہ یہ علامات متعدد اور واضح کتب میں ظہور امام مہدی کی علامات میں سے
ہیں لہذا ان علامات کا (ساعۃ) کی تفسیر میں ذکر کرنا اس امر کی دلیل ہے کہ
اس سے مراد ساعۃ ظہور امام مہدی علیہ السلام ہے، اور اس کی وضاحت
بہت سی احادیث میں موجود ہے کہ۔

(بان الساعۃ ھی ساعۃ قیام القائم)

یعنی ساعت سے ساعت قیام امام مہدی مراد ہے۔

وضاحت:۔ ذکر شدہ نشانیاں دس اس وقت مکمل ہوں گی
جب کہ۔ ونارٌ تخرج من قعر عدن سوق الناس
الی المحشر تحشر الذر والنمل)
کو تین شمار کیا جائے اور (نزول یاجوج وماجوج) کو دو حساب

کیا جائے۔ وگرنہ ذکر شدہ نشانیوں کی تعداد دس سے کم ہوگی۔ یہ بھی ممکن
ہے کہ بعض علامات کو راوی نے فراموش کر دیا ہو۔

(مؤلف)

مشاہد پیغمبر اسلام کے (تسوق الناس الی المحشر)
فرمان سے مراد ایسی جنگ ہو کہ جس میں لوگ موت کے لئے جمع ہو جائیں گے
کیونکہ موت ہی تو حشر ہے اس لئے کہ موت حشر کا ابتداء ہے چنانچہ
حدیث شریف میں وارد ہوا ہے۔

(واذا مات ابن آدم قامت قیامتہ)

جب کوئی شخص مرتا ہے تو اس کے لئے قیامت واقع ہو جاتی ہے

(مؤلف)

۴

قولہ تعالیٰ ۔ وَهَدَيْنٰهُمْ اِلىٰ صِراطٍ مستقيم ۔ الانعام/۸۷

ترجمہ ۔ اور ہم نے ان کو راہ راست کی ہدایت کر دی ۔

حافظ الحسکانی (الحنفی) روایت کرتے ہیں کہ مجھ سے علی بن موسیٰ ابن اسحاق نے (اسناد مذکورہ کے ذریعہ) سعد سے امام محمد باقرؑ سے روایت کی کہ (آل محمد الصراط الذی دل اللہ علیہ) ۲۳ھ

آل محمدؐ ہی وہ راستہ ہیں جن کی طرف خداوند عالم نے نشاندھی کی ہے

اس آیۂ کریمہ کے انبیاء اور مرسلین سے متعلق ہونے میں کوئی دو وجہوں سے منافات نہیں ۔

اوّل ۔ اگر الصراط سے مراد کہ جس کی جانب خداوند عالم نے نشاندھی کی ہے آل محمد مراد ہیں (اس دلیل سے کہ آل کا خبر پر داخل ہونا حصر کا فائدہ دیتا ہے) تو آیت کے مصادق بھی آل محمد ہی ہوں گے ۔

دوم ۔ بہت سی ایسی احادیث وارد ہوتی ہیں جو اس امر پر دلالت کرتی ہیں کہ خداوند عالم نے انبیاء علیہم السلام سے محمدؐ واہلبیت محمدؐ کی محبت کا عہد لیا ہے، ان احادیث کے بیان کرنیکی اس مختصر کتاب میں گنجائش نہیں، اپنے مقامات سے حاصل کی جاسکتی ہیں ۔

۲۳ھ شواہد التنزیل جلد ۱ ص ۶۱

۵

فَاِنْ يَّكْفُرْ بِهَا هٰٓؤُلَاۗءِ فَقَدْ وَّكَّلْنَا بِهَا قَوْمًا لَّيْسُوْا بِهَا بِكٰفِرِيْنَ (الانعام/۸۹)

ترجمہ ۔ اب اگر یہ کفار انکار کریں تو کچھ پرواہ نہیں کیونکہ اس کے لئے ہم نے بہت سے ایسے لوگ مقرر کر دیئے ہیں جو (ان کی طرح) انکار کرنے والے نہیں ہیں ۔

حافظ القندوزی (حنفی) امام جعفر الصادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ اس امر کے صاحب (یعنی القائم المہدی) محفوظ ہیں اگر تمام لوگ چلے بھی جائیں تو خداوند عالم قائم علیہ السلام کے اصحاب کو لے آئے گا اور یہی وہ لوگ ہیں جن کے بارے میں خداوند عالم فرماتا ہے ۔

فان یکفر بہا ہؤلاء فقد وکلنا بہا قَوْمًا لیسوا بہا بکافرین ۲۴ھ

۲۴ھ ینابیع المودہ ص ۵۰۷

٦

وَ تمت کلمت ربک صدقا و عدلاً
لَا مُبَدِّل لکلمٰتہٖ وھو السمیع العَلیم/انعام/١١٥/

ترجمہ: اور تمہارے پروردگار کا کلام (قرآن) سچائی اور اعتدال کے لحاظ سے کامل ہے اس کے کلام کا کوئی ادل بدل کرنے والا نہیں اور وہ بڑا سننے والا (اور) بڑا جاننے والا ہے۔

حافظ (الحنفی) سلیمان القندوزی بعض ایسے بزرگ اور موثق حضرات سے روایت کرتے ہیں جو کہ امام علی نقی علیہ السلام اور امام حسن عسکری علیہ السلام کے پڑوسی تھے ان کا کہنا ہے کہ ہم نے دو اماموں کو فرماتے ہوئے سنا (ان اللہ تبارک و تعالیٰ اذا اراد اَنْ یَخْلُقَ الامام انزل قَطْرَۃً مِن مَاءِ الْجَنَّۃِ فِیْ ماء المُزنِ فَتَسْقُطُ فِیْ ثِمَارِ الْاَرْضِ وَ بَقْلِھَا فیاکُلُھَا ابو الامام فتکون نطفتہ منھا فاذا استقرت النطفۃ فی الرحم فیمضی لھا اربعۃ اشھر یسمع الصوت، وکتب علی عضدہ (و تمت

کلمۃ ربّکَ صدقاً و عدلاً لا مبدل لکلماتہ و ھو السمیع العلیم)

فاذا ولد قام بامر اللہ، و رفع لہ عمود من نور ینظر منہ الخلائق و اعمالھم و سرائرھم، والعمود نصبت بین عینیہ حیث تولی و نظر۔ (الحدیث) ٢٥

(امام علی نقیؑ و امام حسن عسکری علیہ السلام فرماتے ہیں)

بیشک اللہ جس وقت کسی امام کو خلق کرنے کا ارادہ فرماتا ہے تو جنّت کے پانی کا ایک قطرہ بادلوں کے پانی میں نازل کرتا ہے، پھر یہ قطرہ زمین کے پھلوں اور سبزیوں میں پہونچ جاتا ہے ایسے پھل اور سبزی کو امام کا باپ تناول کرتا ہے اسی سے امام کا نطفہ بنتا ہے نطفے کو رحم میں پہونچے ہوتے جب چار ماہ ہو جاتے ہیں تو (امام) آواز سننے لگتا ہے اور اس کے بازو پر

وَ تَمَّتْ کَلِمَۃُ رَبِّکَ صدقاً و عدلاً لا مُبَدِّلَ لِکَلِمَاتہ وَھُوَا لسمیع العَلِیمُ) لکھا ہوتا ہے۔

٢٥ ینابیع المودہ ص٣٦٢

پس جب (امام) کی ولادت ہوتی ہے تو حکم خدا سے کھڑا ہوتا ہے اور اس کے لئے نورانی ستون بلند ہوتا ہے جس کے ذریعہ سے وہ مخلوق کو دیکھتا ہے، ان کے اعمال و سیرتوں کو دیکھتا ہے) اور (نورانی) ستون اس کی دونوں آنکھوں کے سامنے ہوتا ہے جب بھی وہ دیکھتا ہے ۔

(الحدیث)

۷

وَاَنَّ هٰذا صِرَاطی مستقیمًا فاتبعوہ ۔

ترجمہ — الانعام/۱۵۳

علامہ بحرانی کہتے ہیں کہ شیرازی نے اہل سنت کے بزرگوں کی سند سے کہا کہ قتادہ نے حسن بصری سے قول خدا ۔ (وان هٰذا صراطی مستقیمًا) میں کہا کہ وہ کہتے ہیں اس آیت میں علی بن ابی طالب علیہ السلام اور ان کی اولاد کا راستہ مراد ہے جو کہ سیدھا ہے اور دین مستقیم ہے ۔

فاتبعوہ و تمسکوا بہ فانہ واضح لا عوج فیہ [۲۶]

لہٰذا اسی کا اتباع کرو اور اسی کو اختیار کرو اس لئے کہ یہ واضح ہے اور اس میں کسی قسم کی کجی نہیں ہے ۔

روایت میں جو کلمہ (ذریۃ) وارد ہوا ہے اس سے مراد علیؑ کی اولاد آئمہ ہیں ، جنکی تعداد گیارہ ہے ان کو خداوند عالم نے ہر طرح کی کثافت سے دور رکھا ہے اور پاک کرنیکی طرح پاک کیا ہے ۔

۲۶ غایۃ المرام ص۴۳۴

۸

هل ينظرون الّا ان تاتيهم الملائكة
او ياتى ربك او ياتى بعض ايات
ربك يوم ياتى بعض ايات ربك لا
ينفع نفسا ايمانها لم تكن امنت من
قبل اوكسبت فى ايمانها خيرا قل
انتظروا انا منتظرون ـ/انعام/۱۵۸

ترجمہ :۔ کس بات کے منتظر ہیں کہ ان کے پاس فرشتے آئیں یا تمہارا پروردگار آئے یا تمہارے پروردگار کی کچھ نشانیاں (قیامت لیکر آئیں اور انھیں سمجھائیں) جس دن تمہارے پروردگار کی (یہ) بعض نشانیاں آئیں گی اس دن کسی ایسے شخص کو جو پہلے سے ایمان نہیں رکھتا یا اس نے اپنے ایمان (کی حالت) میں کوئی نیک عمل نہیں کیا اس (آج کے دن) کا ایمان فائدہ نہ پہونچائیگا (اگر انھیں واقعی ان چیزوں کا انتظار ہے) تو (اے رسول) تم ان سے کہدو کہ تم (ان کا) انتظار ـ کرو ہم بھی منتظر ہیں ـ

حافظ القندوزی (الحنفی) بطریق مرفوع ابی ہریرہ سے روایت

کرتے ہیں ۔ ابو ہریرہ نے کہا ۔ اس وقت تک قیامت نہیں آئے گی جب تک کہ آفتاب مغرب سے نہ نکلے گا اور جب ایسا ہوگا تو تمام لوگ ایمان لے آئیں گے چنانچہ اسی روز کی کیفیت اس آیت قرآنی ۔

(لا تنفع نفسًا ایمانها لم تکن آمنت من قبل او
فی ایمانها خیراً)

میں بیان کی گئی ہے (بخاری ومسلم وابی داؤد) [۲۷]

حافظ القندوزی نے خود روایت مرفوعہ کے ذریعہ ابی سعید خدری سے قول خداوند عالم (او یاتی بعض آیات ربک) یعنی آفتاب کے مغرب سے نکلنے کی روایت ترمذی سے کی ہے [۲۸]

اس بارے میں بہت زیادہ روایات موجود ہیں کہ ظہور امام مہدی علیہ السلام کی علامات میں یہ بھی ہے کہ آفتاب مغرب سے نکلے گا اور یہ بات واقفکاران حدیث کے لئے واضح اور عیاں ہے ۔

(مؤلف)

---

[۲۷] [۲۸] ینابیع المودہ ۔

سُوْرَۃُ الْاَعْرَاف

اس میں آٹھ آیتیں ہیں

۱ :- فَلَنَسْئَلَنَّ الَّذِيْنَ اُرْسِلَ اِلَيْهِمْ وَلَنَسْئَلَنَّ
الْمُرْسَلِيْنَ /۶

۲ :- وَنَزَعْنَا مَا فِيْ صُدُوْرِهِمْ مِنْ غِلٍّ / /۴۳

۳ :- وَعَلَى الْاَعْرَافِ رِجَالٌ / /۴۶

۴ :- وَنَادٰى اَصْحَابُ الْاَعْرَافِ رِجَالًا / /۴۸

۵ :- وظلمونا ولکن کانوا انفسهم یظلمون / /۱۶۰

۶ :- وَقُوْلُوْا حِطَّةٌ وَّادْخُلُوا الْبَابَ سُجَّدًا /۱۶۱

۷ :- وَمِمَّنْ خَلَقْنَا اُمَّةٌ يَّهْدُوْنَ بِالْحَقِّ /۱۸۱

۸ :- يَسْئَلُوْنَكَ عَنِ السَّاعَةِ /۱۸۷

(۱)

فلنسئلن الذین ارسل الیھم ولنسئلن
المرسلین آیت / ۶

ترجمہ ہم ان لوگوں سے جن کے لئے حق کی طرف پیغمبر بھیجے گئے ہیں ضرور باز پرس کریں گے اور جن پیغمبروں کو ان کی طرف بھیجا گیا ہے۔ ان سے ضرور پوچھیں گے (کہ انھوں نے کیا کیا)

علامہ بحرانی روایت کرتے ہیں کہ عالم (حنفی) ابوالمؤید موفق بن احمد الخوارزمی کتاب (فضائل علی) میں اسناد مذکورہ کے ذریعہ ابی برزہ سے روایت کرتے ہیں۔ ابو برزہ کہتے ہیں کہ ایک روز ہم بیٹھے ہوتے تھے کہ پیغمبر اسلام صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ اس ذات کی قسم جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے قیامت کے روز کسی ایک بندے کا بھی قدم نہیں ٹلے گا جبتک کہ خداوند عالم اس سے چار سوال نہ کرے۔

(۱) عمر کے بارے میں سوال ہوگا کہ کس چیز میں فنا کی۔ ؟

(۲) جسم کے بارے میں کہ کس چیز میں مبتلا رکھا۔ ؟

(۳) مال کے بارے میں سوال ہوگا کہ کس چیز سے حاصل کیا ہے اور

کہاں صرف کیا ؟

(۴) اور ہم اہل بیت کی محبت کا سوال ہوگا۔ ؟

(یہ سن کر) حضرت عمرؓ نے پیغمبر اسلامؐ سے کہا آپ کے بعد آپ کی محبّت کی نشانی کون ہے؟ پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے اپنے قریب بیٹھے ہوتے علیؑ کے سر پر ہاتھ رکھ کر فرمایا۔

(اِنّ حبی من بعدی حب ھذا) ۲۹

یقیناً میرے بعد اس کی محبت میری محبت ہے۔

اس موجودہ حدیث اور موجودہ احادیث کا مقتضیٰ بھی یہی ہے کہ انبیاء کرام اور امم سابقہ سے بھی اہل بیت علیہم السلام کی محبّت کا سوال کیا جائے گا۔

---

۲۹ غایۃ المرام ص ۲۶۱

۲

ونزعنا ما فی صدورهم من غلٍّ تجری من تحتهم الانهار وقالوا الحمد لله الذی هدٰنا لهذا وما كنا لنهتدی لولا ان هدٰنا الله لقد جاءت رسل ربنا بالحقّ ونُودُوا ان تلكُم الجنّةُ اورثتموها بما كنتم تعملون۔

الاعراف/ ۴۳

ترجمہ:۔ اور (دنیا میں) ان کے سینوں کے اندر جو (بغض وکینہ آچکا) ہے اسے ہم نکال باہر کریں گے ان کے (قصروں کے) نیچے نہریں بہہ رہی ہوں گی اور وہ یہ کہہ رہے ہوں گے کہ اس خدا کا لاکھ لاکھ احسان جس نے ہمکو اس (منزل) تک پہونچایا اور خدا ہمیں نہ پہونچاتا تو ہم کبھی ہرگز نہ پہنچ سکتے تھے۔ بلاشبہ ہمارے پروردگار کی جانب سے رسول سچّا دین لے کر آئے تھے اور ان سے باآواز بلند یہ کہا جائے گا کہ یہ وہ جنّت ہے جو تم کو ان (نیک) اعمال کے عوض میں دی گئی ہے جو تم (دنیا میں) کیا کرتے تھے۔

حافظ الحکانی (الحنفی) روایت کرتے ہیں کہ اسناد مذکورہ کے واسطے سے ہمیں ابوسعید نے حسنؑ بن علی بن ابی طالب کے ذریعہ خبر دی علیؑ نے فرمایا خدا کی قسم یہ آیت خدا۔

(ونزعنا ما فی صدورھم من غلٍ) ۳۰ھ

ہمارے بارے میں نازل ہوتی ہے۔

۳۰ھ شواھد التنزیل جلد ۱ ص ۲۰۰ ـ ص ۲۰۱

۳

وعلی الاعراف رجالٌ یعرفون کلاً بسیماھم

ترجمہ:- (جنتوں اور جہنموں کے درمیان ایک آڑ ہوگی) اور اسی کی چوٹیوں پر کچھ ایسے لوگ ہوں گے جو تمام لوگوں کو ان کے قیافے سے پہچان لیں گے۔

علامہ بحرانی نے صاحب (المناقب الفاخرۃ فی عترۃ الطاھرۃ) روایت مرسلہ کے ذریعہ اصبغ بن نباتہ سے روایت کی ہے اصبغ بن نباتہ کہتا ہے۔ میں ایک روز امیر المومنین (علی بن ابی طالبؑ) کے پاس بیٹھا ہوا تھا کہ آپ کے پاس ابن الکوّا آیا۔ کہنے لگا یا امیر المومنین، آپ مجھے اس قول خداوند عالم۔

(وعلی الاعراف رجالٌ یعرفون کلاً بسیماھمْ)

کے بارے میں بتائیں۔

امیر المومنین نے فرمایا اے ابن الکوّا ہم ہی قیامت کے روز جنت اور جہنم کے درمیان مقام اعراف پر کھڑے ہوں گے، ہمارے شیعوں اور دوستوں میں سے جس نے ہماری نصرت کی ہو اور ہمیں پہچانا ہوگا (تو)

ہم اس کو اس کے قیافے سے پہچان لیں گے پس اس کو داخل جنّت کریں گے اور جو ہمارا دشمن ہوگا ہم اس کو (بھی) قیافے سے پہچان لیں گے اور اس کو جہنم رسید کریں گے ۔ [۳۱]

حدیث امیر المومنین میں جو (نحن) ضمیر جمع متکلم ذکر ہوتی ہے اس سے تمام آئمہ اہل بیتؑ طاہرین علیہ السلام مراد ہیں، کہ جن کے بزرگ اور سردار علی بن ابی طالب علیہ السلام ہیں اور اس کا مقصود خاص طور پر پنجتن پاک ہی ہو سکتے ہیں جو کہ اصحاب کساء ہیں جن میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم و علی و فاطمہ والحسن والحسین علیہم السلام شامل ہیں ۔

۳۱ غایۃ المرام ص ۳۵۴

وَ نَادٰی اَصْحٰبُ الْاَعْرَافِ رِجَالًا يَعْرِفُوْنَهُمْ بِسِيْمٰهُمْ قَالُوْا مَا اَغْنٰى عَنْكُمْ جَمْعُكُمْ وَمَا كُنْتُمْ تَسْتَكْبِرُوْنَ (الاعراف ۴۸)

ترجمہ:۔ اور اہل اعراف کچھ (کافر) لوگوں کو جن کو وہ ان کے قیافہ سے پہچانتے ہوں گے آواز دیں گے اور یہ کہیں گے کہ (افسوس) تمھاری فراہمی مال اور تمھارا گھمنڈ کرنا کچھ بھی تمھارے کام نہ آیا۔

حافظ سلیمان القندوزی (الحنفی) سند کے ساتھ سلمان فارسی سے روایت کرتے ہیں۔ سلمان فارسی کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کو علیؑ کے لئے دس مرتبہ سے زیادہ فرماتے سنا ۔

"یا علیؑ اِنّک والاوصیاء من وُلدک اعراف بین الجنۃ والنار، لا یدخل الجنۃ الّا من عرفکم وعرفتموہ، ولا یدخل النار الّا من انکرکم وانکرتموہ" [۱]

۱ ینابیع المودۃ ص ۲۱۱

اے علیؑ تم اور تمھاری اولاد سے اوصیاء جنّت اور جہنّم کے درمیان اعراف ہوں گے کوئی بھی جنّت میں داخل نہیں ہوگا مگر وہ جو تمھاری معرفت رکھتا ہو اور تم بھی اس کو پہچانتے ہو۔ اور (نہ ہی) کوئی جہنّم میں داخل ہوگا مگر وہ کہ جس نے تمھیں تسلیم نہ کیا ہوگا اور تم نے بھی اسکا انکار کردیا۔

۵

وَمَا ظَلَمُوْنَا وَلٰکِنْ کَانُوْا اَنْفُسَهُمْ یظلمون

الاعراف/۱۶۰

ترجمہ:۔ انھوں نے (نافرمانی کرکے) ہمارا کوئی نقصان نہیں کیا بلکہ اپنے ہی نفسوں پر ظلم کیا۔

حافظ الحنفی سلیمان القندوزی اپنی کتاب ینابیع المودہ میں امام محمد باقرؑ سے سند کے ساتھ اس آیت۔

(ولکن کانوا اَنْفُسَهُمْ یَظْلِمُوْنَ)

کے بارے میں روایت کرتے ہیں کہ امام علیہ السلام نے فرمایا۔ خداوند عالم کی ذات عظیم ہے اور پاکیزہ ترین ہے اس بات سے کہ اس کی ذات پر ظلم عارض ہو لیکن (خدا نے) اپنی ذات کا قائم مقام ہم اہلبیتؑ کو قرار دیا چنانچہ خدا نے ہم پر ظلم ہونے کو اپنی ذات پر ظلم ہونے کے برابر قرار دیا۔

(وَمَا ظلمونا ولکن کانوا اَنْفُسَهُمْ یَظْلِمُوْنَ ۔ ۲ـه)

یہ آیت کریمہ بنفسہ اسی طرح قرآن کریم میں دو مرتبہ (۱) سورہ بقرہ

(۲ـه ینابیع المودہ ص ۳۵۸)

(۲) وسورہ اعراف میں تکرار کے ساتھ ذکر ہوئی ہے۔ ہم اس آیت کو سورہ بقرہ کے ضمن میں بیان کر چکے ہیں لیکن اس حیثیت سے کہ یہ دونوں قرآن ہی کی آیتیں ہیں اور اس عنوان سے وارد ہوئی ہیں کہ اہل بیت علیہم السلام سے متعلق ہیں تو یہ دو مستقل آیتیں ہوئیں نہ کہ ایک آیت اسی وجہ سے ہم نے پھر یہاں پر مکرر بیان کیا ہے۔

(مؤلف)

۶

وَ اذا قيل لَهُمُ اسكنوا هٰذه القرية وكلوا منها حيث شئتُمْ وقولوا حطة وادخلوا الباب سُجَّدًا نَّغْفِرْ لَكُمْ خطِيْئٰتِكُمْ
اعراف/۱۶۱

ترجمہ:۔ اور (وہ زمانہ یاد کرو) جب ان سے کہا گیا تھا کہ تم اس گاؤں (اریحا) میں جاکر سکونت اختیار کرو اور اس میں سے جہاں چاہو (بے خطر) کھاؤ (پیو) اور لفظ حطہ اپنی زبان پر جاری کرو اور اس دروازے میں (عجز و انکساری کے ساتھ) جھکے جھکے۔ داخل ہو تو ہم تمہاری خطائیں بخشدینگے۔

علامہ فیروز آبادی نے حافظ الہیثمی سے (مجمع الزوائد) میں ابوسعید خدری سے نقل کیا ہے۔ ابوسعید خدری کہتے ہیں کہ میں نے پیغمبر اسلام صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا۔

انما مثل اهلبيتي فيكم مثل باب حِطةٌ في بني اسرائيل من

دخله غفر له ۔ ؎۳

تمہارے لئے میرے اہل بیت کی مثال اس طرح دی گئی ہے
جس طرح باب حطۃ کی مثال بنی اسرائیل کے لئے جو بھی اس
میں داخل ہوا اس کو بخشش دیا گیا ۔

چنانچہ پیغمبر اسلام صلے اللہ علیہ و آلہٖ وسلم کا مقصد یہ ہے کہ جو بھی میرے اہل بیت سے متمسک ہوا اور جس نے ان کو دوست رکھا اس کو بخشش دیا جائے گا ۔

(مؤلف)

؎۳ فضائل الخمسہ من الصحاح الستتہ جلد ۳

۷

وَمِمَّنْ خَلَقْنَا اُمَّةٌ يَّهْدُوْنَ بِالْحَقِّ
وَبِهٖ يَعْدِلُوْنَ /اعراف / ۱۸۱

ترجمہ ۔ اور جن لوگوں کو ہم نے پیدا کیا ہے ان میں کچھ لوگ ایسے بھی ہیں جو حق کی ہدایت کرتے اور اسی کے موافق انصاف کرتے ہیں ۔

حافظ الحکانی (الحنفی) کتاب (فہم القران) میں امام جعفر الصادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ

ومن خلقنا امۃٌ یھدون بالحق وبه
یعدلون

یہ آیت آل محمد صلے اللہ علیہ و آلہٖ وسلم کے لئے (نازل) ہوئی ہے ۔ ؎۴

؎۴ شواہد التنزیل جلد ۱ ص۲۰۴

۸

يسئلُونكَ عن الساعةِ ايَّانَ مرسها
قُلْ اِنَّمَا عِلْمُهَا عِنْدَ رَبِّیْ لا یجلّیهَا
لِوَقْتِهَا اِلاَّ هُوَ ثقُلَتْ فِی السَّمٰوٰتِ
وَالْاَرْضِ لَا تَأْتِیكُمْ اِلاَّ بَغْتَةً / الاعراف/۱۸۷/

ترجمہ :- (اے پیغمبر) یہ لوگ تم سے قیامت کے متعلق پوچھتے ہیں کہ اس کے وقوع کا وقت کون سا ہے تم (ان سے) کہدو کہ اس کا علم صرف میرے پروردگار کو ہے بس وہی اس کو اسکے وقتِ معین پر ظاہر کرے گا (اور کوئی نہیں) وہ تمام آسمانوں اور زمین میں بڑا بھاری (حادثہ) ہوگا وہ تمھارے پاس بس اچانک اجائے گی۔

حافظ سلیمان القندوزی (الحنفی) قولہ تعالیٰ (یسئلونکَ عن الساعة ایّان مُرْسٰھا۔ الخ) کے بارے میں کہتے ہیں کہ مفضل بن عمر نے امام صادقؑ سے روایت کی ہے کہ امام نے فرمایا ساعة قیام القیائم۔[۵] یعنی اس سے مراد قائمؑ (المهدیؑ)۔ کے ظہور کا وقت مراد ہے۔

۵ ینابیع المودة۔

سُورَۃُ الاَنْفَالُ

اس میں پانچ آیتیں ہیں۔

۱ :- لا تخونوا الله والرَّسُولَ و تخونوا اما نٰتکم / ۲۷

۲ :- وماکان الله لیعذبهم وانت فیهم / ۳۳

۳ :- ان اولیائه الا المتقُونَ / ۳۴

۴ :- وقاتلوهم حتی لا تکُونَ فتنةٌ و یکون الدین لِلّٰهِ / ۳۹

۵ :- فاَنَّ لِلّٰهِ خُمُسَهٗ وللرسول ولذی القربٰی / ۴۱

۱

یا ایُّھَا الذین أمنوا لا تَخُونوا اللّٰہ وَ الرَّسُولَ وَتَخُو نُوا اما نتکم وانتم تَعۡلَمُوۡنَ

(الانفال/ ۲۷)

ترجمہ:۔ اے ایمان لانے والو تم تو اللہ اور رسول کے حقوق کی مخالفت نہ کرو اور نہ جان بوجھ کر اپنی باہمی امانتوں میں خیانت سے کام لو۔

حافظ الحکانی (الحنفی) (العتیق) میں روایت کرتے ہیں کہ یونس ابن بکار نے روایت کی ابن بکار نے اپنے باپ کے ذریعہ امام محمد باقرؑ سے قول خداوند عالم کی اسطرح روایت کی ہے کہ (یا ایھا الذین امنوا لا تخونوا اللہ والرسول وتخونوا اما نتکم -یعنی آل محمدؐ کے بارے ہیں- وانتم تعلمون [۶]
(یعنی آل محمدؐ کے بارے میں خیانت مت کرو)

یعنی اما نتکم سے مراد آل محمدؐ ہیں اس لئے کہ اہل بیت محمدؐ علیہم السلام امت کے ہاتھوں میں امانت ہیں اور یقینا اللہ نے ظلم کے ذریعہ انکے حق میں خیانت کرنے کی نہی فرمائی ہے۔

(مؤلف)

---

[۶] شواہد التنزیل جلد (۱) ص ۲۰۵

۲

وَمَا کَانَ اللّٰہُ لِیُعَذِّبَھُم وَاَنۡتَ فِیۡھِمۡ

الانفال / ۳۳/

ترجمہ:۔ اور جب تک تم ان میں موجود ہو اس وقت تک اللہ ایسا نہیں ہے کہ ان پر عذاب نازل کرے

علامہ الحنفی محمد الصبان المصری (اسفار الراغبین میں روایت کرتے ہیں) اور دوسری روایت میں ہے کہ احمد ا نبی کریم صلے اللہ علیہ والہٖ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ پیغمبر اسلامؐ نے فرمایا کہ جب ستارے رخصت ہو جائیں گے تو اہل ایمان بھی رخصت ہو جائیں گے۔ اور جب میرے اہل بیتؑ رخصت ہو جائیں گے اہل زمین فنا ہو جائیں گے: پھر آپ نے فرمایا

وَمَا کَانَ اللّٰہ لِیُعَذِّبَھُمۡ وَاَنۡتَ فِیۡھِمۡ

اہل بیت علیہم السلام امان کے بارے میں پیغمبر اسلامؐ کے قائم مقام ہیں اس لئے اہل بیت علیہم السلام پیغمبر اسلام سے ہیں اور پیغمبر اسلام صلے اللہ علیہ والہٖ وسلم اہل بیت علیہم السلام سے ہیں۔ اس طرح کے مضامین بعض روایات واحادیث میں موجود

ہیں۔ ۷؎

پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی جس حدیث شریف کی جانب اس عالم حنفی نے اشارہ کیا ہے وہ ہے۔

(اَهْلُ بَيْتِي مِنِّي وَاَنَا مِنْهُمْ)

یعنی پیغمبر اسلام کے فرمانے کا مقصد ہے کہ میری اور میرے اہل بیت علیہم السلام کی حقیقت ایک۔ میری اور میرے اہل بیت ؑ کی روح ایک ہے سانچے مختلف ہیں لیکن (ہم) دونوں کا نور ایک ہے اور اشخاص جدا۔ جدا ہیں۔

۷؎ اسعاف الراغبین۔ بہامش نور الابصار۔ ص ۱۳۰

۳

وَهُمْ يَصُدُّونَ عَنِ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ وَمَا كَانُوا اَوْلِيَاءَهُ اِنْ اَوْلِيَاؤُهُ اِلَّا الْمُتَّقُونَ ۔ الانفال/۳۴

ترجمہ:۔ اور یہ لوگوں کو مسجد الحرام (وکعبہ کی عبادت) سے روکتے ہیں، حالانکہ وہ اس کے متولی رہنے کے لائق بھی نہیں اس کے متولی رہنے کے (مستحق) تو صرف وہی لوگ ہیں جو پرہیزگار ہوں۔

حاکم الحکانی (الحنفی) روایت کرتے ہیں کہ منصور بن الحسین نے سند مذکورہ کے ذریعہ ہمیں خبر دی کہ انس بن مالک نے پیغمبر اسلام ؐ سے روایت کی ہے آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔

(آلُ مُحَمَّدٍ كُلُّ تَقِيٍّ) ۸؎ سب آل محمد متقی ہیں۔

اگر کلمہ (کُلُّ تقیٌّ) کو تنوین کے ساتھ پڑھا جائے اور (تقیٌّ) کو (کل) کا وصف قرار دیا جائے تو اس کلمہ کے معنیٰ ہوں گے کہ اہل بیت ؑ

۸؎ شواہد التنزیل جلد (۱) ص ۲۱۶ ۔ ص ۲۱۷

میں سے ہر ایک متقی ہے اور اگر اسی کلمہ کو اضافت کے ساتھ پڑھا جائے یعنی کل کو تقی کی طرف اضافت دی جائے تو اس کلمہ کے معنی ہونگے کہ آل محمد ہر شخص متقی کا نام ہے اس طرح کا معنی کرنے سے دو مقصد کا احتمال ہوتا ہے ۔

(۱) اگر پہلے معنیٰ کو لیا جائے تو اس کا مقصد یہ ہوگا کہ غیر متقی حضرات اولیا آئمہ طاہرین آل محمدؐ سے صلوات اور تسلیمات سے خارج ہوجائیں گے یا اس کے مثل (خصوصیات) سے خارج ہوجائیں گے

(۲) اور اگر دوسرے معنیٰ کو لیا جائے تو اس کا مطلب یہ ہوگا کہ وہ متقی حضرات جو آلِ رسول نہیں ہیں وہ تنزیلی اعتبار سے داخل ہوجائیں گے جس کی مثال کے لئے پیغمبر اسلام صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فرمان ۔

(سلمان منا اھل البیت) سلمان ہم اہل بیت سے ہیں

یا آپ کا ارشاد ابی ذر کے لئے

(یا اباذر انت منا اھل البیت) اے ابوذر تم ہم اہل بیتؑ سے ہو)

یا اسی کے مثل دیگر ارشادگرامی ۔

لیکن ظاہر ترین پہلے والے معنی ہیں

(مؤلف)

(۴)

وَ قَاتِلُوهُمْ حَتّٰى لَا تَكُونَ فِتْنَةٌ وَيَكُونَ الدِّينُ كُلُّهُ لِلّٰهِ

انفال / ۳۹ /

ترجمہ :- اور (اے مسلمانوں) تم ان (کافروں) سے لڑتے جاؤ تا اینکہ فساد (عقیدہ شرک) باقی نہ رہے اور دین سب کا سب (خالص اللہ کا ہوجائے ۔

حافظ القندوزی (الحنفی) محمد بن مسلم سے روایت کرتے ہیں محمد بن مسلم کہتے ہیں کہ میں نے باقرؑ سے عرض کی اس قول خداوند عالم کی (و قاتلوھم حتی لاتکون فتنة و یکون الدین کله لله) کیا تاویل ہے ؟ امام باقرؑ نے فرمایا کہ (ابھی تک) اس آیت کی تاویل نہیں آئی لہذا جس وقت اس آیت کی تاویل آئیگی مشرکین سے قتال کیا جائیگا یہانتک کہ سب کے سب خداوند عالم کو یکتا تسلیم کرلیں اور یہانتک کہ شرک (کلی اعتبار سے) ختم ہوجائے اور یہ اسی وقت ہوگا جب ہمارے قائم ظہور کریں گے ۔ ۹

یہ آیت کریمہ کے تاویلی معنیٰ ہیں جیسا کہ حدیث میں صراحت کی گئی ہے اس معنیٰ کا تنزیلی اعتبار سے زمانہ رسول اکرمؐ کے مشرکین کو شامل ہونے میں کسی قسم کی منافات نہیں ہے ۔ جس طرح بار ہا سابقاً گذر چکا ہے ۔

۹ ینابیع المودة ص۵۰۸

۵

وَاعْلَمُوْا اِنَّمَا غَنِمْتُمْ مِنْ شَیْءٍ فَاَنَّ
لِلّٰهِ خُمُسَهٗ وَلِلرَّسُوْلِ وَلِذِی الْقُرْبٰی
والیتمٰی والمسٰکین وَابْنِ السَّبِیْلِ / انفال/ ۴۱

ترجمہ :- اور جان لو کہ تم جو کوئی مال بھی حاصل کرو اس کا پانچواں حصہ اللہ کا اور اس کے رسول کا اور (رسول کے) قرابتداروں اور یتیموں اور مسکینوں اور مسافروں کا (حق) ہے

حافظ الحکانی (الحنفی) روایت کرتے ہیں کہ ہمیں ابوعبداللہ الشیرازی نے (اسناد مذکورہ) کے ذریعہ علی بن ابی طالب سے قول خداوند عالم (واعلموا انما غنمتم من شیء الخ) کے متعلق روایت بیان کی ہے آپ نے فرمایا کہ (خمس) ہمارے لئے خاص ہے اور ہمارے لئے صدقہ قرار نہیں دیا گیا۔ (چنانچہ) اس طرح خداوند عالم نے اپنے نبیؐ اور اس کی آل کو مکرم کیا اور ہم (اہل بیتؑ) کو مسلمانوں کے ہاتھوں کے میل کچیل سے دور رکھا۔ [۱۰]

---

۱۰ شواہد التنزیل جلد (۱) صـ ۲۱۸ ـ صـ ۲۲۱

اور اسی طرح ابوعبداللہ الشیرازی روایت کرتے ہیں کہ ہم سے ابراہیم بن اسحاق نے اسناد مذکورہ کے ذریعہ مجاہد سے قول خدا (وَلِذِی القربیٰ) کے بارے میں روایت کی کہ۔

(هُمْ اَقَارِبُ النبیؐ (ص) الذین لَمْ یَحِلَّ لَهُمُ الصَّدَقَةُ)

یعنی ذی القربیٰ سے مراد نبیؐ کے قریبی اعزہ (یعنی اہلبیتؑ ہیں) جن پر صدقہ حرام ہے۔

اسی طرح حافظ الحکانی (الحنفی) روایت کرتے ہیں کہ ہم سے یوسف نے (اسناد مذکورہ کے ذریعہ) مجاہد سے روایت کی ہے مجاہد کہتے ہیں پیغمبر اسلام اور ان کے اہل بیت پر صدقہ حرام ہے چنانچہ (خداوند عالم) نے اہلبیتؑ کے لئے خمس قرار دیا ہے۔ [۱۲]

امام غزالی کہتے ہیں۔ (قال صلی اللہ علیہ والہ وسلّم)

لاتحل الصدقة لِآل محمد انما ھی اوساخ الناس) [۱۳]

پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا آل محمدؐ پر صدقہ حرام ہے اس لئے کہ صدقہ لوگوں کا میل کچیل ہے۔

آیہ خمس :- کو علامہ محمد جمال الدین قاسمی نے اپنی تفسیر میں ذکر کرتے ہوئے کہا کہ تمام علماء کا اس بات پر اجماع ہے کہ (ذوی القربیٰ) سے مراد

---

۱۲ شواہد التنزیل جلد (۱) صـ ۲۲۱

۱۳ احیاء علوم الدین جلد (۳) صـ ۲۱

رسول اللہ صلے اللہ علیہ والہ وسلم کے قرابت دار ہیں۔ ۱۴ھ

اور امام الشیخ طاہر بن عاشور نے اپنی تفسیر (التحریر والتنویر) میں اس طرح تحریر کیا ہے کہ (ذوی القربیٰ) قربیٰ میں لفظ (آل) مضاف الیہ کا عوض ہے اور اس سے مراد رسول اسلام کی ذات گرامی ہے جو اس سے قبل مذکور ہے اس طرح اس کے معنیٰ ہوئے رسول کے قرابت دار۔ اور یہ اللہ کی جانب سے رسول اللہ کے لئے اکرام ہے جب اللہ نے رسول اللہ کے قرابت داروں کے لئے اپنے مال میں حق قرار دیا تو اہل بیت علیہم السلام پر صدقات اور زکوۃ کو حرام قرار دیا۔ لہذا کوئی قباحت نہیں ہے کہ ان کو مال غنیمت میں سے اللہ کا حصہ ملے اسی وجہ سے خمس میں اہلبیت علیہم السلام کا حق قرابتدار (رسول) ہونے کی وجہ سے ثابت ہے۔ ۱۵ھ

السید محمد رشید رضا اپنی تفسیر میں موجودہ آیت کو ذکر کرتے ہوئے کہتے ہیں (ولذوی القربیٰ) اس لئے کہ ذوی القربیٰ الرسولؐ اسلام کے لئے عام لوگوں کے مقابلے میں صاحب عزت و شرف ہیں چنانچہ اہل بیتؑ میں حمیت دین اور حمیّت شبیہ (یعنی نسبت رسولؐ) باہم جمع ہوگئیں ہیں لہذا اہل بیت علیہم السلام کے لئے کوئی فخر کی بات نہیں ہے مگر دین محمد صلے اللہ

۱۴ھ تفسیر القاسمی جلد (۸) ص ۳۰۰

۱۵ھ تفسیر التحریر والتنویر جلد (۱۰) ص ۹

علیہ والہ وسلم کی بلندی و برتری کے ساتھ اور اسی میں اہل بیتؑ کی برتری ہے اور اسی میں ملّت کی بھی مصلحت ہے اور جب عالموں اور قاریوں کی عزت و توقیر ملت کے سبب ہوگی تو ذوی القربیٰ (اہل بیت رسول) ان سے یقیناً افضل ہیں۔ پھر اس طرح کہتے ہیں کہ امام زین العابدینؑ اپنے پدر بزرگوار سے روایت کرتے ہیں؛ امام حسینؑ نے فرمایا۔

ان الخمس لنا فقیل له: ان الله یقول (والیتامیٰ والمساکین وابن السبیل) فقال یتامنا و مساکیننا وابناء سبیلنا ۱۶ھ

یقیناً خمس ہمارا حق ہے امامؑ سے پوچھا گیا کہ خداوند عالم نے یتامیٰ مساکین۔ ابن سبیل۔ کا تذکرہ فرمایا ہے۔ کیا مراد ہے۔

امامؑ نے فرمایا۔

اس سے مراد ہمارے یتیم و مساکین و ابناء السبیل ہیں

امام (حنابلہ) احمد بن حنبل اپنی مسند میں بیان کرتے ہیں کہ نجدۃ الحروری نے ابن عبّاس سے سہم ذوی القربیٰ کے بارے میں سوال کیا ابن عباس نے کہا یہ ہم قرابت داران رسول اللہ کے لئے ہے جس کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے اپنے اہل بیتؑ پر تقسیم فرمایا ہے۔

۱۶ھ تفسیر المنار جلد (۱۰) ص ۱۴ - ص ۱۵

اور زمخشری نے بھی اسی آیہ کریمہ کی تفسیر ابن عباس سے کی ہے ۔
ابن عباس کہتے ہیں خُمس کے چھ حصّے ہیں ۔
اللہ کے لئے اور اس کے
رسول کے لئے دو حصّے اور ایک حصّہ
رسول اللہ کے قرابتداروں کا)
یہاں تک کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلّم کا وصال
ہوا ۔ [۱۸]

---

۱۸ تفسیر الکشاف / سورۃ الانفال / آیۂ خمس ۔

سورۂ توبہ

اس میں پانچ آیتیں ہیں

۱ :- اَمْ حَسِبْتُمْ اَنْ تُتْرَكُوْا وَلَمَّا يَعْلَمِ اللّٰهُ
الَّذِيْنَ جَاهَدُوْا / ۱۶

۲ :- هُوَالَّذِىْ اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ بِالْهُدٰى
وَدِيْنِ الْحَقِّ / ۳۳

۳ :- اِنَّ عِدَّةَ الشُّهُوْرِ عِنْدَ اللّٰهِ اثْنَا
عَشَرَ شَهْرًا وَقَاتِلُوا الْمُشْرِكِيْنَ
كَافَّةً كَمَا يقاتلونكم كافةً / ۳۶

۴ :- وَالسَّابِقُوْنَ الاولون / ۱۰۰

۵ :- يَاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا اتَّقُوا اللّٰهَ وَكُوْنُوْا
مَعَ الصَّادِقِيْنَ / ۱۱۹

۱

ام حسبتم ان تترکوا ولما یعلم اللہ
الذین جاھدوا منکم ولم یتخذوا
من دون اللہ ولا رسولہ ولا المؤمنین
ولیجۃً واللہ خبیرٌ بما یعملون /التوبہ/ ۱۶

ترجمہ:- کیا تم یہ گمان کر رہے ہو کہ تم یونہی چھوڑ دیے جاؤ گے حالانکہ (ابھی تک) اللہ ایسے لوگوں کو نہیں جانتا جنھوں نے تم میں سے (خلوص دل کے ساتھ) جہاد کیا ہو اور جنھوں نے اللہ اور (اس کے) رسول اور ایمان والوں کے سوا کسی کو خصوصیت کے اپنا خفیہ راز دار نہ بنایا ہو اور خدا جو کچھ تم کرتے ہو اس سے بخوبی واقف ہے۔

علامہ بحرانی نے فقیہ (الشافعی) ابراہیم بن محمد الحموینی سے (اسناد مذکورہ کے ذریعہ) سلیم بن قیس الہلالی سے روایت کی ہے سلیم بن قیس الہلالی کہتے ہیں کہ میں نے خلافت عثمان کے زمانے میں علیؑ کو مسجدِ رسول صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم میں بیٹھے دیکھا اور ایک جماعت کو جو کہ علم اور فقہ کے بارے میں باتیں کر رہی تھیں چنانچہ قریش نے اپنے فضل و اسلام میں سبقت کرنے اور ہجرت

کرنے کی بات کی اور ان فضائل کا تذکرہ کیا جو پیغمبر اسلام نے ان کے فضائل کے بارے میں فرمایا تھا اس گروہ میں دو سو سے زائد افراد تھے جن میں سعد بن وقاص، و عبدالرحمٰن بن عوف، طلحہ، زبیر، عمار، مقداد، ابوذر، ہاشم، عتبہ ابن عمر، الحسن و الحسین، ابن عباس، محمد بن ابی بکر، عبداللہ بن جعفر (اور انصار میں سے) ابی ابن کعب، زید بن ثابت، ابوایوب انصاری، ابوالہیثم بن التیہان محمد بن سلمہ، قیس بن سعد بن عبادہ، جابر بن عبداللہ، انس بن مالک، زید بن الارقم، عبداللہ بن ابی اوفیٰ، ابو یعلی اور اس کے ہمراہ اس کا بیٹا عبدالرحمن اور اس کے پہلو میں ایک خوبصورت جوان بیٹھا ہوا تھا۔ (راوی کہتا ہے) اسی مجمع میں علی کھڑے ہوتے اور بولے خداوند عالم تم سب کو ہدایت دے کیا تم جانتے ہو کہ جب یہ آیت۔

(اولم یتخذوا من دون اللہ ولا رسولہ
ولا المومنین ولیجۃً)

نازل ہوتی ہے تو لوگوں نے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یہ آیت بعض مومنین کے لئے خاص ہے یا سب کے لئے عام ہے،

پس خداوند عالم نے اپنے نبیؐ کو حکم دیا کہ وہ لوگوں کے امور کے والیوں کو پہچنوائیں اور ان کے لئے ولایت کی تفسیر فرمائیں ____ اور خدا کے رسول نے مجھے لوگوں کے لئے غدیر خم میں مقرر کیا پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خطبہ ارشاد فرمایا

اے لوگوں یقیناً اللہ نے مجھے بھیجا ہے اور میں گمان کرتا ہوں کہ لوگ مجھے جھٹلائیں گے ـــــــــــ اس کے بعد پیغمبر اسلامؐ نے نماز کے لئے بلایا پھر خطبے میں ارشاد فرمایا: اے لوگو آیا تم جانتے ہو کہ یقیناً خداوند عالم میرا مولا ہے اور میں مومنین کا مولا ہوں اور میں مومنین کی جانوں پر ان سے زیادہ حق تصرف رکھتا ہوں؟

تمام لوگوں نے کہا بیشک ایسا ہی ہے۔ پیغمبر اسلامؐ نے فرمایا اے علیؑ تم کھڑے ہو جاؤ (علی کہتے ہیں) میں کھڑا ہوا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔

(من کنت مولاہ فھذا علی مولاہ اللھم وال من والاہ وعاد من عاداہ)

جس کا میں مولا ہوں اس کے یہ علی مولا ہیں پروردگار جو علی کو دوست رکھے تو بھی اس کو دوست رکھ اور جو علی کو دشمن رکھے تو بھی اس کو دشمن رکھ۔

پس سلمان کھڑے ہو کر بولے یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کس طرح کی ولایت ہے؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا میری ولایت اور میری محبت کی طرح، جس کے نفس پر میں صاحب اختیار ہوں پس علی بھی اس کے نفس پر صاحب اختیار ہیں۔ چنانچہ خداوند عالم نے آیت نازل فرمائی۔

الیوم اکملت لکم دینکم۔ واتممت علیکم نعمتی و

رضیت لکم الاسلام دینا)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تکبیر کہی اللہ اکبر میری نبوت اور دین خدا کی تکمیل اور میرے بعد علی کی ولایت ہے۔

ابوبکر و عمر نے کھڑے ہو کر کہا: اے خدا کے رسولؐ یہ آیات علیؑ کی ذات سے مخصوص ہیں؟

پیغمبر اسلامؐ نے فرمایا (یہ آیت) علیؑ کے اور میرے اوصیاء جو قیامت تک ہوں گے ان کے لئے مخصوص ہے۔

عمر و ابوبکر نے کہا۔ یا رسول اللہؐ ہمارے لئے بیان فرمائیں۔

پیغمبر اسلامؐ نے فرمایا: علی میرے بھائیؑ اور وزیر۔ میرے وارث اور وصی ہیں اور میری امت میں میرے خلیفہ ہیں اور میرے بعد تمام مومنین کے ولی ہیں۔ پھر میرا فرزند حسن۔ پھر حسین۔ پھر نو حسینؑ کی اولاد سے ایک کے بعد ایک ہوتا رہے گا۔ قرآن ان کے ساتھ ہے اور یہ بھی قرآن سے ہیں نہ تو (میرے اوصیاء) قرآن کو چھوڑیں گے اور نہ ہی قرآن (میرے اوصیاء) کو چھوڑیگا یہاں تک کہ دونوں میرے پاس حوض کوثر پر وارد ہوں گے۔

چنانچہ مجمع کے تمام لوگوں نے کہا یقیناً ہم نے اسی طرح سنا اور اسی طرح دیکھا جیسا کہ آپ نے بیان فرمایا۔

مجمع کے بعض لوگوں نے کہا جیسا آپ نے فرمایا ہمیں اس کا کچھ حصہ یاد ہے اور جن لوگوں نے تمام کو یاد رکھا وہ ہم سے بہتر ہیں۔

علیؑ نے فرمایا تم نے صحیح کہا تمام لوگ یاد رکھنے میں برابر نہیں ہوتے ہیں جس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اس بیان کو یاد رکھا خدا اس کی ہدایت فرماتا ہے؟

چنانچہ زید بن الارقم والبراء بن عازب، وسلمان، وابوذر و مقداد کھڑے ہو کر کہنے لگے؛ ہم گواہی دیتے ہیں کہ یقیناً ہمیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا (اس وقت) کا فرمان یاد ہے جب کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم منبر پر کھڑے ہوئے تھے اور آپ ہمارے پہلو میں تھے اور فرما رہے تھے، اے لوگو خداوند عالم نے مجھے حکم فرمایا ہے کہ میں تمہارے لئے تمہارا امام اور قائم معین کردوں جو میرے بعد ہوں گے۔ میرے جانشین اور میرے خلیفہ ہوں گے۔ اس پروردگار کی قسم جس نے مومنین پر اپنی کتاب میں اپنی اطاعت واجب قرار دی اور اپنی اطاعت کے ساتھ میری اطاعت کو متصل کیا اور تم کو اپنی ولایت کا حکم دیا اور میں نے اہل نفاق کے طعنوں کے خوف سے اپنے پروردگار کی طرف مراجعہ کیا۔

اے لوگو! بیشک اللہ نے تمہیں اپنی کتاب میں نماز کا حکم دیا یقیناً میں نے تمہارے لئے بیان کر دیا۔ زکوٰۃ کا اور روزے کا اور حج کا حکم دیا میں نے تمہارے لئے بیان کر دیا اور تفسیر بھی کر دی اور (خدا) نے تم کو ولایت کا حکم دیا اور میں تم کو گواہ کر کے کہتا ہوں یہ ولایت اس (علی) کیلئے مخصوص ہے یہ کہکر علی علیہ السلام کے سر پر ہاتھ رکھا۔

۲

أُولَٰئِكَ حَبِطَتْ أَعْمَالُهُمْ وَفِي النَّارِ هُمْ خَالِدُونَ /التوبہ/ ۱۷

ترجمہ:۔ (مشرکین) وہ لوگ ہیں جن کے تمام اعمال اکارت ہیں اور یہ لوگ ہمیشہ جہنم میں رہنے والے ہیں۔

حافظ ابوجعفر محمد بن جریر طبری المتوفی ۳۱۰ھ اسناد مذکورہ کے ذریعہ زید بن ارقم سے روایت کرتے ہیں۔

زید بن ارقم کہتے ہیں جب پیغمبر اسلام حجۃ الوداع کی واپسی پر غدیر خم پہونچے ظہر کا وقت تھا اور گرمی شدید تھی چنانچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سائبان کا حکم فرمایا لہذا سایہ درست کیا گیا پھر آپ نے نماز جماعت کا حکم فرمایا چنانچہ ہم سب کے سب جمع ہوئے تو آپ نے ایک عظیم الشان خطبہ ارشاد فرمایا زید بن ارقم کہتے ہیں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ (اللهم انك انزلت عند تبييني ذالك في علي (اليوم اكملت لكم دينكم)

اے پروردگا تو نے علی کی امامت کے بارے میں (الیوم اکملت

ارشاد فرمایا ہے پس جو شخص اس (حکم) کو (ولایت علی) اور جو میری اولاد میں سے علیؑ کی صلب سے ہوں گے کے ذریعہ پورا نہ کرے۔ (زید کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اتنی بات فرما کر) قرآن کی اس آیت کی تلاوت قال تعالیٰ۔ اولٰئکَ حبِطَت اعمالُھُم و فی النار ھم خالدُون) فرمائی

فرمائی اور ارشاد فرمایا یقیناً ابلیس کو جنت سے آدمؑ کے ساتھ حسد کرنے کے سبب نکالا گیا لہذا تم بھی حسد نہ کرو ورنہ تمہارے اعمال برباد ہو جائیں گے اور تمہارے قدم پھسل جائیں گے۔ [19]

---

[19] کتاب (ماذا فی التاریخ جلد ۳ ص۱۴۶ - ص۱۴۷

۳

یریدون ان یطفئوا نور اللہ بِافوَاھِھِم وَیأبیَ اللہ اِلَّا ان یُتمَّ نورہ ولو کرہ الکافِرُونَ۔ التوبہ/۳۲/

ترجمہ:۔ یہ یہ چاہتے ہیں کہ خدا کے نور کو اپنے منھ سے بجھا دیں حالانکہ خدا کو بجز اس کے اور کچھ منظور نہیں کہ وہ اپنے نور اسلام کو حد کمال تک پہونچا دے چاہے کافر ناخوش ہی کیوں نہ ہوں۔

حنفی عالم حافظ سلیمان القندوزی اپنی کتاب ینابیع المودہ میں (شافعی فقیہ) الحموینی کی سند کے ذریعہ سلیم بن قیس ہلالی سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے خلافت عثمان کے زمانے میں علیؑ کو مسجد مدینہ میں بیٹھے ہوتے دیکھا وہاں پر مہاجرین وانصار کی جماعت اپنے اپنے فضائل کا تذکرہ کر رہی تھی اور علیؑ خاموش تھے۔ تو ان لوگوں نے علیؑ سے کہا کہ آپ بھی کچھ بولیے: آپ نے فرمایا اے گروہ قریش وانصار میں تم سے سوال کرتا ہوں کہ یہ فضیلت تم کو کس نے عطا کی آیا تم نے خود حاصل کی یا کسی غیر نے دی ہے؟

جماعت قریش وانصاری بولی کہ ہمیں یہ فضل خداوند عالم نے عطا

کیا اور محمد صلے اللہ علیہ والہ وسلم نے ہمارے اوپر احسان کیا پھر فرمایا! کیا تم جانتے ہو کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا ہے کہ میں اور میرے اہلبیتؑ آدمؑ کے خلق ہونے سے چودہ ہزار سال قبل خدا کے سامنے نور کی شکل میں موجود تھے۔ پس خداوند عالم نے آدمؑ کو خلق فرمایا تو اس (ہمارے) نور کو ان کی صلب میں قرار دیا اور اس کو زمین کی طرف نازل کیا۔ پھر ان نور کو صلب نوح علیہ السلام) میں سفینہ تک پہونچایا پھر اس نور کو جب کہ یہ ابراہیم علیہ السلام کی صلب میں تھا آگ میں ڈالا گیا پھر خداوند عالم ہمیں اصلاب کریمہ سے پاک ارحام تک منتقل کرتا رہا۔ اور ہم میں سے کوئی ایک بھی خون ریزی کرنے والا نہیں تھا۔

(علیؑ کا یہ کلام سن کر) سابقین واولین نے اور اہل بدر و اُحد نے کہا یقینا ہم نے یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کا فرمان سنا ہے[20] الخ

---

[20] ینابیع المودة ص ۱۱۴

۴

هو الذی ارسل رسوله بالهدی
ودین الحق لیظهره علی الدین کله
ولو کره المشرکون / التوبہ / ۳۳

ترجمہ :- وہ خدا وہی ہے جس نے اپنے رسول (محمد) کو ہدایت کا جملہ سازوسامان اور سچا دین دے کر بھیجا ہے تاکہ وہ اس کو تمام (بقیہ) دینوں پر غالب کر دے چاہے مشرکین اس سے ناخوش ہی کیوں ہوں۔

حافظ القندوزی (الحنفی) جعفر الصادق علیہ السلام سے خداوند عالم کے اس قول۔ هُوَ الَّذِیْ اَرْسَلَ رَسُوْلَهُ بِالْهُدٰی
وَدِیْنِ الْحَقِّ لِیُظْهِرَهُ عَلَی الدِّیْنِ کُلِّهِ
وَلَوْ کَرِهَ الْمُشْرِکُوْنَ)۔ کی روایت کرتے ہیں۔

امام علیہ السلام نے فرمایا۔ خدا کی قسم (خدا کے اس قول) کی تاویل اس وقت تک پوری نہیں ہو گی جب تک کہ قائم المهدی علیہ السلام ظہور نہ فرمائیں پس جب قائمؑ ظہور فرمائیں گے تو کوئی مشرک نہ بچے گا جس کو آپ کا ظہور

فرماناگرانؑ گذرے اور کوئی کافر ایسا نہ بچے گا کہ جس کو قتل نہ کیا جائے یہاں تک کہ اگر کوئی کافر شکم پتھر میں بھی چھپا ہوگا تو پتھر آواز دے گا کہ اے مومن میرے شکم میں کافر موجود ہے مجھے توڑ کر اس کو قتل کر دے۔ [21]

(امام صادقؑ کا (لا یبقی کافر الا قتل) کوئی کافر قتل ہوئے بغیر نہ رہ سکیگا۔ یہ فرمانا اس سے مراد ایسا کافر ہے جو کہ حق کے ظاہر ہونیکے بعد بھی اپنے کفر پر مصر ہوگا اور آپکا (فی بطن کافر فاکسرنی و اقتلہ) فرمانا (یعنی ظہور امام کے وقت پتھر کا یہ کہنا کہ میرے اندر کافر موجود ہے مجھے توڑ کر اس کافر کو قتل کر دے) یہ تعجب خیز بات نہیں ہے اس لئے کہ خدا کی ہمہ گیر قدرت پر ایمان لانیکے بعد اور اس بات پر ایمان لانیکے بعد کہ امام مہدیؑ زمین پر خدا کے مقرر کردہ امام ہیں تو اب کون سا مانع ہے کہ خداوند عالم امام مہدیؑ کو ایسے معجزات عطا فرمائے۔

اس میں کیا مانع ہے کہ خداوند عالم ان معجزات کے ذریعے مہدیؑ کے دین کو تمام ادیان پر نمایاں کر دے کیا زمانہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دست مبارک پر کنکری نے کلام نہیں کیا؟ (یقیناً یہ بات ثابت ہے) تو یقیناً پتھر نواسہ رسول صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دین کی تجدید کرنے والے امام مہدی علیہ السلام کے زمانے میں ضرور کلام کرے گا ۔ (المولفؒ)

---

[21] ینابیع المودۃ ص ۵۰۸

آیۃ مذکورہ (ھو الذی ارسل الخ) بنصہ مکرر۔ بیان ہوئی ہے سورۂ توبہ (والصف) میں اور ہم نے بھی اس کو مکرر بیان کیا ہے اس لئے کہ یہ دو جگہوں پر مستقل دو آیتیں ہیں نہ کہ ایک آیت۔

۵

ان عدۃ الشھور عند اللہ اثنا عشر شھراً فی کتاب اللہ یوم خلق السمٰوٰت والارض / توبہ ۳۶

ترجمہ:- یقیناً مہینوں کا شمار خدا کے نزدیک جس دن سے اس نے آسمانوں کو اور زمین کو پیدا کیا ہے بارہ (قمری) مہینے ہیں۔

علامہ بحرانی ابی الحسن الفقیہ محمد بن علی بن شاذان مناقب المائۃ میں اہل سنّت کے طریق سے حذف اسناد کر کے ابن عباس سے روایت کرتے ہیں۔ ابن عباس کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا۔

قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔
معاشر الناس من سرہ یقتدی بی فعلیہ ان یتوالی ولایۃ علی بن ابی طالب والائمۃ من ذریتی فانھم خزان علمی،
فقام جابر بن عبد اللہ الانصاری فقال یا رسول اللہ ما عدۃ الائمۃ ؟

قالؑ یاجابر سألتنی۔ رحمك الله۔ عن
الاسلام باجمعه عدتهم عدة الشهور
وهو (عند اللهِ اثنا عَشَرَ شهراً فی
کتاب الله یوم خلق السّمٰوٰت والارض)۔ الحدیث[22]

پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اے گروہ مردم جس کو میری اقتدا پسند ہو تو اس پر واجب ہے کہ علی کی ولایت کو دوست رکھے اور میری اولاد سے ہونے والے آئمہ کی اس لئے کہ یہ میرے علم کے خزینہ دار ہیں۔ (یہ سنکر) جابر بن عبداللہ انصاری کھڑے ہو کر کہنے لگے یا رسول اللہ آپ کے آئمہ کی تعداد کتنی ہے آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اے جابر خدا تم پر رحم کرے تم نے مجھ سے تمام دین کے بارے میں سوال کیا ہے میری اولاد سے ہونے والے آئمہ کی تعداد (قمری) مہینوں کے برابر ہے اور وہ (اللہ کے نزدیک اس کی کتاب میں جیسے اس نے آسمانوں اور زمین کو خلق فرمایا۔ بارہ مہینے ہیں۔

۲۲ غایۃ المرام صـ۲۴۴

۶

وَقَاتِلُوا الْمُشْرِكِينَ كَافَّةً كَمَا يُقَاتِلُونَكُمْ كَافَّةً

/توبہ/۳۶/

ترجمہ:- اور جس طرح مشرک لوگ سب اکٹھے ہو کر تم سے لڑتے ہیں اسی طرح تم سب اکٹھے ہو کر ان سے لڑو۔

حافظ القندوزی (الحنفی) امام باقر علیہ السلام سے خداوند عالم کے اس فرمان (وقاتلوا المشرکین کافۃً کمایقاتلونکم کافۃً) کے بارے میں روایت کرتے ہیں کہ امام علیہ السلام نے جواب میں فرمایا

(حتی لایکون شرک ویکون الدین کله للهِ)

یعنی مشرکوں سے یہاں تک لڑو کہ شرک ختم ہو جائے اور تمام دین اللہ کا ہو جائے۔
یعنی تمام دنیا میں خدا کے دین کا ڈنکا بجے)

امامؑ نے فرمایا اس آیت کی تاویل اس وقت تک پوری نہیں ہوگی جب تک کہ ہمارے بعد ہمارا قائم ظہور نہ کرے جو شخص ظہور قائم کو پائے گا اس کی تاویل دیکھے گا۔

دین محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم ہر اس جگہ تک پہونچ جائے گا

جہاں جہاں رات اور دن نمودار ہوتے ہیں۔ تاکہ روئے زمین پر شرک باقی نہ رہے۔ اور اسی کا ذکر خداوند عالم نے فرمایا ہے۔ [۲۳]

[۲۳] ینابیع المودہ ص۵۰

۷

والسابقون الاوّلون من المهاجرين و الانصار والذين اتبعوهم باحسانٍ رضى الله عنهم ورضُوا عنه واعدّ لهم جنّٰتٍ تجرى من تحتها الانهار خٰلدين فيها ابداً ذالك الفوزُ العظيم۔ /توبہ/۱۰۰/

ترجمہ:۔ اور مہاجرین وانصار میں سے ایمان کی طرف سب سے پہلے پیش قدمی کرنے والے نیز وہ جو نیکی (ایمان لانے میں) انکے پیرو کار ہیں ان (کے عمل) سے خدا خوش اور خدا (کی جزا) سے وہ خوش ہیں اور ان کے لئے خدا نے ایسی جنتیں مہیا کر رکھی ہیں جن کے (درختوں کے) نیچے نہریں جاری ہیں اور ان میں وہ ہمیشہ ہمیشہ رہیں گے۔

علامہ بحرانی عالم شافعی ابراہیم بن محمد الحموینی سے (اسناد مذکورہ کے ذریعہ) سلیم بن قیس ہلالی سے امیر المومنین علی بن ابی طالب علیہ السلام کی طولانی حدیث روایت کرتے ہیں جس میں امیر المومنینؑ نے اپنے بعض فضائل

کا تذکرہ مہاجرین وانصار کے ایک بڑے مجمع کے درمیان فرمایا اور جو کچھ آپ نے اپنے فضائل سے فرمایا اس پر لوگوں کو قسم دلا کر اقرار لیا۔ یہاں تک آپ نے مجمع سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا میں تمھیں خدا کی قسم دیتا ہوں ایا تم جانتے ہو کہ خداوند عالم نے اپنی کتاب میں سابق کو مسبوق پر فضیلت عطا کی اور مجھ پر خدا اور اس کے رسول کے بارے میں آئمہ میں سے کسی ایک امام نے بھی سبقت نہیں؟

تمام لوگوں نے کہا ہم خدا کو گواہ کر کے کہتے ہیں آپ نے صحیح فرمایا پھر آپ نے فرمایا میں تم کو خدا کی قسم دیتا ہوں جب یہ آیت نازل ہوئی۔

(والسابقون الاولون من المهاجرين والانصار)

« والسابقون - السابقون والسابقون اولئك المقربون»

تو اس کے بارے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سوال کیا گیا تو آپ نے ارشاد فرمایا۔ (انزلها الله - تعالیٰ ذكره فی الانبياء واوصيائهم، وانا افضل انبياء الله ورسله وعلی بن ابی طالب وصيی افضل الاوصياء؟

ترجمہ:۔ خداوند عالم نے اس آیت کو انبیاء اور ان کے اوصیاء کے بارے میں نازل فرمایا ہے اور میں خداوند عالم کے افضل ترین انبیاء اور رسولوں

میں سے ہوں اور علی بن ابی طالب میرے وصی اوصیاء سے افضل ہیں؟

(یہ حدیث سن کر) لوگوں نے کہا خدا کی قسم یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حدیث ہے ۲۴؎

[ظاہراً بلکہ واضح طور سے یہ حدیث اس آیت کو شامل ہے جو کہ انبیاء کے اوصیاء کے بارے میں نازل ہوئی ہے چنانچہ اسی طرح امام حسن ع وامام حسین ع و امام زین العابدین ع وامام محمد باقر ع وامام جعفر الصادق ع وامام موسیٰ الکاظم ع وامام علی رضا ع وامام محمد تقی ع وامام علی نقی وامام حسن عسکری ع وامام المنتظر القائم علیہم السلام) کو بھی شامل ہے۔ اس لئے کہ یہ تمام نصوص کثیرہ ومتفق علیہا (بین السنۃ والشیعہ) کے اعتبار سے پیغمبر ختمی مرتبت کے اوصیاء ہیں)

(مؤلف)

۲۴؎ غایۃ المرام ص ۳۸۵

٨

يا ايها الذين امنوا اتقوا الله وكونوا مع الصادقين

التوبہ/١١٩/

ترجمہ:۔ اے وہ لوگو جو ایمان لاتے ہو خدا سے ڈرو اور سچوں کے ساتھ ہو جاؤ۔

علامہ بحرانی نے ابی شہر آشوب سے اہلسنّت کے طریق سے ابی یوسف یعقوب بن سفیان کی تفسیر سے روایت کی ہے۔ ابی یوسف یعقوب بن سفیان کہتا ہے کہ ہم سے مالک بن انس نافع وابن عمر کے حوالے سے حدیث بیان کی۔

(یا ایها الذین امنوا اتقوا الله وکونوا مع الصادقین)

(امر الله الصحابة ان یخافوا الله۔ ثم قال . فکونوا مع الصادقین) یعنی محمد واهل بیته [٢٥]

ابن عمر کہتا ہے کہ خداوند عالم نے صحابہ کو خوف خدا کا حکم دیا پھر

٢٥ غایۃ المرام ص٢٤٨

فرمایا سچوں کے ساتھ یعنی محمدؐ واہل بیت محمد صلے اللہ علیہ والہ وسلم کے ساتھ ہو جاؤ۔

(اس مذکورہ حدیث کا راوی (نافع) ہے جو کہ شدید ترین دشمنان اہل بیت علیہم السلام میں سے تھا لیکن خداوند عالم نے مختلف مقامات پر اس کی زبان پر حق کا اقرار کروایا۔

چنانچہ روایات سے ثابت ہے کہ نافع بدترین دشمن اہل بیت تھا۔

قال تعالیٰ: لیحق الحق ویبطل الباطل) /انفال/٨

تاکہ حق کو حق اور باطل کو باطل ثابت کرے۔

(حافظ الحکانی ابی ہارون سے ذکر شدہ سند کے ذریعہ روایت کرتے ہیں۔

(ابن ہارون کہتا ہے کہ میں ابن عمر کے ساتھ بیٹھا ہوا تھا کہ اتنے میں نافع بن الازرق آکر کہنے لگا۔ خدا کی قسم میں علیؑ سے عداوت رکھتا ہوں۔

ابی ہارون کہتا ہے میں نے کہا خدا تجھے دشمن رکھے تو ایسے انسان کو دشمن رکھتا ہے جو کہ (اسلام کی جانب سبقت کرنے والوں میں سب سے پہلا ہے دنیا اور اس کی ہر چیز سے بہتر ہے۔ [٢٦]

٢٦ شواہد التنزیل جلد (١) ص٢٠

سورۃ یونس (علیہ السلام)

اور اس میں دو آیتیں ہیں

۱ ۔ فقل انما الغیب للّٰہِ / یونس / ۲۰

۲ ۔ للذین اَحسنُوا الحسنیٰ وزیادۃٌ / ″ / ۲۶

۱

وَیَقُوْلُوْنَ لَوْلَا اُنْزِلَ عَلَیْہِ اٰیَۃٌ مِّنْ
رَّبِّہٖ فَقُلْ اِنَّمَا الْغَیْبُ لِلّٰہِ فَانْتَظِرُوْا
اِنِّیْ مَعَکُمْ مِّنَ الْمُنْتَظِرِیْنَ / یونس / ۲۰

ترجمہ :۔ اور یہ لوگ کہتے ہیں کہ ان پر ان کے پروردگار کی طرف سے کوئی معجزہ کیوں نازل نہیں کیا گیا تو (اے رسول ان سے) تم کہدو کہ غیب کا حال تو صرف خدا ہی جانتا ہے سو اب خدا کے عذاب کے تم بھی منتظر رہو اور میں بھی تمہارے ساتھ منتظر ہوں

حافظ القندوزی الحنفی امام جعفر الصادق علیہ السلام سے (آیت)

ویقولون لولا انزل علیہ ایۃ من ربہ فقل انما الغیب للّٰہ فانتظروا انی معکم من المنتظرین ،

کی اس طرح روایت کی ہے ۔

امام نے فرمایا : اس آیت میں (الغیب) سے مراد حجۃ القائم علیہ السلام ہیں ۔[۱]

---

۱ ۔ ینابیع المودہ ص ۵۰۸

(الغیب) ہر اس غیب کو کہتے ہیں جو کہ حواس خمسہ سے غائب ہو اور اس کے مصادیق بہت زیادہ ہیں، جو کہ منطقی مشکک کی طرح آپس میں فرق رکھتے ہیں۔

چنانچہ اللہ تعالیٰ کی ذات غیب مطلق ہے اس لئے کہ اس کو ہر گز ہر گز اور کبھی نہیں دیکھا جا سکتا ہے

اور وہ علم بھی جس کو لوگ نہیں جانتے ہیں غیب ہی ہے۔ اور حجت القائمؑ کی ذات گرامی بھی اس اعتبار سے کہ لوگ آپ کو نہیں دیکھتے ہیں غیب ہی ہے تو پھر اس آیت کی تاویل میں وجود حجۃ القائم علیہ السلام کا ہونا کیا مضائقہ اور مانع رکھتا ہے؟۔

سُورۃ ھُودؑ (علیہ السلام)

اس میں سات آیتیں ہیں

١:۔ ولئن اخرنا عنهم العذاب الى امةٍ معدودة / سورہ ہود /٨

٢:۔ اولئك الذين خسروا انفسهم / " /٢١

٣:۔ قال لو ان لى بكم قوة او اوى الى رُكنٍ شديد / " /٨٠

٤:۔ بقية الله خير لكم ان كنتم مؤمنين / " /٨٦

٥:۔ يوم يات لا تكلم نفس (الى عطاءً غير مجذوذ) / " /١٠٥/١٠٨

٦:۔ وانا لموفوهم نصيبهم غير منقوص / " /١٠٩

٧:۔ فلولا كان من القرون من قبلكم اولوا بقيةٍ / " /١١٦

۱

ولئن اخرنا عنهم العذاب الی امة معدودة لیقولن ما یحبسه ہود/۸

ترجمہ :- نیز اگر ہم ان کی جانب (آنے) سے عذاب (موعود) کو (مصلحتاً) کچھ معین دنوں تک روکے رکھیں گے تو یہ ضرور (بطور استہزا) یہ کہیں گے کہ اس کو کون سی چیز روک رہی ہے۔

حافظ القندوزی (الحنفی) اس آیت کے بارے میں امام محمد باقرؑ و امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں آپ نے فرمایا (امت معدودہ) سے مراد اصحاب المہدی المنتظرؑ ہیں جو کہ آخری زمانے میں ہوں گے جن کی تعداد تین سو تیرہ ہے اصحاب بدر کے برابر یہ تمام اصحاب القائمؑ ایک لمحے میں اس طرح جمع ہو جائیں گے جس طرح موسم خریف کی بارش اچانک ہوتی ہے۔

۲

وان ا
اولئك الذين خسروا انفسهم ، ہود/۲۱

ترجمہ :- یہی ہیں جنھوں نے اپنے نفسوں کو گھاٹے میں ڈالا۔

حافظ القندوزی (الحنفی) مفضل بن عمر سے روایت کرتے ہیں مفضل بن عمر کہتے ہیں میں نے امام جعفر الصادق علیہ السلام سے کچھ پوچھا یہاں تک کہ میری بات قائم المہدی علیہ السلام کے متعلق ہونے لگی تو اس پر امام جعفر صادق علیہ نے فرمایا کہ امام مہدی کے بارے میں شک کرنیوالے کہیں گے کہ۔

امام کب پیدا ہوتے ؟ اور کس نے آپ کو دیکھا ؟ اور وہ کہاں ہیں؟ اور کب ظہور فرمائیں گے۔ امام صادقؑ نے فرمایا کہ یہ تمام شکوک اللہ کی قضا اور اس کی قدرت میں ہیں (پھر آپ نے اس آیت کی تلاوت فرمائی۔ (اولئك الذين خسروا انفسهم فى الدنيا والاخرة) ؎۳

؎۳ ینابیع المودہ ص ۵۱۴ ،

۳

قَالَ لَوْ اَنَّ لِیْ بِکُمْ قُوَّۃً اَوْ اٰوِیْ اِلٰی رُکْنٍ شَدِیْدٍ

ہود / ۸۰

ترجمہ :- (لوطؑ نے) کہا کہ کاش مجھ میں تمہارے مقابلے کی طاقت (بذات خود) ہوتی یا میں کسی مضبوط رکن (خاندان) کی پناہ میں ہوتا

حافظ القندوزی (الحنفی) نے امام جعفر الصادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جب حضرت لوط علیہ السلام نے اپنی قوم سے کہا (لو ان لی بکم قوۃ او آوی الی رکن شدید) تو اس سے ان کی مراد اس کے علاوہ کچھ نہیں تھی کہ انھوں نے مہدی القائم علیہ السلام کی قوۃ و طاقت اور آپ کے اصحاب کی شجاعت کی تمنا کی تھی اس لئے کہ امام مہدی علیہ السلام کے اصحاب ہی رکن شدید ہیں آپ کے اصحاب میں سے ہر ایک کی طاقت چالیس افراد کے برابر ہوگی اور ان لوگوں کے قلب فولاد سے زیادہ قوی ہوں گے اگر وہ لوہے کے پہاڑ کے نزدیک سے گذریں گے تو وہ ٹکڑے ٹکڑے ہو جائیگا وہ اپنی تلواریں اسوقت تک نہیں روکیں گے جبتک کہ خدا راضی نہ ہو جائے ۔ ؎

؎ ینابیع المودہ ص ۵۰۹

۴

بقیّتُ اللہ خیرٌ لکم ان کنتم مومنین / سورہ ہود / ۸۶

ترجمہ :-

علامہ (شافعی) السید المومن شبلنجی اپنی کتاب (نور الابصار) میں امام جعفر الصادق علیہ السلام کی ایک طولانی حدیث نقل کرتے ہیں جس میں آپ نے فرمایا۔ "جب قائم ظہور کریں گے تو اپنی پشت کو کعبہ سے ٹیک لگائے ہوں گے اور ان کے نزدیک ان کی پیروی کرنے والوں میں سے ۳۱۳ / افراد جمع ہو جائیں گے سب سے پہلے آپ جس آیت کریمہ کی تلاوت فرمائیں گے وہ یہ ہے۔

(بقیّۃ اللہ خیرٌ لکم ان کنتم مومنین)

پھر فرمائیں گے۔

میں بقیۃ اللہ ہوں۔ اور تمہارے اوپر خدا کا خلیفہ اور اسکی حجّت ہوں،

آپ پر جو شخص بھی سلام کرے گا وہ یہ کہے گا۔

السلام علیک یا بقیۃ اللہ فی الارض الخ

ترجمہ :- اے زمین پر بقیۃ خدا آپ پر سلام ہو۔ ۵

" آیت کے موجودہ تاویلی معنیٰ اور تنزیلی معنی جو کہ نبی شعیب کے بارے میں نقل ہوتے ہیں کوئی منافات نہیں ہے۔ اس لئے کہ تاویل اور تنزیل دو علیحدہ علیحدہ چیزیں ہیں اور قرآن کے لئے ظاہر ہے۔ باطن ہے۔ تاویل ہے اور تنزیل ہے چنانچہ آیت کا ظاہر ہونا اور اس کی حقیقی، مراد دوسری چیز ہونا ممکن ہے۔ چنانچہ اس بارے میں متواتر روایات دلالت کرتی ہیں

(مولف)

۵ نورالابصار ص ۱۷۲

۵

يَوۡمَ يَاۡتِ لَا تَكَلَّمُ نَفۡسٌ اِلَّا بِاِذۡنِهٖ
فَمِنۡهُمۡ شَقِىٌّ وَّسَعِيۡدٌ فَاَمَّا الَّذِيۡنَ
شَقُوۡا فَفِى النَّارِ لَهُمۡ فِيۡهَا زَفِيۡرٌ وَّ
شَهِيۡقٌ خٰلِدِيۡنَ فِيۡهَا مَا دَامَتِ
السَّمٰوٰتُ وَالۡاَرۡضُ اِلَّا مَا شَآءَ رَبُّكَ
اِنَّ رَبَّكَ فَعَّالٌ لِّمَا يُرِيۡدُ وَاَمَّا الَّذِيۡنَ
سُعِدُوۡا فَفِى الۡجَنَّةِ خٰلِدِيۡنَ فِيۡهَا مَا
دَامَتِ السَّمٰوٰتُ وَالۡاَرۡضُ اِلَّا مَا شَآءَ
رَبُّكَ عَطَآءً غَيۡرَ مَجۡذُوۡذٍ / سورہ ہود/۱۰۵/۱۰۸

ترجمہ :- جب یہ دن آئے گا تو کوئی شخص خدا کی اجازت کے بغیر بات (بھی) نہ کر سکے گا پھر کچھ لوگ ان میں سے نیک بخت ہوں گے اور کچھ بدبخت سو جو لوگ بدبخت ہوں گے تو وہ جہنم میں ہوں گے اور اسی میں ان کی ہائے وائے اور چیخ و پکار ہوگی اور وہ جب تک آسمان و زمین باقی ہیں اس میں رہیں گے سوائے

اس کے کہ تمہارے پروردگار کو کچھ اور منظور ہو۔ بیشک تمہارا
پروردگار جو چاہتا ہے وہ پورے طور سے کر ڈالتا ہے اور جو لوگ
خوش نصیب ہوں گے وہ جنّت میں ہوں گے اور برابر اس میں
رہیں گے جب تک کہ آسمان و زمین رہیں گے سوائے اس کے
کہ تمہارے پروردگار کو جو کچھ اور (بہتری) منظور ہو (یہ) وہ عطیہ
ہے جو کبھی ختم ہونے والا نہیں)

علامہ بحرانی۔ فقیہ الحنفی موفق بن احمد الخوارزمی سے (اسناد مذکورہ)
کے ذریعہ یزید بن تبیع سے روایت کرتے ہیں۔ یزید بن تبیع کہتے ہیں کہ میں
نے ابوبکر سے سنا ابوبکر نے کہا میں نے پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ والہ وسلم
کو خیمے کے اندر عربی کمان پر ٹیک لگاتے ہوئے دیکھا اور خیمے کے اندر
علی و فاطمہ، والحسن والحسین علیہم السلام موجود تھے پھر پیغمبر اسلام نے
فرمایا۔ یا معاشر المسلمین! انا سلم من سالم
اهل الخیمة۔ وحربٌ لِمَنْ حَارَبَهُمْ وَ
وَلِیٌّ لمن والاهم۔ وَعَدُوٌّ لِمَنْ عَادَاهُمْ
لا یُحِبُّهُمْ اِلَّا سعیدُ الجد طیب المولد،
ولا یبغضهم الا شقی الجد ردی المولد
فقال رجل! یا یزید باللهِ انت سمعت
هذا من ابی بکر؟ قال! ای

ورب الکعبة۔ ۶

ترجمہ:۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا اے لوگو میں اس سے
صلح کروں گا جس نے بھی ان خیمہ والوں سے صلح کی۔ اور اس سے
جنگ کروں گا جس نے ان سے جنگ کی۔ اور اس سے دوستی رکھوں گا
جو ان سے دوستی رکھے گا۔ اور اس کا دشمن ہوں جو ان سے عداوت
رکھے گا ان کو دوست نہیں رکھے گا مگر نیک انسان اور حلال زادہ
ان سے بغض نہیں کرے گا مگر شقی اور حرام زادہ)

۔ (یہ سن کر) ایک شخص یزید بن تبیع سے بولا میں تمہیں خدا کی قسم دیتا
ہوں کہ تم نے ابوبکر سے اس طرح سنا ہے؟

یزید بن تبیع نے کہا ربِّ کعبہ کی قسم میں نے (ابوبکر) سے زمایا یا علی تمہار
اسی طرح سنا۔

۶ غایة المرام ص ۵۸۳

٦

وَ إِنَّا لَمُوَفُّوهُمْ نَصِيبَهُمْ غَيْرَ مَنقُوصٍ [7] / ہود/۱۰۹

ترجمہ :- اور ہم یقیناً (قیامت کے دن) ان کو ان (کے عذاب) کا حصہ پورا پورا بغیر کسی کمی کے پہنچا دیں گے ۔

حاکم الحکانی (الحنفی) روایت کرتے ہیں کہ ہمیں فرات بن ابراہیم نے اسناد مذکورہ کے ذریعہ ابن عباس سے قول خدا۔

(انا لموفوھم نصیبھم غیر منقوص[7]

کے بارے میں خبر دی ابن عباس نے کہا اس سے مراد یہ ہے کہ ہم بنی ہاشم کو ان کی پوری کی پوری حکومت پہونچا دیں گے جس کو اللہ نے ان کے لئے واجب قرار دیا ہے بغیر کسی کمی کے ۔

(یہاں پر سیاق وسباق اور مورد کے اعتبار سے بنی ہاشم سے مقصود اہلبیت علیہم السلام ہیں)

اس میں کوئی منافات نہیں ہے کہ ظاہر آیت میں ضمیر جمع کی بنا پر بنی ہاشم

؎۷ شواہد التنزیل جلد (۱) ص۲۸۳

کی طرف راجع ہو۔ اس لئے کہ پہلی تفسیر ہے اور دوسری تاویل ہے۔ اور باب التفات بلاغت وقرآن میں بہت وسیع ہے (اس لئے کہ بلاغت کی قدرو قیمت تو اس کے جاننے والے حضرات سے پوشیدہ نہیں ہے)

باب توسع کا موضوع حسب ذیل کتب میں موجود ہے

۱ :- کتاب (احکام القرآن) یہ کتاب اپنے وقت کے حنفیوں کے امام ابو بکر احمد بن علی الرازی ہیں (الجصاص) [8]

۲ :- کتاب (الاتقان فی علوم القرآن) یہ کتاب اپنے وقت کے فرقہ شافعی کے امام جلال الدین عبد الرحمن بن ابی بکر (السیوطی[9]) کی ہے اور ان دونوں حضرات کے علاوہ دوسرے بھی موجود ہیں)

(مولف)

؎۸ احکام القرآن جلد ۲ ص۲۸۰ اور اس کے بعد

؎۹ الاتقان جلد ۲ ص۲-۵۸)

۷

فَلَوْلَا كَانَ مِنَ الْقُرُوْنِ مِن قَبْلِكُمْ
اُوْلُوا بَقِيَّةٍ يَنْهَوْنَ عَنِ الْفَسَادِ وَالْاَرْضِ /ہود/۱۱۶/

ترجمہ :- پھر جو امتیں تم میں سے پہلے گذر چکی ہیں ان میں کیوں ایسے نیک اور با فضل لوگ نہیں ہوتے جو زمین میں فساد کرنے سے روکتے

حاکم الحکانی (الحنفی) روایت کرتے ہیں کہ ہمیں ابو القاسم عبد الرحمٰن بن محمد الحسنی نے (اسناد مذکورہ کے ذریعہ) زید بن علی سے خداوند عالم کے اس فرمان ا

فلو كان من القرون من قبلكم اولوا بقيةٍ
ينهون عن الفساد فى الارض،

کے بارے میں خبر دی - زید بن علی نے کہا نزلت هٰذه فينا[1] - یہ آیت ہمارے بارے میں نازل ہوئی ہے -

---

[1] شواہد التنزیل جلد (۱) صـ ۲۸۷

سُورَةُ يُوسُف (عليه السلام)

اس میں دو آیتیں ہیں

۱ :- قُلْ هٰذِهٖ سبيلى اَدْعوا الى اللّٰهِ على بصيرةٍ /۱۰۸/

۲ :- حتى اذا استيئس الرسل /۱۱۰/

۱

قُلْ هٰذِهٖ سَبِيْلِیْ اَدْعُوا اِلَى اللّٰهِ عَلٰى
بَصِيْرَةٍ انا و من اتَّبَعَنِیْ وَ سُبْحٰنَ اللّٰهِ
وَمَا اَنَا مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ   یوسف/۱۰۸/

ترجمہ :- کہہ دو کہ یہ میرا طریقہ ہے کہ میں (لوگوں کو) خدا کی طرف بلاتا ہوں اور میں اور وہ جنہوں نے میری پیروی کی ہے (دونوں مضبوط دلیل پر ہوں) اور خدا کو (ہر عیب سے) پاک سمجھتا ہوں نیز میں مشرکوں میں سے نہیں ہوں۔

حافظ الحاکم الحکانی فرات سے (اسناد مذکورہ کے ذریعہ) سلم الحذا کے واسطے سے، زید بن علیؑ (بن الحسین بن علی بن ابی طالب علیہم السّلام) سے خداوند عالم کی اس آیت۔ (قل هذه سبیلی ادعوا الی الله علی بصیرة انا ومن اتبعنی) کے بارے میں روایت کرتے ہیں زید بن علیؑ فرماتے ہیں کہ ہم اہلبیت میں سے یک بعد دیگرے شخص اس کی طرف دعوت دیتا رہیگا جس کی طرف اس کو دعوت دی گئی ہے۔ [11]

[11] ـ شواہد التنزیل جلد (۱) ص ۲۸۶

(اس سے مراد بارہ امامؑ ہیں جن میں سے یک بعد دیگرے ہوتا رہے گا،)

(مؤلف)

اور اسی طرح کی ایک روایت حافظ الحاکم نے فرات سے (اسناد مذکورہ) کے ذریعہ ابان بن تغلب کے واسطے سے امام جعفرؑ بن محمدؑ علیہما السلام سے روایت کی ہے۔ (ادعوا الی الله علی بصیرة) آپ نے فرمایا۔ ھیی ولایتنا اهل البیت۔ لا ینکره احدٌ الا ضال۔ ولا ینقص علیا الا ضال۔ [12]

ترجمہ :- (اس سے مراد) ہم اہل بیتؑ کی ولایت ہے اس کا کوئی بھی انکار نہیں کرے گا مگر گمراہ۔ اور علیؑ کے حق میں کوئی کوتاہی نہیں کرے گا مگر گمراہ۔

[12] شواہد التنزیل جلد (۱) ص ۲۸۷

۲

حتیٰ اذا اسْتَیْئَسَ الرُّسُلُ وظَنُّوا اَنَّھُمْ قد
کُذِبُوْا جاءَ ھُمْ نَصْرُنا۔ / یوسف / ۱۱۰/

ترجمہ :۔ تا اینکہ جب (وہ پیغمبر (اپنی امت والوں کے ایمان لانے) سے
مایوس ہو گئے اور امت والوں نے یہ گمان کر لیا کہ ان سے جھوٹ
بولا گیا ہے (کہ خدا ان کی مدد کرے گا تو (اس وقت) ہماری
مدد انکے پاس (کفار پر نزول عذاب کی صورت میں) آگئی۔

حافظ القندوزی (الحنفی)، روایت کرتے ہیں کہ امیر المومنین علیؑ (ابن ابی طالب
نے فرمایا) کہ اللہ کی مدد نہیں آئیگی یہانتک کہ لوگوں پر مردار سے زیادہ آسان ہوجاتے
اور یہی قول ہمارے پروردگار عالم کا سورۂ یوسف میں موجود ہے۔
(حتی اذا استیئس الرسل وظنوا انھم قد کذبوا جاءھم
نصرنا) اور یہ جب ہوگا ہمارا قائم المھدی ظہور کرے گا۔ ۱۳ھ
(اس سے مراد عام انبیاؑ کی نصرت کامل اور تمام مرسلین کے اہداف و مقاصد کا محقق ہونا ہے
لیکن یہ چیز کامل اعتبار سے اسی وقت محقق ہوگی جبکہ قائم المہدیؑ کا ظہور ہوگا، اسی وقت
تمام شہروں اور جملہ بندوں پر شریعت الہیہ کی حکومت ہوگی۔) (مولف)

۱۳ھ ینابیع المودہ ص ۵۰۹

سُوْرَۃُ الرَّعْدِ

اس میں تین آیتیں ہیں

۱ :۔ انما اَنْتَ منذرٌ وَلِکُلِّ قَوْمٍ ھادٍ /۷
۲ :۔ الا بذِکْرِ اللہِ تطمئن الْقُلُوْبُ /۲۸
۳ :۔ الذین آمنوا وَعمِلُوا الصّٰلِحٰتِ
طوبیٰ لھم وحُسْنَ مآب /۲۹

١

اِنَّمَا اَنْتَ مُنْذِرٌ وَلِكُلِّ قَوْمٍ هَادٍ / الرعد/ ۷

ترجمہ :- (اے محمدؐ) تم تو صرف ڈرانے والے (ہی) ہو اور ہر قوم کے لئے ہادی ہوتا ہے۔

حافظ الحنفی سلیمان القندوزی (سند مذکورہ کے ذریعہ) امام جعفر الصادق علیہ السلام سے اس کی تفسیر کی روایت کرتے ہیں امامؑ نے فرمایا۔ (کُلُّ امام هادٍ لِکُلِّ قَوْمٍ فِی زَمانِهِم)[۱۴]

یعنی ہر امام اپنے زمانے کی ہر قوم کا ہادی ہوتا ہے۔

پھر آپ نے فرمایا۔ (اما واللهِ مازالت فینا الی الساعة)[۱۵]

یعنی۔ خدا کی قسم یہ ہدایت کا سلسلہ ہم اہل بیتؑ میں قیامت تک باقی رہیگا۔

[اس مقام پر امام کے زمانے کا مقصد ہے کہ لوگوں کو ہدایت کرنیکا یہ سلسلہ ہم آئمہ اہل بیتؑ میں قیامت تک باقی رہے گا۔ اس لئے کہ امام کے وجود سے زمین خالی نہیں رہ سکتی]۔ (مؤلف)

[۱۴] [۱۵] } ینابیع المودہ ص۱۰

٢

اَلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَ تَطْمَئِنُّ قُلُوْبُهُمْ بِذِكْرِ اللّٰهِ اَلَا بِذِكْرِ اللّٰهِ تَطْمَئِنُّ الْقُلُوْبُ / الرعد/۲۸

ترجمہ :- (حقیقتاً) یہی ایسے لوگ ہیں جو خدا پر ایمان رکھتے ہیں اور ذکر خدا سے ان کے دلوں کو اطمینان ہوتا ہے اور یاد رکھو کہ ذکر خدا سے دل مطمئن ہو ہی جایا کرتے ہیں۔

فقیہہ شافعی جلال الدین (السیوطی) اپنی تفسیر میں اس آیت کی تفسیر بیان کرتے ہوئے کہتے ہیں ابن مردویہ نے علی علیہ السلام سے روایت کی کہ جب یہ آیت (الا بذکر اللّٰہ تطمئن القلوب) نازل ہوئی تو پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا یہی وہ حضرات ہیں کہ جنھوں نے اللہ اور رسول سے اور میرے اہل بیت سے سچے طور پر دوستی کی۔[۱۶]

علامہ بحرانی نے ابی نعیم الاصفہانی سے (اسناد مذکورہ کے ذریعہ) ابی داؤد کے واسطے سے انس بن مالک سے روایت کی۔ انس بن مالک

[۱۶] تفسیر الدر المنثور جلد (۴) ص۵۸

کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے (اس آیت کی تلاوت کی)

الذین آمنوا و تطمئنُ قلوبھم بذکر اللہ الا
بذکر اللہ تطمئن القلوب)

اور سوال کیا اے ابن ام سلیم کیا تو جانتا ہے کہ یہ کون لوگ ہیں؟
ابن ام سلیم نے کہا یا رسول اللہ تبلایئے وہ کون لوگ ہیں؟
آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اس سے مراد ہم اہل بیت اور ہمارے شیعہ ہیں۔ [۱۷]

[۱۷] غایۃ المرام ص ۳۲۹

۳

اَلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ طُوْبٰی لَھُمْ وَحُسْنُ مَاٰبٍ

ترجمہ:۔ ایسے لوگ جو ایمان لے آئے ہیں اور جنھوں نے نیک عمل کئے ہیں ان کے لئے خوشحالی (بھی) ہے اور نیک انجامی بھی۔

علامہ بحرانی ثعلبی سے (اسناد مذکورہ کے ذریعہ) ابی صالح کے واسطے سے ابن عباس سے قولہ تعالیٰ (طوبیٰ لھم) کے بارے میں روایت کرتے ہیں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔

شجرۃٌ اَصْلُھَا فی دار علیؑ فی الجنۃ و فی کُلِ
دار مُؤمنٍ منھا غصنٌ یقال لہ طوبیٰ،

طوبیٰ جنّت میں ایک ایسے درخت کا نام ہے جس کی جڑ علیؑ کے گھر میں اور ہر مومن کے گھر میں اس کی شاخ ہے۔

اور حُسْنَ مآب کے بارے میں فرمایا بہترین بازگشت [۱۸]

[۱۸] غایۃ المرام ص ۳۹۲

اور علامہ بحرانی نے ہی خود ثعلبی سے (اسناد مذکورہ کے ذریعہ) ابی جعفرؑ سے روایت کی ہے۔ ابی جعفرؑ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم سے قول خداوند عالم (طوبیٰ لھم وحسن مآب) کے بارے میں سوال کیا گیا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا کہ (طوبیٰ) جنّت میں ایسے درخت کا نام ہے جس کی جڑ میرے گھر میں اور شاخیں اہل جنّت کے یہاں ہیں (یہ سنکر) آنحضرتؐ سے راوی نے کہا یا رسول اللہ، ہم نے آپ سے اس کے بارے میں (پہلے) سوال کیا تھا تو آپ نے فرمایا تھا۔ (طوبیٰ) جنّت میں ایسے درخت کا نام ہے جس کی جڑ علیؑ کے گھر اور شاخیں اہل جنّت کے گھروں میں ہیں؟

آنحضرتؐ نے فرمایا بیشک میرا گھر اور علی کا گھر کل (جنت میں) ایک جگہ ہوگا۔ (ہم نے آیت مذکورہ کو اس کتاب میں دو جگہوں پر ذکر کیا ہے)

(۱) یقیناً آیت ان مومنین کیلئے ہے جنکے گھر جنت میں اور ان کے گھروں میں جنت کے درختِ طوبیٰ کی شاخیں ہونگی اور اہلبیت علیہم السلام ہی مومنین کے سردار اور ان سے افضل ہیں۔

(۲) اسلئے کہ احادیث مستفیضہ بلکہ احادیث متواترہ نے اس چیز کو بیان کیا ہے کہ اہلبیتؑ ہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے ساتھ جنت میں ایک جگہ اور ایک مکان میں ہونگے۔ لہذا اس آیت کی تفسیر یوں ہوگی کہ (شجر طوبیٰ) کی جڑ اسی طرح اہلبیت علیہم السلام کے گھر میں بھی ہوگی۔)

(مؤلف)

سورۃ ابراھیم علیہ السلام

اس میں چار آیتیں ہیں

۱۔ وَذَكِّرْهُمْ بِأَيَّامِ اللَّهِ ۵/

۲ : ۳۔ أَلَمْ تَرَ كَيْفَ ضَرَبَ اللَّهُ مَثَلًا (الی) لَعَلَّهُمْ يَتَذَكَّرُونَ ۲۴ - ۲۵/

۴۔ أَلَمْ تَرَ إِلَى الَّذِينَ بَدَّلُوا نِعْمَةَ اللَّهِ كُفْرًا ۲۸/

۱

وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا مُوْسٰى بِاٰيٰتِنَا اَنْ اَخْرِجْ قَوْمَكَ مِنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى النُّوْرِ وَذَكِّرْهُمْ بِاَيّٰمِ اللّٰهِ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّكُلِّ صَبَّارٍ شَكُوْرٍ ۵ /

ترجمہ :- (اور ہم نے موسیٰ کو اپنے (عطا کردہ) معجزات کے ساتھ بھیجا (اور انھیں حکم دیا کہ) تم اپنی قوم (والوں) کو (کفر کی) تاریکیوں سے نکال کر ایمان کے نور کی طرف لے آؤ اور ان کو تم (امم سابقہ پر) اللہ کے دینوں (یعنی امم سابقہ پر اسکے) کی یاد دلاؤ بلاشبہ ان میں ہر صابر و شاکر کیلئے عبرتیں ہیں)

حافظ القندوزی (الحنفی) امام محمد باقرؑ وامام جعفر الصادقؑ سے سورۃ کی آیت (وذکرھم بایام اللہ) کی روایت کرتے ہیں کہ آپنے فرمایا۔ (ایام اللہ ثلاثہ (یوم القائم) (ویوم الکرۃ) [ش۱] (یوم القیامۃ) ایام اللہ تین ہیں (۱) ایک وہ روز کہ جسدن قائمؑ ظہور فرمائیں گے (۲) واپسی کا روز (۳) روز قیامت۔

یوم الکرۃ۔ سے مراد نبیؐ اور آئمہ الطاہرین علیہم السلام کی واپسی کا دن ہے اور یہ دن امام مہدی علیہم السلام کی رجعت کے بعد ہوگا)

ش۱ ینابیع المودہ ص ۵۰۹

۲ ۳

الم تر کیف ضرب اللہ مثلاً کلمۃً طیبۃً کشجرۃٍ طیبۃٍ اصلھا ثابتٌ و فرعھا فی السماء تؤتی اکلھا کلَّ حینٍ باذن ربھا ویضرب اللہ الامثال للناس لعلھم یتذکرون / ابراہیم (۲۴-۲۵)

ترجمہ :- کیا تم نہیں جانتے کہ اللہ نے کلمہ طیبہ (توحید) کی کیسی (اچھی) مثال دی ہے کہ وہ اس عمدہ درخت کے مانند ہے جس کی جڑ زمین میں قائم ہے اور شاخیں اس کی آسمان میں ہیں وہ اپنے پروردگار کے حکم سے ہر موسم میں پھل دیتا رہتا ہے۔ اور یہ مثالیں اللہ لوگوں کے لئے اس لئے بیان کرتا ہے تاکہ وہ خوب سمجھ لیں۔

ابوالقاسم الحکانی (الحنفی) روایت کرتے ہیں کہ ہمیں ابوعبداللہ الشیرازی نے (اسناد مذکورہ کے ذریعہ) سلام الخثعمی سے خبر دی۔ سلام الخثعمی کہتا ہے کہ میں محمد باقرؑ کے پاس پہونچا میں نے کہا اے فرزند رسول خداوند عالم فرماتا ہے۔ (اصلھا ثابتٌ و فرعھا فی السماء)؟ (اسکا کیا مطلب ہے)

امام علیہ السلام نے فرمایا۔ اے سلام۔ درخت سے مراد محمد صلی اللہ علیہ والہ وسلم ہیں۔ اور شاخ سے مراد علیؑ اور پھل حسن وحسین علیہما السلام ہیں اور اور شاخ فاطمۃ الزہراؑ ہیں۔ اور شاخ سے نکلی ہوئی چھوٹی ٹہنیاں میں سے امام ہیں۔ اور ہمارے شیعہ ومحب پتے ہیں۔ چنانچہ جب ہمارے شیعوں میں سے کوئی شخص مرتا ہے تو اس درخت سے پتہ جدا ہو جاتا ہے۔ اور اگر ہمارے کسی محب کے یہاں ولادت ہوتی ہے تو اس گرے ہوئے پتے کی جگہ پر ایک سبز پتہ نکل آتا ہے۔

سلام خثعمی کہتا ہے۔ میں نے کہا یا رسول اللہ صلے اللہ علیہ والہ وسلم خدا کا قول (تُؤتِی اُکُلَهَا کُلَّ حِینٍ بِاِذْنِ رَبِّهَا) سے کیا مراد ہے؟

پیغمبرؐ اسلام نے فرمایا اس سے مراد یہ ہے کہ آئمہ اپنے شیعوں کو ہر حج اور ہر عمرہ میں حلال وحرام کے فتوے دیتے ہیں۔ [1]

الحاکم نیشاپوری اپنی (المستدرک علی الصحیحین) میں سند کے ساتھ عبدالرحمن بن عوف کے غلام سے روایت کرتے ہیں، عبدالرحمن بن عوف نے کہا! مجھ سے احادیث حاصل کرو قبل اس کے کہ وہ احادیث باطل سے متشابہ ہو جائیں عبدالرحمن بن عوف کہتا ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا کہ میں درخت ہوں۔ اور فاطمہؑ اس درخت کی شاخ ہیں۔ اور علیؑ

[1] شواہد التنزیل جلد (۱) ص۳۱۱ - ص۳۱۲

اس درخت کا تخم ہیں اور حسن وحسین علیہما السلام پھل ہیں اور ہمارے شیعہ اس درخت کے پتے ہیں اور اس درخت کی جڑ جنت عدن میں ہے اور پورا درخت جنت پر پھیلا ہوا ہے۔ [2]

[2] المستدرک علی الصحیحین جلد (۳) ص۱۶۰

۳

اَلَمْ تَرَ اِلَی الَّذِیْنَ بَدَّلُوا نِعْمَتَ اللّٰہِ کُفْرًا وَّاَحَلُّوْا قَوْمَھُمْ دَارَ الْبَوَارِ ۔

ترجمہ:۔ کیا تم نے ان لوگوں کو نہیں دیکھا جنھوں نے اللہ کی نعمت (کے شکر) کو ناشکری سے بدل دیا اور اپنی قوم کو ہلاکت کے گھر جہنم میں اتار دیا)۔

علامہ بحرانی مجاہد سے خداوند عالم کے قول کے بارے (الم تر الی الذین بدّلُوا نعمۃ اللہ کفراً) میں مرسلاً روایت کرتے ہیں۔

قال العرب وبنوا امیة۔ محمد واهل بیته۔ ؎۳

یعنی اس آیت سے مراد عرب اور بنی امیہ۔ محمدؐ اور ان کے اہل بیتؑ ہیں۔

(یعنی جن لوگوں نے نعمت کو ناشکری کے ذریعہ بدل دیا اس سے مراد بنی امیہ اور عرب ہیں۔ اور نعمت خدا سے مراد محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور ان کے اہل بیت علیہم السلام اجمعین ہیں۔) (مؤلف)

؎۳ غایۃ المرام ص۳۵۶

سُوْرَۃُ الْحِجْرِ

اس میں گیارہ آیتیں ہیں

۱:۔ قَالَ رَبِّ فَاَنْظِرْنِیْٓ (الی) الْوَقْتِ الْمَعْلُوْمِ /۳۶-۳۸

۴:۔ اِنَّ الْمُتَّقِیْنَ فِیْ جَنّٰتٍ (الی) بِمُخْرَجِیْنَ /۴۵-۴۸

۸:۔ اِنَّ فِیْ ذٰلِکَ لَاٰیٰتٍ لِّلْمُتَوَسِّمِیْنَ /۷۵

۹-۱۰:۔ فَوَرَبِّکَ لَنَسْئَلَنَّھُمْ (الی) عَمَّا کَانُوْا یَعْمَلُوْنَ /۹۲-۹۳

۱۱:۔ فَاصْدَعْ بِمَا تُؤْمَرُ وَاَعْرِضْ عَنِ الْمُشْرِکِیْنَ /۹۴

۳۲

قَالَ رَبِّ فَاَنْظِرْنِیْ اِلٰی یَوْمِ یُبْعَثُوْنَ
قَالَ فَاِنَّكَ مِنَ الْمُنْظَرِیْنَ - اِلٰی یَوْمِ
الْوَقْتِ الْمَعْلُوْمِ / الحجر /۳۶-۳۸/

ترجمہ:- (شیطان) نے کہا کہ میرے پروردگار تو مجھے اس روز (قیامت) تک کی مہلت دے جس روز لوگ اکٹھا کئے جائیں گے (اس پر) خدا نے فرمایا کہ تجھے (قیامت تک کی تو نہیں ہاں) وقت معلوم کے دن تک مہلت دی گئی۔

حافظ القندوزی (الحنفی) روایت کرتے ہیں کہ! وہب بن جمع سے روایت ہے۔ وہب کہتا ہے میں نے امام جعفر الصادقؑ سے قول خداوند عالم (قال رب فانظرنی الی یوم یبعثون۔ قال فانك من المنظرین الی یوم الوقت المعلوم۔) کے بارے میں سوال کیا کہ اس سے مراد کون سا دن ہے؟

امام صادقؑ نے فرمایا! اے وہب یہ وہ دن ہے کہ جس میں ہمارے قائمؑ کے ظہور کے بعد نبیؑ کا نواسہ پلٹے گا۔ ؎

؎ ینابیع المودہ ص۱۰۹

(امام صادق علیہ السلام کے اس قول سے مراد۔ کہ (ہمارے قائم کے ظہور کے بعد نواسہ رسول اللہ تشریف لائیں گے) عین ممکن ہے کہ امام حسینؑ مراد ہوں جو کہ امام مہدیؑ کی وفات کے بعد فوراً دنیا میں رجعت فرمائیں گے اور لوگوں کے درمیان آپ کا قیام طولانی رہے گا۔

مخفی نہ رہے کہ مذکورہ تین آیتیں بنصہ قرآن کریم میں دو مقام پر ذکر ہوئی ہیں (۱) سورۃ الحجر (۲) سورہ ص - اور ہم نے دونوں مورد کی آیات کو تین امور کے لئے ذکر کیا ہے جو کہ حسب ذیل ہیں)

(۱) جب تک یہ دونوں آیتیں اہل بیتؑ کے لئے ہیں اس کے معنیٰ ہوں گے کہ فضیلتیں علیحدہ علیحدہ ہیں۔

(۲) دوسری وجہ یہ ہے کہ اگر کوئی شخص اس آیت کے بارے میں یہ جانتا ہو کہ اپنے مضمون کی یہ تنہا آیت ہے جس کا ایک مورد میں ذکر ہوا ہے لیکن جب اس کی تلاش کرے گا تو اس کو دو مقام پر پائے گا۔

(۳) تیسری وجہ یہ ہے کہ قرآن حکیم کی تکرار میں۔ جدت، بلاغت اور معجز نمائی ہے جس کو علماء (علوم القرآن) نے ذکر کیا ہے اور اس کی بعض عظمتوں کا تذکرہ کیا ہے۔ درحقیقت قرآن حکیم میں تکرار نہیں ہے البتہ (قرآن میں غور و فکر) کرنے کا حکم خود قرآن نے دیا ہے۔ (مؤلف)

اسی چیز کی وضاحت استاد العفیفی اسطرح فرماتے ہیں

یقیناً احکام قرآن اور اس کی تفصیل ہمیں شامل ہے اس لئے کہ ہم

جب کبھی بھی مفرادات قرآنیہ کی ضرورت محسوس کرتے ہیں تو اس کو قرآن کے کسی بھی مقام سے حاصل کر لیتے ہیں جس طرح سے کلمہ کے درمیان مکرر ذکر ہونے والا ایک حرف کہ جن کے جمع ہونے سے کلمہ بنتا ہے چنانچہ کلمہ کے اندر مکرر ہونے والا حرف کسی دوسرے حرف کا غیر ہوتا ہے لہٰذا اس طرح ہر حرف اپنی جگہ اور مقام پر مستقل ہے اور جب حرف اپنے وجود میں مستقل ہے تو وہ مکرر نہیں کہا جائے گا۔) ۵ھ

(اور اسی سلسلے میں امام الغزالیؒ اپنی کتاب احیاء علوم الدین میں بیان کرتے ہیں)

امام غزالیؒ نے کہا۔ بعض عارفین کہتے ہیں کہ قرآن کریم سات لاکھ ستّر ہزار دو سو علوم کو شامل ہے)(اس لئے کہ قرآن کا ہر کلمہ علم ہے) ٦ھ

لہٰذا آیت کریمہ کا اس مقام پر اور سورہ (ص) میں مکرر بیان ہونا یہ صرف لفظی تکرار ہے یقیناً ہر سورے میں ابداعی اور اعجازی معنی ہیں۔

اس بارے میں مزید معلومات کیلئے خاص کتب موجود ہیں لہٰذا ہم بعض ان چیزوں کا تذکرہ کر رہے ہیں جس کو اس فن کے ماہرین حضرات نے ذکر کیا ہے۔

مؤلفین علوم القرآن کہتے ہیں کہ

(۱) قرآن کریم میں تکرار لفظی موجود ہے۔ لیکن تکرار حقیقی اور تکرار معنوی

۵ھ القران القول الفصل ص ۵۵

٦ھ احیاء علوم الدین جلد (۱) ص ۵۲۳

قرآن میں نہیں ہے۔ اس لئے کہ (قرآن کریم) میں کسی لفظ کی تکرار سے مقصود یہ ہے کہ پہلا لفظ اپنے دوسرے لفظ کا غیر ہے۔ جو کہ دوسرے مقام پر موجود ہے۔

چنانچہ اس بنا پر قرآن کریم میں کسی بھی لفظ کی تکرار اگر ہے (تو ظاہراً) وہ لفظ ایک ہے لیکن معنیٰ دو ہیں اور اگر کوئی لفظ اور کوئی آیت کی قرآن میں پانچ مرتبہ تکرار ہوتی ہے لفظ تو وہ ایک ہی ہوگا لیکن اس کے معنیٰ علیحدہ علیحدہ پانچ ہوں گے۔

اسی وجہ سے اس فن کا نام (علم الاحکام والتفصیل) رکھا ہے۔ ۷ھ

چنانچہ اس مقام پر ہم بعض ایسی چیزیں نقل کر رہے ہیں جن کو ہم نے اس اہم موضوع کے لئے بعض کتب سے حاصل کیا ہے

نصوص عُلماء۔

معاصر استاد العفیفی اپنی کتاب (القرآن القول الفصل) میں اس موضوع کی تکرار کے بارے میں لکھتے ہیں کہ قرآن کریم میں تکرار معنوی موجود نہیں ہے صرف تکرار لفظی ہے۔

جہاں کہیں قرآن میں آیت یا آیت سے چھوٹا کوئی جملہ، کلمہ یا کوئی

۷ھ استاد المعاصر محقق محمد العفیفی کی کتاب (القران القول الفصل) پر ازہر کے بحوث اسلامیہ کی انجمن کے صدر (الشیخ عطیہ صقر) کی تقدیم ملاحظہ فرمائیں)

حرف متعدد مرتبہ ذکر ہوا ہے تو وہ بنصہ ثابت ہے اور اس میں کسی قسم کی تبدیلی نہیں ہو سکتی اس لئے کہ ان میں سے ہر مفرد کے لئے نئے مقام کے ساتھ ایک نیا عمل ہے۔ اگر کوئی شخص کسی بھی زمانے اور کسی بھی مقام پر ان مفردات کو اپنے سیاق اور سباق کے ساتھ حاصل کرنے کی ضرورت محسوس کرے گا تو اس کو معلوم ہوگا کہ تقدیر جمع اور ارتباط کے اعتبار سے اعجاز خداوندی کارفرما ہے۔[۸]

مثلاً آیۃ (فبای الاء ربکما تکذبان) کی سورہ رحمٰن میں کئی مرتبہ تکرار ہوتی ہے۔ یا پھر دوسری آیت (فاسئلوا اھل الذکر ان کنتم لا تعلمون) کی سورہ (النحل آیت ۴۳) اور سورہ (الانبیاء آیت ۷) کی تکرار ہوتی ہے۔

جب انسان تعمیم سے عاجز ہے تو پھر اس کے لئے کلام سے قدر مطلوب کا بغیر کسی کمی اور زیادتی کے ثابت کرنا کیونکر ممکن ہوگا۔

اسی طرح لوگ جب اپنے کسی بھی مفردات کلام کے کل اور بعض کو اس اعتبار سے کہ اس میں نہ تو کمی واقع ہو اور نہ ہی زیادتی تخصیص دینے سے عاجز ہیں تو پھر اپنے مقاصد کے جملوں کی تقدیر کہ جنکی طرف وہ اپنے کلام اور علم میں

---

۸ مثلاً جس طرح سورۃ الفاتحہ میں کلمہ علیہم کی تکرار (صراط الذین انعمت علیہم غیر المغضوب علیہم) (اورحرف) جسطرح واؤ عطف سورۃ فاتحہ کی دو آئیتوں میں (ایاک نعبد وایاک نستعین) اور (غیر المغضوب علیہم ولا الضالین) اور اسی کے مثل۔

احتیاج رکھتے ہیں اس میں کیونکر عاجز نہ ہوں گے۔[۹]

خطیب الاسکافی اپنی کتاب (درۃ التنزیل وعزۃ التاویل) میں کہتے ہیں کہ تمام مفردات قرآن جدید علم اور جدید معنی سے مخصوص ہیں یقیناً خداوند عالم کا سورۃ النبا میں (کلا سیعلمون ثم کلا سیعلمون) آیت ۴-۵/ ارشاد فرمانا اس امر کی دلیل ہے کہ اس آیت نمبر ۴ کا تعلق دنیا کے علم سے ہے اور آیت نمبر ۵ کا تعلق آخرت کے علم سے ہے۔ اس طرح یہ تکرار نہیں ہوگی، اور دوسری آیت میں وہ مطلب نہیں ہے جو پہلی آیت میں قصد کیا گیا ہے۔[۱۰]

اور تاج القراء الکرمانی اپنی کتاب (اسرار التکرار فی القرآن) میں کہتے ہیں کہ قرآن حکیم میں تکرار معنوی نہیں ہے۔

مثلاً سورۃ الفاتحہ میں (علیہم) کی ایک ہی آیت میں دو مرتبہ تکرار ہوتی ہے۔ (صراط الذین انعمت (علیہم) غیر المغضوب (علیہم) ولا الضالین) (فی الحقیقت) اس میں تکرار نہیں ہے اس لئے کہ پہلے والے (علیہم) کا ارتباط انعام کے معنی میں ہے اور دوسرے (علیہم) سے مراد ارتباط بمعنی الغضب ہے۔[۱۱]

---

۹ القرآن القول الفصل ص ۱۶

۱۰ ردۃ التنزیل وعزوۃ التاویل ص ۵۱۶

۱۱ اسرار التکرار فی القرآن ص ۲۱

علامہ زرکشی اپنی کتاب (البیان فی علوم القرآن) میں احکام قرآن اور اس کی تفصیل میں کہتے ہیں کہ یقیناً احکام القرآن اور اس کی تفصیل کے علم سے ہمیں واسطہ پڑتا رہتا ہے۔ جب بھی ہمیں ضرورت پڑتی ہے تو اسے قرآن میں کہیں سے حاصل کر لیتے ہیں جسطرح ایسے کلمے جس کے حروف فی الجملہ مجموعی طور پر ہوں اس سے ایک حرف کا حاصل ہو جانا ہر حرف اپنی خاص جگہ اور مقام میں تفصیل رکھتا ہے لیکن ایسے حروف جو آپس میں ارتباط تامہ رکھتے ہوں وہ تمام کے تمام (علیحدہ علیحدہ) طور پر مجمل ہوں گے لیکن انسانی کلام اس خصوصیت سے خالی ہے لہذا ہم اس طرح کا ایک جملہ بھی انسانی کلام میں نہیں دیکھتے ہیں، اور اسی حقیقت کی جانب قاضی ابی بکر بن العربی نے اس طرح اشارہ کیا ہے کہ قرآن کا بعض حصہ بعض سے مرتبط ہے کہ وہ ایک کلمہ معلوم ہوتا ہے یہ بزرگترین علم ہے جس کو خداوند عالم نے ہمیں عنایت کیا ہے اور اس حقیقت کو ہم مخلوق کے کلام میں نہیں پاتے ہیں۔ ؎۱۲

اور ابن القیم ابو عبد اللہ محمد بن ابی بکر نے اپنی کتاب (اعلام الموقعین عن رب العٰلمین) میں بعض صحابہ کی جانب سے اس طرح نقل کیا ہے کہ جب ان سے (الکلالۃ) کے بارے میں سوال کیا گیا تو انھوں نے اپنی رائے کے ظاہر کرنے میں توقف کیا یہاں تک کہ انھوں نے کلمہ (الکلالۃ) کیطرف

؎۱۲ البیان فی علوم القرآن جلد (۱) ص۳۶

مراجعہ کیا تو کلمۃ (الکلالۃ) کو قرآن کے دو مقام پر پایا۔

مقام اول:- وَاِنْ کَانَ رَجُلٌ یُّوْرَثُ (کلالۃ) اوامراۃٌ ولہ اخٌ او اختٌ فلکل واحدٍ منھما السدس، فان کانوا اکثر من ذالک فھم شرکاء فی الثلث) النساء ؎۱۲

ترجمہ:- اور اگر کوئی میت جس کی میراث دوسروں کو ملے گی وہ مرد ہو یا عورت ایسی ہو جس کی نہ کوئی اولاد باقی ہو نہ ماں باپ اپنے مادری ایک بھائی کو یا ایک بہن کو وارث چھوڑے تو ان میں سے ہر ایک کے لئے چھٹا حصہ مقرر ہے اور اگر اس سے زیادہ ہوں تو وہ سب تہائی میں برابر کے شریک ہوں گے۔

مقام دوم:- یستفتونک قل اللہ یفتیکم فی الکلالۃ ان امرؤٌ ھلک لیس لہ ولدٌ، ولہ اخت فلھا النصف ماترک، وھو یرثھا ان لم یکن لھا ولدٌ" النساء آیت ۱۲۷/ ؎۱۳

ترجمہ:- (اے رسول) تم سے لوگ حکم دریافت کرتے ہیں تم کہدو کہ کلالہ (بھائی بہن) کے بارے میں خدا تم کو حکم دیتا ہے کہ اگر کوئی ایسا شخص مر جائے جس کے نہ کوئی اولاد ہو (نہ ماں باپ) اور اس کی صرف ایک بہن ہو

؎۱۲ البیان فی علوم القرآن جلد (۱) ص۳۶

؎۱۳ اعلام الموقعین عن رب العلمین جلد (۱) ص۸۲

(حقیقی یا پدری) تو اس کے لئے متوفی نے جو کچھ چھوڑا ہے آدھا حصہ مقرر ہے اور اگر یہ بہن مر جائے اور اس کی کوئی اولاد نہ ہو (اور ماں باپ بھی نہ ہوں) تو اس کا وارث بس یہی بھائی ہوگا)

ان مذکورہ آیات کو بیان کرنے کے بعد عفیفی کہتے ہیں کہ جب ہم کلمہ (الکلالۃ) اور کلمہ (کلالہ) کے علیحدہ علیحدہ مقام کو دیکھتے ہیں تو ہم نئے مقصد کو پالیتے ہیں۔ اور قرآن مجید کی یہی شان ہمیشہ ہر اس قرآن کے پڑھنے والے کیلئے موجود ہے جو قرآن کے سیاق وسباق اور موضوع پر نظر رکھتا ہے تو اس کے ارتباط کو پالیتا ہے۔ ۱۴

قاضی ابو بکر (الباقلانی) اپنی کتاب (اعجاز القرآن) میں اس موضوع سے متعلق اشاعرہ اور معتزلہ کے اقوال نقل کرنے کے بعد کہتے ہیں کہ۔ یقیناً ہم نے جان لیا کہ خداوند عالم نے اپنے حریفوں کو جو قرآن کے سوروں کا چیلنج کیا ہے۔ اس سے مراد تمام افراد بشر ہیں کوئی ایک بھی مخصوص نہیں ہے، اس طرح سمجھ میں آتا ہے کہ قرآن کی (ہر ایک چیز) معجزہ ہے۔ ۱۵

اسی لئے قرآن میں تکرار شدہ کلمات تکرار کے باوجود نئے معنی کے حامل ہیں۔

---

۱۴ القرآن القول الفصل ص۲۱۴

۱۵ اعجاز القرآن بہامش الاتقان للسیوطی۔ جلد (۲) ص۱۵۲

السید رشید رضا اپنی کتاب (الوحی المحمدی) میں اس طرح کہتے ہیں

قرآن میں نازل شدہ عقائد۔ اللہ پر ایمان اور اس کی صفات پر۔ اسکے ملائکہ وکتب ورسل وروز آخرت پر اور اس کا حساب، جزا، ثواب وعقاب جہنم وجنت تین چار یا پانچ سوروں کی شکل میں عقائد کی کتاب کو ترتیب دیا جاسکتا ہے۔

اور خدا کی عبادات میں طہارت، نماز، الزکاۃ، روزہ۔ حج ودعا وذکر۔ ان میں سے ہر ایک کے لئے بعض سوروں میں سے ابواب اور فصلوں پر مشتمل کتاب فقہ کو تصنیف کیا جاسکتا ہے۔

اور قواعد شرعیہ اور اس کے شخصی احکام، سیاست اور جنگ سے متعلق مالیات اور شہری نظام سے متعلق حدود وعقوبات تادیبی کو بعض سوروں سے حاصل کرکے قوانین وضعیہ کی کتابیں درست کی جاسکتی ہیں۔ اگر نبیوں اور رسولوں کے قصّے اور کچھ اس میں نصیحت ومواعظ اور سنن الہیّہ سے موجود ہے اس کو دیوان، تاریخ کی طرح ترتیب دیا جاسکتا ہے۔

علامہ مصطفیٰ صادق الرافعی نے اپنی کتاب (اعجاز القرآن والبلاغۃ النبویہ) میں ایک طویل بحث کے بعد ایسے نصوص مفردات قرآن کا تذکرہ کیا جنکا تعلق اعجاز سے ہے۔ کہتے ہیں کہ یہی وہ حروف وکلمات وجملے ہیں کہ جن کے اندر اعجاز کامل موجود ہے۔ ۱۷

---

۱۷ اعجاز القرآن والبلاغۃ النبویہ ص۲۱۱

اور اسی طرح اپنی کتاب کے اوائل میں تحریر فرماتے ہیں کہ: قرآن کریم (لغت) عربی کی اس روش اور طریق پر نازل ہوا جس کے قلیل اور کثیر دونوں نے (انسان) کو عاجز اور درماندہ کر دیا ہے اس کی مثال نور سے بہت زیادہ قریب ہے جس طرح سے نور اگر تقسیم بھی کیا جائے تو وہ اپنی اصل ماہیت وحقیقت پر باقی رہتا ہے (اسی طرح قرآن کے حروف وکلمات وجملے علیحدہ علیحدہ بھی اپنے اپنے اعجاز پر باقی ہیں) [18]

شیخ محمد عبداللہ دراز اپنی کتاب (دستور الاخلاق فی القرآن) میں اعجاز قرآن کے بعض پہلوؤں کو اختصار کے ساتھ اس طرح بیان فرماتے ہیں کہ صرف شریعت قرآن ہی اس چیز کی قدرت رکھتی ہے کہ دوہرے کمال تک پہونچ سکے اس کے علاوہ کسی شریعت میں یہ کمال نہیں کہ دو شقوں کے درمیان رشتہ قائم کر سکے (صرف شریعت قرآن ہی نے غیض وغضب کے وقت لطف وکرم کا درس دیا۔ اور ثبات قدمی کے وقت پیش قدمی کا درس اور تنہائی میں جرأت کا درس دیا۔ [19]

اس سے زیادہ معلومات کے لئے سابق علماء سے دو کتابوں اور اسی متاخرین میں سے دو علماء کی کتب سے استفادہ کیا جا سکتا ہے جو کہ

[18] اعجاز القرآن والبلاغۃ النبویۃ ص ۴۷

[19] دستور الاخلاق فی القرآن ص ۱۱

ذیل میں ذکر کی جارہی ہیں۔

۱:۔ احکام القرآن:۔ ابی بکر احمد بن علی الرازی جو کہ اپنے وقت کے مذہب حنفیہ کے امام تھے کی تالیف ہے۔ [20]

۲:۔ الاتقان فی علوم القرآن:۔ عبد الرحمٰن بن ابی بکر سیوطی اپنے وقت کے مذہب شافعی کے امام کی تالیف ہے۔ [21]

۳:۔ اعجاز القرآن والبلاغۃ النبویہ:۔ استاد مصطفےٰ صادق الرافعی کی تالیف ہے

۴:۔ القرآن القول الفصل:۔ استاد محمد الفیفی کی تالیف ہے۔

(اس بحث عمیق کے متعلق ہم نے اس خلاصہ کو صرف اس لئے ذکر کیا ہے تاکہ واضح ہو جائے کہ جہاں کہیں بھی قرآن حکیم میں جملہ (یاایہا الذین آمنوا) وارد ہوا ہے یہ جملہ اپنے اسی طرح کے دوسرے جملے سے قطعی مختلف ہے اور تیسرے کا بھی الگ مفہوم ہے اور چوتھے کے معنی بھی الگ ہیں۔

لہذا جملہ (یاایہا الذین آمنوا) حقیقی طور پر اور معنوی طور پر قرآن میں مکرر بیان نہیں ہوا ہے صرف اور صرف اس جملے کے الفاظ اور حروف کی تکرار ہوتی ہے۔

[20] المجلد الثانی ص ۲۸۰ اور اس کے مابعد

[21] المجلد الثانی ص ۵۲ اور اس کے مابعد

بحث کا نتیجہ اور ماحصل

اور جب تک قرآن حکیم میں دسیوں مقامات پر (یا ایھا الذین آمنوا) موجود ہے اور جب تک اس حدیث شریفہ۔

(بان کل ما فی القرآن فی یا ایھا الذین آمنوا فان علیاً امیرھا و شریفھا، و رأسھا)۔

ترجمہ:۔ جہاں کہیں قرآن میں۔(یا ایھا الذین امنوا) موجود ہے اس سے مراد یہ ہے کہ علیؑ مومنین کے امیر و شریف اور ان کے سردار ہیں)

کی تکرار ہو رہی ہے تو اسکے معنیٰ علیحدہ علیحدہ ہوں گے۔

سابقاً ثابت ہو چکا ہے کہ قرآن میں تکرار معنوی موجود نہیں ہے ان سابقہ مقدمات کے بعد نتیجہ نکلتا ہے کہ قرآن کے اندر جتنی مرتبہ (یا ایھا الذین آمنوا) ذکر ہوا ہے اسی قدر آیات علی ابن ابی طالب علیہ السلام کے بارے میں ہونگی۔

چنانچہ یہ نہیں کہا جاسکتا کہ قرآن میں (یا ایھا الذین آمنوا) علی بن ابی طالبؑ کی فضیلت میں صرف ایک آیت ہے ایسا نہیں ہے بلکہ دسیوں آیات موجود ہیں

اور اسی طرح کا نتیجہ وہاں بھی نکلے گا کہ جہاں جہاں خداوند عالم نے ارشاد فرمایا (ان الذین آمنوا وعملوا الصالحات) چنانچہ جس قدر اس آیت کی تکرار ہوئی ہے اسی قدر آیات علی بن ابی طالب علیہ السلام کی فضیلت میں ہوں گی۔

یہ اعتراض نہیں کیا جاسکتا کہ ہم نے صرف (یا ایھا الذین آمنوا) اور (ان الذین اٰمنوا وعملوا الصلحٰتِ) ہی کی تکرار کیوں کی ہے۔ اسلئے کہ ان میں سے ہر ایک کے لئے علیٰحدہ علیحدہ موقعہ و محل ہے اور اسی طرح ان دونوں کے علاوہ کسی تیسری آیت کے لئے۔ اسی طرح تیسری کے علاوہ چوتھی کے لئے۔ مثلاً آیت (یا ایھا الذین اٰمنوا) ایک مرتبہ تو اللہ کی عبادت کے بارے میں وارد ہوا ہے[۲۲] اور دوسری مرتبہ بندے کا نماز کے ذریعہ خدا سے مدد چاہنے کے بارے میں وارد ہوا ہے[۲۳] اور تیسری مرتبہ علما مزور (علما مسیحی) کی رد کے بارے میں وارد ہوا[۲۴] اور چوتھی مرتبہ احکام روزہ کے بیان میں وارد ہوا ہے۔[۲۵] اور پانچویں مرتبہ اسلام لانے کے بارے میں وارد ہوا ہے۔[۲۶]

قرآنی کلمہ (یا ایھا الذین اٰمنوا) جو کہ متعدد مرتبہ مختلف انداز میں تکرار کے ساتھ ذکر ہوا ہے اس کو جب حدیث رسول کے ساتھ (ان علیاً سیدھا و شریفھا و راسھا) ملا کر معنیٰ سمجھے جایئں گے تو مفہوم یہ ہوگا۔

۱:۔ یقیناً علی علیہ السلام مومنین کے سردار۔ عابدین کے سرتاج اور اللہ کی توحید بیان کرنے والوں میں سب کے آگے ہیں۔

۲۲ـ البقرہ آیت ۲۱/
۲۳ البقرہ آیت ۱۵۳/
۲۴ التوبہ آیت ۳۴/
۲۵ ـ البقرہ۔ آیت ۱۸۳/
۲۶ البقرہ آت ۱۰۸/

۲ ؍- علی علیہ السلام کی ذات گرامی صبر اور نماز کے ذریعہ خدا سے مدد چاہنے والوں کی سردار اور گروہ صابرین و نماز گذاروں میں سب کے آگے ہیں ۔

۳ ؍- علی علیہ السلام کی ذات گرامی علماء زور پر رد کرنے والوں اور ان سے مقابلہ کرنے والے مومنین کی سردار ہے ۔

۴ ؍- علی علیہ السلام احکام روزہ پر عمل کرنے والے مومنین کے آقا ہیں۔

۵ ؍- علی علیہ السلام اسلام پر کامل طور سے عمل کرنے والے مومنین کے آقا و مولا ہیں ۔

(اور اسی طرح) قول خداوند عالم (ان الذین امنوا وعملوا الصٰلحٰت) کبھی تو یہ جملہ (ان مومنین) کے لئے وارد ہوا کہ جن کے لئے مغفرت اور اجر عظیم ہے ۔ مثلاً (لھم مغفرۃٌ واجرٌ کبیر)[27] اور دوسری مرتبہ (فی جنّٰتِ النعیم)[28] کے ساتھ ذکر ہوا۔ اور تیسری مرتبہ (یھدیھم ربھم بایمانھم)[29] کے ساتھ ذکر ہوا۔ اور چوتھی مرتبہ (سیجعل لھم الرحمٰن ودًّا)[30] کے ہمراہ ذکر ہوا۔ اور پانچویں مرتبہ (وقلیل ماھم)[31]

۲۷ - سورہ فاطر آیت ۷ /
۲۸ - سورۃ الحج آیت ۵۶ /
۲۹ - سورہ یونس (ع) ۹/
۳۰ - سورہ مریم /۹۶/
۳۱ - سورہ ص ۲۴

چنانچہ سابقہ آیت قرآنی میں ایمان اور اعمال صالحہ بجالانے والے مومنین کے سردار علیؑ ہیں۔ لہذا علیؑ ہی کے لئے مغفرت اور اجر عظیم ہے۔

علیؑ ہی جنّت کے درجات اور افضل ترین نعمتوں میں ہوں گے۔

علیؑ ہی کو ان کے پروردگار نے ایمان کی کامل ترین ہدایت کی۔

علیؑ ہی کے لئے خداوند عالم محبّت قرار دے گا

اور علیؑ ہی (قلیل مومنین) میں سے سب سے افضل ہیں رسول اللہؐ کے بعد۔

اور اسی طرح بقیہ مواقع کو مطابق کیا جاسکتا ہے۔

اور اس موضوع سے متعلق صرف اسی قدر تکرار پر اکتفا کی جاتی ہے۔ (مؤلف)

(یا ایھا الذین اٰمنوا)

(و (یا ایھا الذین امنوا وعملوا الصٰلحٰت)

۴۷

اِنَّ الْمُتَّقِیْنَ فِیْ جَنّٰتٍ وَّعُیُوْنٍ اُدْخُلُوْهَا بِسَلٰمٍ اٰمِنِیْنَ۔ وَنَزَعْنَا مَا فِیْ صُدُوْرِهِمْ مِّنْ غِلٍّ اِخْوَانًا عَلٰی سُرُرٍ مُّتَقٰبِلِیْنَ۔ لَا یَمَسُّهُمْ فِیْهَا نَصَبٌ وَّمَا هُمْ مِّنْهَا بِمُخْرَجِیْنَ۔ الحجر/ ۴۵-۴۸/

ترجمہ۔ پرہیزگار تو یقیناً (بہشت کے) باغوں اور چشموں میں ہی ہوں گے (ان کے ان میں داخلے کے وقت ان سے کہا جائے گا) کہ تم ان میں امن وسلامتی کے ساتھ چلے آؤ اور ہم ان کے سینوں میں جو کچھ (تکالیف دنیا کا) رنج ہوگا اس کو نکال دیں گے اور وہ باہم بھائی بھائی کی طرح ایک دوسرے کے مقابل تختوں پر بیٹھا کریں گے وہاں ان کو نہ کوئی تکلیف پہونچے گی اور نہ وہ ان میں سے نکالے جائیں گے۔

حافظ ابوالقاسم الحکانی (الحنفی) روایت کرتے ہیں کہ ابوسعید السعدی نے مجھ سے یہ حدیث (اسناد مذکورہ) کے ذریعہ ابن عباس کے واسطے سے قول

خدا (ونزعنا ما فی صدورهم من غل اخوانا علی سرر متقابلین) کے بارے میں اس طرح بیان کی کہ یہ ایت علی بن ابی طالب علیہ السلام۔ جناب حمزہ وجعفر۔ وعقیل۔ وابی ذر، وسلمان وعمار والمقداد۔ والحسنؑ وحسینؑ کے بارے میں نازل ہوئی۔ ۳۲؎

ہم نے اس مقام پر قرآن کریم سے چار آیتوں کا ذکر کیا ہے حالانکہ ابن عباس سے ذکر ہونے والی حدیث میں صرف ایک آیت کریمہ کا تذکرہ ہوا ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ ان چا آیتوں کے مجموعہ کے معنی ایک ہیں اور جب ثابت ہوچکا کہ کلمہ (وَنَزَعْنَا) اہل بیت علیہم السلام اور آپ کے اصحاب وشیعوں کے بارے نازل ہوا ہے اسکے معنی یہ ہوں گے کہ آیات کا مجموعہ اہل بیت علیہم السلام کے لئے نازل ہوا ہے چنانچہ چاروں آیات کے ذکر کرنے کی یہی وجہ ہے۔

۳۲؎ - شواهد التنزیل جلد (۱) ص۳۱۷

٨

اِنَّ فِیْ ذٰلِکَ لَاٰیٰتٍ لِّلْمُتَوَسِّمِیْنَ ۔ الحجر/۷۵/

ترجمہ:۔ اس میں شک نہیں کہ اس واقعے میں ان غور و فکر کرنے والوں کے لئے
بہت سی نشانیاں ہیں جو علامات سے حقائق کا کھوج لگایا کرتے ہیں۔

حافظ الحاکم الحکانی (الحنفی) روایت کرتے ہیں کہ علی بن محمد بن عمر نے (اسناد مذکورہ کے واسطے سے) عبداللہ بن بنان سے خبر دی کہ عبداللہ بن بنان کہتا ہے میں نے امام جعفر الصادقؑ سے قول خداوند عالم۔

انّ فی ذالک لایت للمتو سمین

کے متعلق سوال کیا۔

امام علیہ السلام ۔ نے فرمایا کہ ان سب کے پہلے رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم ہیں پھر امیر المومنینؑ۔ پھر حسن۔ پھر حسینؑ۔ پھر علیؑ ابن الحسینؑ پھر محمد باقرؑ اس کے بعد امام نے فرمایا (اللہ اعلم) خدا بہتر جانتا ہے۔

راوی کہتا ہے۔ میں نے کہا اے فرزند رسول آپ نے اپنے بارے میں نہیں بتایا؟۔ —— امام نے فرمایا کبھی انسان اپنے نفس سے کنایہ کرتا ہے۔ ۳۳

۳۳ شواہد التنزیل جلد (۱) ص ۳۲۲

۹ ۱۰

فَوَرَبِّکَ لَنَسْئَلَنَّهُمْ اَجْمَعِیْنَ ۔ عَمَّا کَانُوا یَعْمَلُونَ ۔ الحجر/۹۲-۹۳/

ترجمہ:۔ پس تمہارے پروردگار (یعنی اپنی ذات کی) قسم ان سب سے
ان کے اعمال کی لازماً سخت باز پرس کریں گے ۔

فقیہ شافعی (ابن حجر) اپنی کتاب صواعق محرقہ واحدی سے اس آیت کے بارے میں روایت کرتے ہیں۔

واحدی کہتا ہے۔ چونکہ اللہ تعالیٰ نے نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم کو حکم دیا کہ وہ تمام لوگوں کو پہنچوا دیں کہ میں اپنی تبلیغ رسالت کی اجرۃ میں اپنے اہل بیت علیہم السلام کی محبت کے سوا کچھ سوال نہیں کرتا۔

اس کے معنیٰ یہ ہونگے ان لوگوں سے سوال کیا جائے گا کہ کیا تم نے اہل بیتؑ کے ساتھ حق دوستی ادا کیا کہ جس کی پیغمبر اسلام نے ان لوگوں کو وصیت کی تھی یا اسے ضائع کر دیا۔ ۳۴

۳۴ الصواعق المحرقہ ص ۸۹

١١

فَاصْدَعْ بِمَا تُؤْمَرُ وَاَعْرِضْ عَنِ الْمُشْرِكِيْنَ

ترجمہ :- تم کو جو حکم دیا گیا اس کا صاف صاف اعلان کر دو اور مشرکین کی کوئی پرواہ نہ کرو۔

حاکم ابو القاسم الحکانی (الحنفی) روایت کرتے ہیں۔ عقیل نے (اسناد مذکورہ کے ذریعہ) اسدی کے واسطے سے ہمیں خبر دی اسدی کہتا ہے (فاصدع بِمَا تُؤْمَر) اس آیت کے بارے میں ابو صالح۔ اور ابن عباس نے کہا اللہ نے نبیؐ) کو حکم دیا کہ وہ قرآن کو اور اہل بیت علیہم السلام کے فضائل ظاہر کریں جس طرح قرآن نے ظاہر و بیان کیا ہے۔ ۳۵ھ

۳۵ھ شواہد التنزیل جلد (۱) ص ۳۲۵

سُورَۃُ النَّحل

اس میں پانچ آیتیں ہیں

١ :- وعلى اللهِ قصد السبيل / ٩
٢ :- وعلامات بالنجم هم يهتدون / ١٦
٣ ،٤ :- فاسئلوا اهل الذكر (الی آخرہ)۔ / ٤٣/٤٤
٥ :- يعرفون نعمة اللهِ ثم ينكرونها / ٨٣

۱

وَ عَلَى اللّٰهِ قَصْدُ السَّبِيْلِ / النحل/ ۹

ترجمہ :- اور خدا کے ذمہ سیدھے راستے کا صرف بتا دینا ہے۔

علامہ بحرانی فقیہ شافعی ابراہیم بن محمد الحموینی سے (اسناد مذکورہ کے ذریعہ) خیثمۃ الجعفی کے واسطے سے امام محمد باقر علیہ السلام سے اس آیت کے بارے میں روایت کرتے ہیں۔ راوی کہتا ہے میں نے امامؑ کو فرماتے ہوئے سنا۔

(و نحن السراج لمن استضاء بنا و نحن السبیل لمن اقتدیٰ بنا) (الحدیث) [۳۶]

ترجمہ :- ہم روشن چراغ ہیں جو بھی ہمارے سبب روشنی حاصل کرے۔

اور ہم ہی راہ ہدایت ہیں اس کے لئے جو ہماری پیروی کرے۔

---

۳۶ غایۃ المرام ص ۳۴۶

۲

وعلٰمٰتٍ وَ بِالنَّجْمِ هُمْ يَهْتَدُوْنَ / النحل/ ۱۶

ترجمہ :- اور (راستوں میں) نشانیاں (قرار دیں) اور ستاروں سے (بھی لوگ راہ معلوم کرتے ہیں)

حافظ القاسم الحکانی (الحنفی)، فرات بن ابراہیم کوفی سے (اپنے مذکورہ اسناد کے ذریعہ) ابان بن تغلب سے روایت کرتے ہیں؛ ابان بن تغلب کہتے ہیں کہ میں نے امام محمد باقر علیہ السلام سے قول خداوند عالم۔

(وعلامٰتٌ وبالنجم هم يهتدون)

کے متعلق دریافت کیا۔ امام علیہ السلام نے فرمایا

النجم محمدٌ والعلامات الاوصیاء [۳۷]

(یعنی ستارہ محمد صلی اللہ علیہ والہ وسلم ہیں اور علامات اوصیاؑ (علیہم السلام) ہیں۔)

(اوصیاء سے مراد اوصیاء پیغمبر اسلام ہیں جو بارہ امام ہیں جن میں سے اوّل حضرت علی بن ابی طالبؑ اور آخری امام مہدی المنتظرؑ ہیں۔ جیسا کہ نصوص متعددہ میں موجود ہے) ۔ (مؤلف)

---

۳۷ شواہد التنزیل جلد (۱) ص ۳۲۷

۴۳

فَسْئَلُوْا اَهْلَ الذِّكْرِ اِنْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ۔ بِالْبَيِّنٰتِ وَالزُّبُرِ وَاَنْزَلْنَا اِلَيْكَ الذِّكْرَ لِتُبَيِّنَ لِلنَّاسِ مَا نُزِّلَ اِلَيْهِمْ وَلَعَلَّهُمْ يَتَفَكَّرُوْنَ

/النحل/۴۳-۴۴/

ترجمہ:۔ اگر تم نہیں جانتے ہو تو اہل ذکر (ائمہ اہلبیتؑ) سے پوچھو اور ہم نے تم پر بھی یہ قرآن اس لئے اتارا ہے کہ تم لوگوں کے جو احکام ان کے پاس بھیجے گئے ہیں ان کو صاف صاف بیان کر دو تاکہ وہ غور وفکر کریں۔

علامہ بحرانی کہتے ہیں کہ حافظ محمد بن مومن الشیرازی تفسیر خلاصہ اثنی عشری۔ قولہ تعالےٰ فسئلوا اهل الذکر کی روایت کرتے ہیں کہ اس سے مراد، اہلبیت النبوۃ۔ ومعدن الرسالہ، ومختلف الملائکہ۔ واللہ ماسُمِّیَ المؤمنُ مومناً الّا کرامۃً لعلی بن ابی طالب ؎۳۸

؎۳۸ غایۃ المرام ص۲۴۰

ترجمہ:۔ یعنی صاحبان ذکر سے مراد۔ نبوت کے اہل بیتؑ۔ ومرکز رسالت اور وہ ہیں جن کے گھر ملائکہ کی آمدورفت ہے۔

خدا کی قسم مومن کا نام صرف کرامت علی بن ابی طالب کے سبب مومن رکھا گیا۔

تفاسیر اثنا عشر حسب ذیل ہیں

(۱) تفسیر یعقوب بن سفیان (۲) تفسیر بن جریح (۳) تفسیر مقاتل (۴) تفسیر وکیع بن الجراح (۵) تفسیر یوسف القطان (۶) تفسیر قتادہ (۷) تفسیر ابی عبیدہ (۸) تفسیر علی بن حرب طائی (۹) تفسیر السدی (۱۰) تفسیر مجاہد (۱۱) تفسیر مقاتل بن حیان (۱۲) تفسیر ابی صالح) مولف ؎۳۹

محمد بن جریر الطبری اپنی تفسیر میں جابر سے سند مذکورہ کے ذریعہ قول خداوند عالم (فاسئلوا اهل الذکر ان کنتم لا تعلمون) کے بارے میں امام محمد باقرؑ سے روایت کرتے ہیں نحن اهل الذکر ؎۴۰ یعنی ہم اہل ذکر اہل بیتؑ ہیں۔

یہ آیت قرآن میں مکرر بیان ہوئی ہے (۱) ایک مرتبہ سورہ نحل میں دوسری جگہ سورہ انبیاء میں یہاں پر ہم نے بھی قرآن کی متابعت کرتے ہوئے

؎۴۰ جامع البیان فی تفسیر القرآن جلد (۱۴) ص۱۰۸

اس آیت کو مکرر ذکر کیا ہے۔ اس لئے کہ قرآن میں صرف تکرار ظاہری موجود ہے (تکرار واقعی نہیں ہے) اور علماء علوم القرآن کا بھی کہنا یہی ہے کہ قرآن میں تکرار نہیں ہے اور جہاں کہیں بھی اس طرح کی تکرار ہوتی ہے اس کی کئی وجہیں ہیں جس کا نام (احکام القران وتفصیلہ) رکھا گیا ہے اور اس فن سے تعلق رکھنے والے بعض علماء کا تذکرہ ہم سورہ حجر کی آیت ۳۶-۳۸ کے ذیل میں کر چکے ہیں وہاں دیکھا جا سکتا ہے۔

۵

يَعْرِفُونَ نِعْمَتَ اللهِ ثم يُنْكِرُونَهَا وَاَكْثَرُهم الْكَافِرُون

ترجمہ:- یہ لوگ خدا کی نعمتوں کو پہچانتے ہیں پھر بھی (ان نعمتوں) کا انکار کرتے ہیں اور ان میں بہت سے ناشکر گذار ہیں۔

علامہ بحرانی فقیہ شافعی ابراہیم بن محمد (الحموینی) سے اسناد مذکورہ کے ذریعہ خثیمۃ کے واسطے سے امام محمد باقر علیہ السلام کی روایت کی ہے۔ امام علیہ السلام نے فرمایا (ونحن من نعمة الله عز وجل علی خلقة) ہم ہی خدا کی مخلوق پر اس کی نعمت ہیں [۲۱]

---

[۲۱] غایۃ المرام ص ۲۴۶

سُورۃ الاسراء

اس میں سات آیتیں ہیں

۱

فَاِذَا جَآءَ وَعْدُ اُوْلٰهُمَا بَعَثْنَا عَلَيْكُمْ عِبَادًا لَّنَآ اُولِىْ بَاْسٍ شَدِيْدٍ فَجَاسُوْا خِلٰلَ الدِّيَارِ وَكَانَ وَعْدًا مَّفْعُوْلًا ثُمَّ رَدَدْنَا لَكُمُ الْكَرَّةَ عَلَيْهِمْ وَاَمْدَدْنٰكُمْ بِاَمْوَالٍ وَّبَنِيْنَ وَجَعَلْنٰكُمْ اَكْثَرَ نَفِيْرًا ۔ الاسراء/ ۵ - ۶ /

ترجمہ :- پھر جب ان دونوں موعودہ پیشین گوئیوں کا موقعہ آئے گا تو تم پر اپنے ایسے بندوں کو مسلط کر بھیجیں گے جو شدید قوت والے ہوں گے اور وہ گھروں کے اندر (درآنہ) داخل ہو جائیں گے اور یہ وعدہ پورا ہو کر رہے گا۔ پھر ہم تم کو دوبارہ ان پر غلبہ عطا کریں گے اور مال و اولاد سے تمہاری مدد کریں گے اور تمہیں باعتبار تعداد بہت زیادہ بنا دیں گے ۔

علامہ بحرانی اپنی تفسیر (البرہان) میں اہل سنّت کے امام ابوجعفر محمد بن جریر سے (اسناد مذکورہ کے ذریعہ) زادان کے واسطے سے سلمان

سے روایت کرتے ہیں ۔

سلمان کہتے ہیں کہ مجھ سے رسول اللہ صلے اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا

ان اللہ تبارك و تعالیٰ لم یبعث نبیاً ولا رسولاً
الا جعل له اثنی عشر نقیباً)

یقیناً خداوند عالم نے کسی نبیؑ اور رسول کو مبعوث نہیں فرمایا مگر یہ کہ اس کے لئے بارہ نقیب مقرر کئے ۔

سلمان نے کہا یا رسول اللہ یہ بات میں یہود و نصاریٰ کی کتابوں سے جان چکا ہوں ۔

پیغمبر اسلام نے فرمایا ۔ اے سلمان کیا تو میرے نُقباء کو اور ان بارہ کو جانتا ہے جن کو خداوند عالم نے میرے بعد امت کے لئے اختیار کیا ہے ؟

سلمان نے کہا اللہ اور اس کا رسول بہتر جانتا ہے

پیغمبر اسلامؐ نے فرمایا ! اے سلمان اللہ نے مجھے اپنے نور سے خلق فرمایا اور مجھے آواز دی چنانچہ میں نے خدا کی اطاعت کی اور میرے نور سے علیؑ کو پیدا کیا اور ان کو آواز دی چنانچہ علی نے خدا کی اطاعت کی مجھ سے اور علی سے فاطمہ کو خلق کیا اور اس کو آواز دی چنانچہ فاطمہؑ نے خدا کی اطاعت کی مجھ سے و علیؑ سے اور فاطمہؑ سے حسن کو خلق کیا اور اس کو آواز دی چنانچہ حسنؑ نے خدا کی اطاعت کی ۔ مجھ سے و علیؑ و فاطمہؑ و حسنؑ سے حسینؑ کو خلق کیا اور اسکو آواز دی چنانچہ حسینؑ نے خدا کی اطاعت کی ۔ پھر (خدا نے) اپنے نام سے ہم

پانچ کے نام رکھے ۔ ھذا اللہ محمود ہے اور میں محمد ہوں ۔ اور اللہ عالی ہے ۔ پس یہ علیؑ ہیں اور اللہ فاطر ہے پس یہ فاطمہؑ ہیں اور اللہ صاحب احسان ہیں پس یہ حسنؑ ہیں اور اللہ محسن ہیں ھذا یہ حسینؑ ہیں ۔ پھر خداوند عالم نے میرے اور حسینؑ کے نور سے نو آماموں کو خلق فرمایا اور ان کو آواز دی چنانچہ سب نے اللہ کی اطاعت کی ا قبل اس کے کہ خدا آسمان کا شامیانہ بناتا ۔ نہ تو زمین کا فرش بچھا تھا اور نہ ہی کسی ملک کو خلق کیا تھا اور نہ ہی کوئی ہمارے علاوہ انسان تھا (ہم اس وقت بھی) نور تھے اللہ کی تسبیح کرتے اس کا (امر) سنتے اور اس کی اطاعت کرتے تھے ۔

سلمان نے کہا ۔ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جو شخص ان تمام ائمہ کو پہچانتا ہوگا اس کا اجر و ثواب) کیا ہوگا ۔؟

پیغمبر اسلامؐ نے فرمایا ۔ اے سلمان جو ان کو حق معرفت کے ساتھ پہچانے گا اور ان کی پیروی کرے گا اور انکے چاہنے والوں کو دوست رکھتا ہوگا اور ان کے دشمنوں سے بیزاری کا اظہار کرے گا تو خدا کی قسم وہ اس طرح ، وارد ہوگا جس طرح ہم وارد ہوں گے ۔ اور اس جگہ رہے گا جہاں ہم رہیں گے ۔

سلمان نے کہا ۔ یا رسولؐ اللہ (آئمہؑ کے نام اور نسب کی معرفت حاصل کئے بغیر ان پر ایمان لایا جا سکتا ہے ؟

پیغمبر اسلامؐ نے فرمایا ۔ ہر گز نہیں

سلمان نے کہا ۔ یا رسولؐ اللہ ان میں سے حسینؑ تک پہچانتا ہوں ،

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔

ثم سید العابدین علی بن الحسین۔ ثم ابنہ محمّد بن علی باقر علم الاولین والاخرین من النبیین والمرسلین۔ ثم جعفر بن محمّد لسان اللہ الصادق ثم موسیٰ بن جعفر الکاظم غیظہ صبراً فی اللہ عزوجل۔ ثم علی بن موسیٰ الرضا لامر اللہ۔ ثم محمد بن علی المختار من خلق اللہ۔ ثم علی بن محمد الهادی الی اللہ۔ ثم الحسن بن علی الصامت الامین لسر اللہ۔ ثم محمد بن الحسن الهادی والمهدی الناطق القائم بحق اللہ

(حسین علیہ السلام کے بعد) زین العابدین علیہ السلام ہوں گے۔ پھر انکے فرزند محمد باقر علیہ السلام ہوں گے جو کہ اولین وآخرین میں سے انبیاءؑ ومرسلین کے علوم کو نشر فرمائیں گے۔ پھر امام جعفر الصادق (خدا کی سچی زبان ہوں گے) پھر راہ خدا میں اپنے غیظ وغضب کو ضبط اور صبر کرنیوالے امام موسیٰ کاظم علیہ السلام ہوں گے۔ پھر امر خدا پر راضی رہنے والے امام رضاؑ ہوں گے۔ پھر مخلوق خدا میں چنے ہوئے محمد تقیؑ ہوں گے۔ خدا کی طرف ہدایت کرنے والے علی نقیؑ ہوں گے پھر راز خدا کے امین امام حسن عسکریؑ ہوں گے

پھر حق اللہ کے قائم اور ناطق امام مہدی علیہ السلام ہوں گے۔

پیغمبر اسلام نے فرمایا۔ اے سلمان تم ان کا زمانہ دیکھ لو گے۔ اور جو شخص بھی تمہاری طرح حقیقت معرفت کے ساتھ ان کی ولایت کو تسلیم کرتا ہوگا وہ بھی ان تک پہنچ جائے گا۔

سلمان کہتا ہے۔ (یہ سن کر) میں نے بہت زیادہ شکر خدا کرتے ہوئے کہا یا رسول اللہ میں تو (امام مہدی) کے زمانے سے بہت دور ہوں۔

رسولؐ اللہ نے فرمایا۔ اے سلمان فرمان خدا کی تلاوت کرو۔

فَاِذَا جَاءَ وَعْدُ اُوْلٰهُمَا بَعَثْنَا عَلَيْكُمْ عِبَادًا لَّنَا اُولِىْ بَاْسٍ شَدِيْدٍ فَجَاسُوْا خِلٰلَ الدِّيَارِ وَكَانَ وَعْدًا مَّفْعُوْلًا۔ ثُمَّ رَدَدْنَا لَكُمُ الْكَرَّةَ عَلَيْهِمْ وَاَمْدَدْنٰكُمْ بِاَمْوَالٍ وَّبَنِيْنَ وَجَعَلْنٰكُمْ اَكْثَرَ نَفِيْرًا ﴿

سلمان کہتے ہیں۔ یہ سن کر میں اشتیاق قائمؑ میں زور زور سے گریہ کرنے لگا اور رسولؐ اللہ سے دریافت کیا آیا آپ رجعت کے وقت موجود ہونگے۔

پیغمبرؐ اسلام نے فرمایا۔ بیشک اس ذات کی قسم جس نے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو حق پر بھیجا میں وعلیؑ وفاطمہؑ والحسنؑ والحسینؑ اور نو ۹ ائمہ اور ہر وہ شخص جو ہم سے اور ہمارے ساتھ ہے او ہم میں سے ہے اے سلمان (اس وقت سب موجود ہوں گے) [۴۲]

[۴۲] تفسیر البرہان جلد (۲) صفحہ ۴۰۶ - صفحہ ۴۰۷

(یہ روایت اس امر پر دلالت کرتی ہے کہ دو سابقہ آیات کریمہ کی تاویل رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم و فاطمۃ الزہرا اور بارہ آئمہ علیہم السلام سے متعلق ہے جب کہ آپ حکم خدا سے رجعت فرمائیں گے۔)

(مولف)

۲

وَ کُلَّ اِنْسَانٍ اَلْزَمْنٰهُ طٰٓئِرَهٗ فِیْ عُنُقِهٖ وَ نُخْرِجُ لَهٗ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ کِتٰبًا یَّلْقٰهُ مَنْشُوْرًا

الاسراء ۱۳/

ترجمہ: اور ہم نے ہر انسان کے عمل کو اس کے گلے کا ہار بنا دیا ہے اور قیامت کے دن ہم اس کا نامہ اعمال اس کے سامنے نکال کر رکھ دیں گے جسے وہ کھلا ہوا پائے گا۔

حافظ سلیمان القندوزی (الحنفی) امام جعفر الصادق علیہ السلام کی سند سے روایت کرتے ہیں امام ؑ نے آیۂ مجیدہ (وکل انسان الزمناہ طائرہ فی عنقہ) کے بارے میں فرمایا کہ اس سے مراد ولایت امام ؑ مراد ہے۔ ۴۳

(یہ لفظ (الطائر) (یعنی نامہ اعمال) کی تاویل ہے اس لئے کہ امام مہدی علیہ السلام کی ولایت (الطائر) کے ظاہر اور واضح ترین مصادیق

۴۳ ۔ ینابیع المودۃ ص ۴۵۴

میں سے ہے اس لئے کہ تمام اعمال ولایتِ امامؑ سے ہی نشر ہوتے ہیں پس
ایسے شخص کے اعمال جو کہ امام صادقؑ کی ولایت کا اقرار کرتا ہوگا اس شخص
کے اعمال سے جدا ہوں گے جو کہ ابو حنیفہ کو اپنا امام مانتا ہوگا اور جب کہ ہر زمانے
کے لئے امام ثابت ہے۔ تو اطلاق حدیث تمام بارہ اماموں کو شامل ہوگا
جن کی ابتداء امیر المومنین علی بن ابی طالب علیہ السلام سے اور اختتام امام
مہدی المنتظر علیہ السلام پر ہوتا ہے۔

(مولف)

۳

وَاتِ ذَاالْقُرْبٰی حَقَّهٗ الاسراء ۲۶/

ترجمہ:۔ اور صاحب قرابت کو جو ان کا حق ہے دے دو۔

علامہ بحرانی نے اپنی تفسیر میں ثعلبی سے روایت کی ہے کہ اس سے
مراد رسول اللہ کے قرابت دار ہیں۔

علامہ بحرانی کہتے ہیں کہ پھر ثعلبی نے کہا سدی نے ابی دیلمی سے
روایت کی ہے کہ علی بن الحسین علیہ السلام نے شام میں رہنے والے ایک
شخص سے سوال کیا (اے شخص) کیا تو نے قرآن پڑھا ہے۔

اس شخص نے جواب دیا بیشک پڑھا ہے

امامؑ ـــــ کیا تو نے سورہ بنی اسرائیل سے اس آیت (وَاتِ
ذاالقربی حقهٗ) کو نہیں پڑھا۔

اس شخص نے کہا کیا آپ ہی وہ رسول کے قرابت دار ہیں جنکا حق
دیئے جانے کے بارے میں خدا نے حکم فرمایا ہے؟

امامؑ۔ بیشک۔ [۴۴]

[۴۴] ۔غایۃ المرام صـ۳۲۳

حافظ الحکانی (الحنفی) روایت کرتے ہیں کہ ہم سے ابو سعید الخدری نے (اسناد مذکورہ کے ذریعہ) بیان کیا ابی سعید خدری کہتا ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر آیت (وأت ذا القربیٰ حقہ) نازل ہوئی تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فاطمہؑ کو بلا کر فدک اور زمین کا ٹکڑا عطا کیا اور فرمایا یہ وہ حصّہ ہے جس کو اللہ نے تیرے اور تیرے بعد والوں کو دیا ہے۔ [۴۵]

یاقوت الحموی اپنی کتاب معجم میں کہتا ہے کہ (فدک) ایک قریہ کا نام ہے جو مدینہ سے دو یا تین روز کی مسافت پر ہے جس کی زمین قابل زراعت ہے چشمے اور بہت سے کھجور کے درخت ہیں۔ [۴۶]

---

[۴۵] - شواہد التنزیل جلد (۱) ص۳۴۰ - ص۳۴۱

[۴۶] - معجم البلدان مادہ (فدک)

(۴)

وَمَنْ قُتِلَ مظلومًا فَقَدْ جَعَلْنَا لِوَلِیِّهٖ سُلْطَانًا فلا یُسْرِفْ فِی الْقَتْلِ اِنَّهٗ کَانَ مَنْصُوْرًا / الاسراء/۳۳

ترجمہ:۔ اور جو شخص ناحق قتل کیا جائیگا تو ہم ضرور اس کے وارث کو (قاتل سے قصاص لینے کا) اختیار دیں گے اور اسے چاہیئے کہ قتل (کے سلسلے میں (شرع کی معین کردہ حد) سے تجاوز نہ کرے بلاشبہ ناحق قتل ہونے والا (دنیا و آخرت دونوں) میں مظفر و منصور ہے۔

حافظ سلیمان القندوزی عبدالسلام بن صالح الہروی نے علی الرضاؑ ابن موسیٰ الکاظم (علیہما السلام) سے آیت کریمہ کے متعلق۔ (ومن قتل مظلومًا فقد جعلنا لولیہ سلطانًا فلا یسرف القتل انہ کان منصورًا) روایت کی آپ نے فرمایا کہ یہ آیت امام حسین و مہدی علیہما السلام کے لئے نازل ہوئی ہے۔

یعنی (قتل مظلومًا) سے مراد حسین بن علیؑ اور (ولیہ) سے مراد امام الحجۃ علیہم السلام ہیں۔

۵

اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ يَبْتَغُوْنَ اِلٰى
رَبِّهِمُ الْوَسِيْلَةَ اَيُّهُمْ اَقْرَبُ وَيَرْجُوْنَ
رَحْمَتَهٗ وَيَخَافُوْنَ عَذَابَهٗ ۔ الاسراء/ ۵۷

ترجمہ:۔ یہ لوگ ان میں جو سب سے زیادہ (خدا سے) قرابت رکھنے والے ہیں (یعنی عیسی ابن مریم) وہ خود ہی اپنے پروردگار کے ذریعہ تقرب طلب گار ہیں اور یہ سب اس کی رحمت سے آس لگاتے اور اس کے عذاب سے ڈرتے ہیں۔

حافظ الحکانی (الحنفی) روایت کرتے ہیں کہ ہمیں محمد بن عبداللہ بن احمد نے (اسناد مذکورہ کے ذریعہ) عکرمہ کے واسطے سے قول خداوند عالم (اولئک الذین یدعون یبتغون الی ربھم الوسیلہ) کے بارے میں خبر دی عکرمہ نے کہا (ھم النبی و علی و فاطمہ والحسن و الحسین (علیہم السلام) ۴۸ھ

اس سے مراد پیغمبر اسلامؐ و علیؑ و فاطمہؑ اور حسنؑ و حسینؑ ہیں

۴۸ھ - شواہد التنزیل جلد (۱) ص ۳۴۳

۶

وَاسْتَفْزِزْ مَنِ اسْتَطَعْتَ مِنْهُمْ بِصَوْتِكَ
وَاَجْلِبْ عَلَيْهِمْ بِخَيْلِكَ وَرَجِلِكَ
وَشَارِكْهُمْ فِى الْاَمْوَالِ وَالْاَوْلَادِ وَعِدْهُمْ
وَمَا يَعِدُهُمُ الشَّيْطٰنُ اِلَّا غُرُوْرًا / الاسراء/ ۶۴

ترجمہ:۔ اور ان سے تو جس کسی کو بھی راہ حق سے ہٹا سکتا ہے اسے اپنی آواز (دعوت شر) سے ہٹا دے اور ان کے مقابلہ پر اپنے سوار اور اپنے پیادے بلا کر اکٹھا کر دے اور ان کے مال اور اولاد میں ساجھا کرے اور ان سے (جھوٹے وعدہ کر) اور شیطان ان سے جو وعدہ کرتا ہے وہ سوائے دھوکے اور فریب کے کچھ اور نہیں ہوتے۔

حافظ الحاکم الحکانی (الحنفی) روایت کرتے ہیں کہ مجھ سے ابوالحسن نے (اسناد مذکورہ کے ذریعہ) حبۃ العرنی کے واسطے سے رویت بیان کی وہ کہتا ہے کہ میں نے علیؑ کو یہ فرماتے ہوتے سنا کہ میں پیغمبر اسلام صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں ایسے وقت حاضر ہوا کہ جس وقت میں آنحضرتؐ کی خدمت میں

نہیں جاتا تھا اس وقت میں نے آپ کی خدمت میں ایک کریہہ المنظر شخص کو بیٹھے ہوئے پایا جس کو میں نہیں جانتا تھا چنانچہ جیسے ہی اس نے مجھے دیکھا تو فوراً ہی بھاگ کھڑا ہوا۔

علیؑ ۔ فرماتے ہیں یا رسول اللہ یہ کون تھا جس کو میں نے اس سے قبل نہیں دیکھا۔

رسولؐ اللہ ۔ شیطانوں کا شیطان ہے، میں نے اس کو دیکھنے کے لئے اپنے پروردگار سے سوال کیا کہ مجھے دکھائے۔ شیطان کو اس خلقت کے ساتھ میرے اور تمہارے علاوہ کسی نے نہیں دیکھا۔

علیؑ کہتے ہیں ۔ میں اس شیطان کی تلاش میں نکلا یہاں تک کہ میں نے اس کو پکڑ کر مارنا شروع کیا اور اس کے سینے پر سوار ہوگیا

شیطان ۔ یا علیؑ تم کیا چاہتے ہو۔

علیؑ ۔ فرماتے ہیں میں تجھے قتل کرنا چاہتا ہوں۔

شیطان ۔ اے علی تم مجھ پر قابو نہیں پا سکتے ہو۔

علیؑ ۔ آخر کس لئے ؟

شیطان ۔ اس لئے کہ تمہارے پروردگار نے مجھے "یوم الدین" تک کی مہلت دی ہے۔ اے علی مجھے چھوڑ دو اس لئے کہ میرے پاس تمہارے اور تمہاری اولاد کے لئے وسیلہ موجود ہے۔

علیؑ ۔ وہ کیا ہے ؟

شیطان ۔ اے علیؑ تمہیں اور تمہاری اولاد سے کوئی عداوت نہیں رکھے گا مگر، میں اس کے ساتھ ماں کے شکم میں شریک رہا ہوں گا۔ پھر کہتا ہے کیا خداوند عالم نے نہیں فرمایا۔

(وَشَارِكْهُمْ فِى الْاَمْوَالِ وَالْاَوْلَادِ)

[یوم الدین سے مراد۔ روز قیامت نہیں ہے اس لئے کہ شیطان کو خدا نے (الی یوم المعلوم) یعنی روز معلوم تک کی مہلت دی ہے روز جزا کو (یوم الدین) اس وجہ سے کہا جاتا ہے کہ اس روز (اعمال) پر جزا بھی دی جائے گی۔ بعض افراد کو اور ان ہی بعض میں سے الشیطان بھی ہے ۔]

(مولف)

۷

يَوْمَ نَدْعُوا كُلَّ أُنَاسٍ بِإِمَامِهِمْ فَمَنْ
أُوتِيَ كِتَابَهُ بِيَمِينِهِ فَأُولَئِكَ يَقْرَءُونَ
كِتَابَهُمْ وَلَا يُظْلَمُونَ ۔ / الاسراء / ۷۱

ترجمہ :- (اس دن کو یاد کرو) جس دن ہم ہر گروہ (کے لوگوں) کو ان کے امام کے ساتھ بلائیں گے پس (اس روز) جن جن کو ان کا نامہ عمل ان کے داہنے ہاتھ میں دیا جائے گا وہ لوگ اپنے عمل کو (خوشی خوشی) پڑھیں گے اور ان کے ثواب میں ذرا بھی کمی نہ کی جائے گی ۔

علامہ بحرانی روایت کرتے ہیں کہ یوسف القطان نے اپنی تفسیر میں شعبہ وقتادہ کے واسطے ابن عباس سے ۔ قول خدا (یوم ندعوا کُلّ اُناس باما مھم) کے بارے میں اس طرح روایت کی ہے۔

ابن عباس کہتے ہیں ۔ کہ قیامت کے روز خداوند عالم آئمۃ الہدیٰ (ہدایت کے) روشن چراغ اور متقین کے پیشوا امیرالمومنین وحسن وحسین (علیہم السلام) کو بلائے گا اور کہے گا کہ تم اور تمہارے شیعہ پل صراط سے گذر جاؤ اور بغیر کسی حساب کے جنّت میں داخل ہو جاؤ۔

پھر خداوند عالم، فاسقین کے اماموں کو بلائے گا۔ خدا کی قسم یقیناً یزید انہی فاسقین میں ہوگا ۔ اور کہے گا کہ اپنے چاہنے والوں کا ہاتھ پکڑ کر بے حساب جہنم میں چلے جاؤ۔ ۱؎

۱؎ غایۃ المرام ص ۲۷۲

سورۃ الکہف

اس میں دو آئتیں ہیں

۱ :- واذ قلنا للملائکۃ اسجدوا لادم فسجدوا الا ابلیس / ۵۰

۲ :- واما من امن وعمل صالحًا فلہ جزاءً الحسنیٰ / ۸۸

۱

وَاِذْ قُلْنَا لِلْمَلٰٓئِكَةِ اسْجُدُوْا لِاٰدَمَ فَسَجَدُوْا اِلَّآ اِبْلِيْسَ / الکہف / ۵۰

ترجمہ :- اور (اس وقت کو یاد کرو) جب ہم نے تمام فرشتوں سے کہا تھا کہ سب کو سجدہ (تعظیمی) کرو سو۔ ان سب نے سجدہ کیا سوائے ابلیس کے۔

علامہ بحرانی فرماتے ہیں کہ دو بزرگان اہل سنّت قاضی ابو عمر وعثمان بن احمد نے اس روایت مرفوعہ کی نسبت ابن عباس سے دی ہے ابن عباس پیغمبر اسلام سے اس طرح روایت کرتے ہیں۔ پیغمبر اسلام نے فرمایا کہ جب جناب آدم علیہ السلام سے ترک اولیٰ سرزد ہوا تو انھوں نے (بعض) صورتوں کو عرش کے کناروں پر چمکتے ہوئے دیکھا تو کہنے لگے اے پروردگار میں کچھ صورتیں دیکھ رہا ہوں جو میری خلقت سے مشابہ ہیں یہ کون ہیں۔؟

پروردگار نے فرمایا یہ دو نورانی شکلیں تمہاری اولاد میں سے ہیں جن میں سے ایک کا نام (محمدؐ) ہے میں نبوت کی ابتداء تم سے کرونگا اور اس کا اختتام (محمدؐ) کے ذریعہ کروں گا۔ اور دوسرا محمدؐ کا چچازاد بھائی علیؑ

ہے میں محمدؐ کی تائید اور مدد علیؑ ہی کے ذریعہ کرواؤں گا۔

اور یہ انوار جوان دونوں کے گرد ہیں اس نبیؐ کی ذریت ہیں (جو کہ) اس کے بھائی سے ہیں یہ (محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم) اپنی بیٹی فاطمہ کی شادی (علی) سے کردیں گے جو کہ علی پر ایمان لانے اور ان کی تصدیق کرنے میں سب سے پہلی مخلوق ہوگی اس کا جمال عورتوں کی سرداری ہے اور اپنی ذریت کو (جہنم) کی آگ سے چھٹکارا دلائے گی۔ قیامت کے روز (محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سبب اور نسب کے علاوہ تمام سبب ونسب ختم ہوجائیں گے۔

یہ سن کر آدمؑ شکر بجا لائے کہ اس نے ایسی ہستیوں کو میری ذریت قرار دی۔

تو خداوند عالم نے آدمؑ کے سجدے کے عوض تمام ملائکہ کو آدمؑ کے سجدۂ (تعظیمی) کرنے کا حکم دیا۔ ۲؎

[ہم نے اس حدیث کو موجودہ آیت کریمہ کی تفسیر میں اس لئے ذکر کیا ہے کہ یہ حدیث اس امر پر دلالت کر رہی ہے کہ اس امت کے سبب اساسی پیغمبر اسلامؐ (صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم) اور انکے اہل بیت علیہم السلام ہیں گویا کہ یہ آیۃ انہی اہل بیتؑ علیہم السلام) کی جانب اشارہ کر رہی ہے ؎

(مولف م)

۲؎ ۔ غایۃ المرام ص ۳۹۳

(۲)

وَاَمَّا مَنْ اٰمَنَ وَعَمِلَ صَالِحًا فَلَهٗ جَزَآءَ الْحُسْنٰى وَسَنَقُوْلُ لَهٗ مِنْ اَمْرِنَا يُسْرًا / الکہف ۸۸

ترجمہ:۔ اور جو ایمان لے آئیگا اور نیک کام کریگا اس کیلئے بہتر سے بہتر ثواب بطور جزا (طے شدہ) ہے اور ہم اُسے اپنے احکام میں سے ایسے حکم (پر عمل درآمد کرنے) کو کہیں گے جو سہل (و آسان ہو)

حافظ البحرانی (فقیہ شافعی) ابراہیم بن محمد الحموینی سے (اسناد مذکورہ کے ذریعہ) علی بن ابی طالب علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ پیغمبرؐ اسلام فرماتے ہیں! میرے پاس پروردگار کی جانب سے جبرئیل آئے اور کہا کہ پروردگار تم پر درود وسلام کے بعد ارشاد فرماتا ہے ۔ (بَشِّرِ الَّذِيْنَ يَعْمَلُوْنَ الصَّالِحَاتِ وَيُؤْمِنُوْنَ بِكَ وباهل بيتك الجنّة فلهم عندی جزاء الحُسنىٰ ۔ ۳؎

اے میرے حبیب جو لوگ اعمال صالحہ بجا لاتے ہیں تم پر اور تمہارے اہل بیت علیہم السلام پر ایمان رکھتے ہیں ان کو جنّت کی بشارت دیدو پس ان کے لئے میری بہترین جزا ہے۔

۳؎ ۔ غایۃ المرام ص ۵۸۴

سورۃ مریم علیہا السلام

اس میں دو آیتیں ہیں۔

۱ :- کٓهٰیٰعٓصٓ ﴿مریم / ۱﴾

۲ :- اِنَّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ سَیَجْعَلُ لَهُمُ الرَّحْمٰنُ وُدًّا ﴿مریم / ۹۶﴾

۱

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

کٓهٰیٰعٓصٓ / مریم آیت / ۱

حافظ سلیمان القندوزی (الحنفی) سعد بن عبداللہ سے روایت کرتے ہیں سعد بن عبداللہ۔ کہتا ہے کہ میں ہمیشہ مختلف علوم کے رموز و حقیقت میں سرگرداں رہتا تھا چنانچہ میں نے ایک ایسی ڈائری بنائی تھی کہ جس کے اندر چالیس سے زائد مشکل ترین مسائل تھے لہذا میں نے سوچا کہ ان کے جوابات اپنے گاؤں کے رہنے والے صحابی امام حسن عسکری علیہ السلام احمد بن اسحاق سے دریافت کروں جب میں احمد بن اسحاق کے پاس پہونچا تو وہ آقا و مولا امام حسن عسکریؑ کی زیارت سے مشرف ہونے سامرا جا چکے تھے چنانچہ راستے میں ملاقات ہو گئی لہذا ہم دونوں نے امام حسن عسکری علیہ السلام سے اجازت لے کر حاضر خدمت ہوئے ملاقات کے بعد امام علیہ السلام نے مجھ سے پوچھا کس لئے آنا ہوا؟ میں نے جواب دیا آپ کا شوق دیدار یہاں لایا ہے۔ امام عسکریؑ نے فرمایا جن مسائل کے بارے میں پوچھنا چاہتے ہو میرے فرزند (یعنی امام المہدی) سے دریافت کر لو پس امام حسن عسکریؑ کے صاحبزادے نے کہا جو پوچھنا چاہتے ہو

پوچھ لو۔ چنانچہ میں نے یکے بعد دیگرے مسئلہ دریافت کرنا شروع کر دیا یہاں تک کہ (فرزند) امام مجھے تسلی بخش جواب عنایت کرتے رہے۔ پھر میں نے کہا انہی مسائل میں ایک مسئلہ (کہیعص) ہے۔

آپ نے فرمایا (الکاف) سے مراد کربلا ہے (والھاء) سے مراد ہلاکت عترت (والیا) یزید ملعون (والعین) عترت کی پیاس (والصاد) عترت کا صبر۔ ؎۴

؎۴ - ینابیع المودہ ص ۴۶۰

(۱)

اِنَّ الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ سَیَجۡعَلُ لَهُمُ الرَّحۡمٰنُ وُدًّا

/مریم /۹۶

ترجمہ:۔ بیشک جو لوگ ایمان لائے ہیں اور انھوں نے نیک کام کئے ہیں عنقریب خدا ان کے لئے (دلوں میں) محبت قرار دے گا۔

حنفی عالم محمد الصبان المصری روایت کرتے ہیں کہ سلفی نے محمد بن الحنفیہ سے آیت قرآن۔ (ان الذین اٰمنوا وعملوا الصالحات سَیَجۡعَلُ لھم الرحمٰن وُدًّا) کے متعلق امام سے دریافت کیا تو آپ نے فرمایا۔ (لا تلقی مؤمنًا ولا مُؤمِنَةً الا وفی قَلۡبه ودلعلی واهل بیته) ؎۵

"مومنین سے کوئی ایسا مرد اور عورت نہیں کہ جس کے دل میں علیؑ اور ان کے اہل بیتؑ کی محبت نہ ڈالی گئی ہو"

اور یہی بات فرقہ شافعی کے علامہ سبلنجی نے اپنی کتاب نور الابصار میں ذکر کی ہے

؎۵ - اسعاف الراغبین ص ۱۰۹ ؎۶ - نور الابصار ص ۱۱۲

سُوۡرَةُ طٰهٰ

اس میں چار آیتیں ہیں

۱ :۔ وَاِنِّیۡ لَغَفَّارٌ لِّمَنۡ تَابَ وَعَمِلَ صَالِحًا /۸۲

۲ :۔ اِلَّا مَنۡ اَذِنَ لَهُ الرَّحۡمٰنُ وَرَضِیَ لَهُ قَوۡلًا /۱۰۹

۳ :۔ وَأۡمُرۡ اَهۡلَكَ بِالصَّلٰوةِ /۱۳۲

۴ :۔ فَسَتَعۡلَمُوۡنَ مَنۡ اَصۡحٰبُ الصِّرَاطِ السَّوِیِّ /۱۳۵

(۱)

وَاِنِّیۡ لَغَفَّارٌ لِّمَنۡ تَابَ وَاٰمَنَ وَعَمِلَ صَالِحًا ثُمَّ اهۡتَدٰی /طٰهٰ /۸۲

ترجمہ :۔ اور جو کوئی (کفر سے) توبہ کرے اور ایمان لے آئے اور نیک کام کرے پھر اس کے بعد ہدایت کے راستہ پر مضبوطی سے قائم رہے اسے میں بڑا بخشنے والا (بھی) ہوں۔

حافظ الحنفی سلیمان القندوزی حاکم نیشاپوری سے اس کی سند کے ساتھ انس بن مالک سے روایت کرتے ہیں کہ آیت سے۔

(اهتدیٰ الی ولایة اهلبیت النبی (صلی الله علیہ والہ وسلم) ؎

(اہل بیت النبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی ولایت کی ہدایت پانا مراد ہے)

اور اسی طرح حافظ الحنفی سلیمان القندوزی ایک دوسری روایت صاحب مناقب سے سند مذکورہ کے ذریعہ علی علیہ السلام سے اس طرح کرتے ہیں۔

(عن علي (رضی الله عنہ) قال والله لو تاب رَجُلٌ وَاٰمَنَ وَعَمِلَ صالحًا وَلَمْ یهتد الی ولایتنا ومودتنا ومعرفة

فضلنا ما اغنی عنہ ذالك شیئًا۔

علی علیہ السلام فرماتے ہیں خدا کی قسم اگر کوئی شخص توبہ کرے اور ایمان لاکر اعمال صالحہ انجام دے (ان تمام باتوں کے باوجود) ہماری ولایت ومودت کی طرف ہدایت حاصل نہ کرسکے اور ہماری فضیلت کو نہ پہچانے۔ تو ان تمام چیزوں میں سے کوئی چیز اس کو فائدہ نہ دیگی۔

۲

یَوْمَئِذٍ لَّا تَنْفَعُ الشَّفَاعَةُ اِلَّا مَنْ اَذِنَ لَهُ الرَّحْمٰنُ وَرَضِیَ لَهُ قَوْلًا / طٰہٰ - ۱۰۹/

ترجمہ:- عه اس دن بجز اس کے کسی کی سفارش فائدہ نہ دے گی جس کو (خود) خدا نے (اس کی) اجازت دیدی ہو اور اس کے بولنا پسند کرلیا ہو۔

فقیہ شافعی (ابن حجر) عسقلانی سے اسناد مذکورہ کے ذریعہ ابی ہریرہؓ کے واسطے سے پیغمبر اسلام (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) سے روایت کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص بھی یہ کہے گا۔

اللهم صَلِ علی مُحمّد وَعلیٰ آلِ محمّد کَمَا صَلَّیْتَ علیٰ اِبْرَاهِیْمَ وعَلیٰ آلِ اِبْرَاهِیْمَ وبَارِكْ علیٰ مُحمّد وعلیٰ آلِ مُحمّد کَمَا بَارَکْتَ علیٰ اِبْرَاهِیْمَ وعلیٰ آلِ اِبْرَاهیم وترحم علیٰ مُحمّد وعلیٰ آل مُحمّد کما ترحمت علیٰ ابراهیم وعلی آلِ ابراهیم) میں قیامت کے روز اسکی گواہی اور اس کی شفاعت کروں گا۔ ؂۹

۹ - فضائل الخمسہ از (فتح الباری) جلد (۲) ص

۳

وَأْمُرْ اَهْلَكَ بِالصَّلٰوةِ وَاصْطَبِرْ عَلَيْهَا /طہٰ / ۱۳۲

ترجمہ:۔ اور تم اپنے گھر والوں کو نماز پڑھتے رہنے کا حکم دو اور خود بھی اس کے پابند رہو۔

شافعی فقیہ جلال الدین السیوطی تفسیر (الدر المنثور) میں روایت کرتے ہیں کہ ابن مردویہ اور ابن عساکر و ابن نجار نے ابی سعید الخدری سے روایت کی ہے ابی سعید خدری کہتے ہیں کہ جب آیت (وامر اھلک بالصلوٰۃ) نازل ہوئی تو پیغمبر اسلام مسلسل آٹھ ماہ تک علیؑ کے دروازے پر آئے اور فرماتے تھے (الصلوٰۃ رحمکم اللہ) اے اہل بیت خدا تم پر اپنی رحمتیں نازل فرمائے نماز کا خیال رکھنا۔ پھر فرماتے تھے (انما یرید اللہ لِيُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ اھل البیت و یطھرکم تطھیراً) ؎۱

اے اہل بیت نبوت اللہ کا ارادہ اس کے سوا کچھ نہیں کہ تم سے ہر طرح کی پلیدگی وکثافت کو دور رکھے۔

؎۱ الدر المنثور جلد (۴) ص ۳۱۳

۴

فَسَتَعْلَمُوْنَ مَنْ اَصْحٰبُ الصِّرَاطِ السَّوِيِّ وَمَنِ اهْتَدٰی۔ (طہٰ / ۱۳۰)

ترجمہ:۔ تمہیں عنقریب یہ معلوم ہو جائے گا کہ سیدھے راستے (پر چلنے) والے کون ہیں اور ہدایت یافتہ کون ہیں۔

علامہ بحرانی اعمش سے بطریق مرسل ابی صالح کے ذریعہ سے ابن عباس سے آیہ کریمہ (فستعلمون من اصحاب الصراط السوی) کے بارے میں روایت کرتے ہیں ابن عباس نے کہا (ھو واللہِ محمد واھل بیتہ) یعنی اس سے مراد محمدؐ و اہل بیت محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں۔ ؎۱

؎۱ ۔ غایۃ المرام ص ۳۰۵

سورۃ الانبیاء

اس میں پانچ آیتیں ہیں

۱:- فاسئلوا اهل الذكر ان كنتم لا تعلمون /۷

۲-۴:- ان الذين سبقت لهم منا الحسنىٰ (الیٰ) هذا يومكم الذى كنتم توعدون /۱۰۰-۱۰۲

۵:- ان الارض يرثها عبادى الصالحون /۱۰۵

۱

فَاسْئَلُوا اَهْلَ الذِّكْرِ اِنْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ

ترجمہ:- اگر تم خود نہیں جانتے تو اہل ذکر سے دریافت کر لو۔

علامہ الحاکم الحکانی (حنفی) سند مذکورہ کے ذریعہ فضل بن یسار کے واسطے سے امام محمد باقرؑ سے قول خدا (فَاسْئَلُوا اَهْلَ الذكر) کے متعلق روایت کرتے ہیں۔ امام علیہ السلام نے فرمایا (هم الائمة من عدة رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم) یعنی اس آیت سے مراد وہ تمام آئمہ علیہم السلام ہیں جو کہ پیغمبر اسلام کی جماعت سے ہیں۔ پھر آپ نے اس آیت کی تلاوت فرمائی۔ (وَاَنْزَلْنَا عَلَيْكُمْ ذِكْرًا رَّسُوْلًا) الطلاق- آیت/۱۰

اور ہم نے تمہارے اوپر ذکر نازل کیا جو کہ رسول ہیں۔ [۱۱]

---

۱۱ - شواہد التنزیل جلد (۱) ص۳۲۷

۲

اِنَّ الَّذِیۡنَ سَبَقَتۡ لَهُمۡ مِّنَّا الۡحُسۡنٰۤی اُولٰٓئِكَ
عَنۡهَا مُبۡعَدُوۡنَ ۔ لَا یَسۡمَعُوۡنَ حَسِیۡسَهَا
وَهُمۡ فِیۡ مَا اشۡتَهَتۡ اَنۡفُسُهُمۡ خٰلِدُوۡنَ
لَا یَحۡزُنُهُمُ الۡفَزَعُ الۡاَکۡبَرُ وَتَتَلَقّٰهُمُ
الۡمَلٰٓئِکَةُ هٰذَا یَوۡمُکُمُ الَّذِیۡ کُنۡتُمۡ
تُوۡعَدُوۡنَ ۔ / الانبیاء / ۱۰۰-۱۰۲

ترجمہ:۔ اے لوگ جن کے لئے ہماری جانب سے بھلائی پہلے ہی (مقدر) ہو چکی ہے یہ لوگ بلاشبہ اس (جہنم) سے دور رکھے جائیں گے (یہاں تک کہ) یہ اس کی بھنک بھی نہیں سونگھیں گے اور جن چیزوں کو ان کا جی چاہے گا ان میں ہمیشہ ہمیشہ رہیں گے ان کو (جہنم کے عذاب کا) سب سے بڑا خوف غم میں نہ ڈالے گا اور (قبروں سے نکلتے ہی) فرشتے آگے بڑھ کر ان کا استقبال کریں گے (اور یہ کہیں گے کہ) تم سے (دنیا میں) جس کا وعدہ کیا جاتا تھا وہ یہی ہے۔

حافظ الحکانی روایت کرتے ہیں کہ ہم سے ابوالحسن الفارسی نے (اسناد

مذکورہ کے ذریعہ) علی علیہ السلام سے روایت کی ہے۔

علیؑ فرماتے ہیں مجھ سے پیغمبر اسلام نے فرمایا اے علیؑ یہ آیت۔ (ان الذین سبقت لهم منا الحسنیٰ اولئك عنها مُبعَدُونَ) ۱۳؎ تمہارے بارے میں نازل ہوئی۔

اور اسی طرح حافظ الحکانی (الحنفی) ابی بکر السبیعی سے (اسناد مذکورہ کے ذریعہ) ابی عمر النعمان بن بشیر (جو کہ علیؑ کی بزم میں شریک ہوتا رہتا تھا) سے روایت کرتے ہیں۔ عمر نعمان بن بشیر کہتا ہے کہ علی نے فرمایا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا کہ اے علی یہ ارشاد خداوندی۔ (لَا یَسۡمَعُوۡنَ حَسِیۡسَهَا) تمہارے بارے میں نازل ہوا ہے۔

حافظ الحکانی (الحنفی) کہتے ہیں کہ پیغمبر اسلام نے علیؑ سے فرمایا یا علی تمہارے بارے میں (لا یحزنهم الفزع الاکبر) نازل ہوئی۔ لوگوں سے بھی (حساب کا) مطالبہ ہو رہا ہوگا لیکن تم جنت کی نعمتوں سے فیضیاب ہو رہے ہوگے ۱۵؎

۱۳؎ شواہد التنزیل جلد (۱) ص ۳۸۴

۱۴؎ شواہد التنزیل جلد (۱) ص ۳۸۵

۱۵؎ شواہد التنزیل جلد (۱) ص ۳۸۴

۳

وَلَقَدْ كَتَبْنَا فِي الزَّبُوْرِ مِنْ بَعْدِ الذِّكْرِ اَنَّ الْاَرْضَ يَرِثُهَا عِبَادِيَ الصّٰلِحُوْنَ ـ الانبیاء/۱۰۵/

ترجمہ :- اور ہم لوح محفوظ کے بعد تمام آسمانی کتابوں میں یہ بات تحریر کر چکے ہیں کہ ہمارے مخصوص نیک بندے (دنیا بھر کی) زمین کے مالک ہوں گے۔

حافظ سلیمان القندوزی روایت کرتے ہیں کہ امام محمد باقر اور امام صادق علیہما السلام نے فرمایا کہ اس آیت سے مراد ۔ قائم المہدی علیہ السلام اور ان کے اصحاب ہیں ۔ ۱۶ھ

۱۶ھ ـ ینابیع المودة ـ ص۵۱۰

سُوْرَةُ الْحَجِّ

اس میں گیارہ آیتیں ہیں

۱ :- وان الساعة آتية لاريب فيها /۷

۲ :- ومن يعظم شعائر الله فانها من تقوى القلوب /۳۲

۳-۴ اذن للذين يقاتلون (الى) الا ان يقولوا ربنا الله /۳۹-۴۰

۵ :- الذين مكناهم فى الارض /۴۱

۶ :- وان الله لهاد الذين آمنوا الى صراط مستقيم /۵۴

۷ :- حتى تاتيهم الساعة بغتة /۵۵

۸ :- ومن عاقب بمثل ما عوقب به /۶۰

۹ :- ویمسك السماء ان تقع
علی الارض الا باذنك
۶۵/
۱۰-۱۱ :- یا ایها الذین آمنوا ارکعوا
وسجدوا (الی) ونعم النصیر /۷۷-۷۸

۱

وان الساعة اٰتیةٌ لا ریبَ فیھَا / الحج/۷

ترجمہ :- اور قیامت یقیناً آنے والی ہے اس (کے آنے میں) کسی شبہ کی گنجائش نہیں۔

فقیہ (شافعی) عبدالرحمٰن بن ابی السیوطی اپنی تفسیر میں ابی داؤد اپنی سنن میں ابی سعید الخدری سے روایت کرتے ہیں ابی سعید خدری کہتے ہیں پیغمبر اسلام (صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے فرمایا

" لا تقوم السَّاعةُ حتی یملكَ الارض (المهدی) منی اجل الجبهة اقنی الانف۔ یملا الارض قسطاً وَعَدْلاً۔ كَمَا ملئت قبله ظلماً وجوراً) " الحدیث [۱۸]

ترجمہ :- قیامت نہیں آئے گی یہاں تک کہ زمین کا مالک (المہدی) میری (اولاد) سے ہوگا جس کی پیشانی کشادہ۔ ناک بلند ہوگی۔ عدل و انصاف سے زمین کو

[۱۸] ۔ الدرالمنثور جلد (۶) ص ۵۰

اس طرح بھر دیگا جس طرح وہ ظلم وجور سے پہلے سے بھری ہوئی ہوگی۔

سیوطی نے کہا کہ احمد (بن حنبل) نے ابی سعید الخدری سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے فرمایا۔

" ابشرکم بالمهدی ۔ یَبْعَثُهُ اللّٰہ فی امتی، علی اختلاف من الزمان وزلازل۔ فیملأ الارض قسطاً وعدلاً کما ملئت جوراً وظلماً ویرضی عنه ساکنو السّماء وساکنو الارض یقسم المال صحاحاً "

ترجمہ:۔ میں تم کو مہدی (القائمؑ) کی بشارت دیتا ہوں جس کو خداوند عالم ایسے زمانے مبعوث فرمائے گا جس میں اختلاف اور زلزلے واقع ہونگے پس مہدی زمین کو اس طرح عدل وانصاف سے بھر دیگا جس طرح وہ ظلم وجور سے بھری ہوگی اور اس سے اہل آسمان واہل زمین راضی ہونگے وہ مال کو صحیح طریقے سے تقسیم کریں گے

فقال له رجلٌ! ما صحاحاً ۔ ایک شخص نے رسول اللہؐ سے دریافت کیا کہ صحاحا سے کیا مراد ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا (بالسویة بین الناس) یعنی لوگوں کے درمیان مساوات وبرابری۔

[اگر موجودہ آیت میں (الساعة) سے مراد ظہور امام مہدی علیہ السلام

مراد لیا جائے تو بعید نہیں ہے۔ اس طرح کے معنی باطنی ہوں گے یا ظاہر بمعنی اعم ہوں گے اس لئے کہ (الساعة) قرآن وسنت اور عترہ کی اصطلاح میں دو معنی میں استعمال ہوا ہے۔

(۱) (ساعة الظهور المهدی) یعنی امام مہدیؑ کے ظہور کا وقت

(۲) (ساعة القیامة) یعنی قیامت کا وقت۔ بالکل اسی طریقے سے لفظ (الحشر) پر اصطلاح شرع میں دو معنی کا اطلاق ہوتا ہے۔

(۱) ظہور امام مہدی علیہ السلام کے وقت میں بعض افراد کا محشور ہونا۔

(۲) قیامت کے روز تمام لوگوں کا محشور ہونا۔

(۱) پہلے حشر کی دلیل (یوم نحشر من کل امة فوجاً[21]/سورہ نمل ۸۳

ترجمہ:۔ جس دن ہم ہر ہر امت میں سے ایک ایک گروہ کو زندہ کرکے اکٹھا کریں گے۔

(۲) دوسرے حشر کی دلیل۔ (وَحَشَرْنَاهُمْ فَلَمْ نُغَادِرْ مِنْهُمْ أَحَداً[22]

ترجمہ:۔ اور ہم ان سب کو (عرصہ محشر میں) اس طرح جمع کریں گے کہ ان میں سے کسی ایک کو نہ چھوڑیں گے۔)

(مؤلف)

۲۱ - سورۃ نمل آیۃ ۸۳

۲۲ - سورۃ الکہف آیۃ ۴۷

۲

وَمَنْ يُعَظِّمْ شَعَائِرَ اللّٰهِ فَإِنَّهَا مِنْ تَقْوَى الْقُلُوبِ حج/۳۲

ترجمہ:- اور جو شخص خدا کی نشانیوں کا احترام کرے گا (تو اسے معلوم ہونا چاہیئے کہ) یہ امر دلوں کی پرہیزگاری (رکھنے والے لوگوں کا کام) ہے۔

ا حافظ القندوزی (الحنفی) علی بن ابی طالب علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے اپنے خطبے میں ارشاد فرمایا (نحن الشعائر والاصحاب، و الخزنة والابواب)[۲۳] ہم ہی شعائر واصحاب وخزانے اور دروازے ہیں۔

کسی بھی جگہ اور اس مقام پر (نحن) سے مراد اہل بیتؑ ہیں جنکو خداوند عالم نے اپنے امر ونہی اور قدرت کا مظہر قرار دیا ہے۔

لہذا لفظ (شعائر) سے امیر المومنین کی تاویل کرنے میں کوئی منافات نہیں ہے اگرچہ اس کی تنزیل وتفسیر حج اور حجاج کے شعائر میں وارد ہوئی ہے

۲۳ھ - ینابیع المودہ

۳ ۴

أُذِنَ لِلَّذِينَ يُقَاتَلُونَ بِأَنَّهُمْ ظُلِمُوا وَإِنَّ اللّٰهَ عَلَىٰ نَصْرِهِمْ لَقَدِيرٌ۔ الَّذِينَ أُخْرِجُوا مِنْ دِيَارِهِمْ بِغَيْرِ حَقٍّ إِلَّا أَنْ يَقُولُوا رَبُّنَا اللّٰهُ/الحج/۳۹،۴۰

ترجمہ:- (اب) ایسے لوگوں کو جن سے (کفار کی جانب سے جنگ کی جایا کرتی ہے) ان کے مظلوم ہونے کے سبب (جہاد) کی اجازت دیدی گئی ہے اور اس میں کوئی شبہ نہیں کہ خدا ان کی نصرت (کرنے) پر پوری طرح قادر ہے۔ یہ ایسے لوگ ہیں جو اپنے گھروں سے صرف اس لئے نکال دیئے گئے کہ وہ کہتے ہیں کہ ہمارا پروردگار اللہ ہے

حافظ الحکانی (الحنفی) روایت کرتے ہیں کہ ہم سے ابو الحسین نے (اسناد مذکورہ کے ذریعہ) زید بن علی (بن الحسین بن علی بن ابی طالبؑ) نے آیۃ مذکورہ (أُذِنَ لِلَّذِينَ يُقَاتَلُونَ بِأَنَّهُمْ ظُلِمُوا۔ (الی آخر الآیہ) کے بارے میں بیان فرمایا کہ یہ ہم اہلبیت علیہم السلام کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔ [۲۴]

۲۴ھ - شواہد التنزیل جلد (۱) ص ۳۹۹

(۵)

الَّذِین ان مّکنّٰھُم فِی الارض اَقامُوا الصلٰوۃَ
وا تُوا الزکوٰۃ وَاَمَرُوا باالمعروف و نَھوا
عَنِ المُنکَرِ وَلِلّٰہِ عَاقِبَۃُ الامور ۔ الحج/۴۱

ترجمہ:- یہ ایسے لوگ ہیں کہ اگر ہم ان کو پوری زمین پر قابو دیدیں (تو بھی) یہ پابندی سے نماز پڑھیں اور زکوٰۃ دیں اور لوگوں کو اچھے کاموں کا حکم دیں اور برے کاموں سے روکیں اور تمام کاموں کا انجام خدا ہی کے اختیار میں ہے۔

حافظ الحکانی (الحنفی) فرات میں ابراہیم سے اسناد مذکورہ کے ذریعہ امام محمد باقر علیہ السلام سے آیت (الَّذین ان مکنّٰھم الخ) کی روایت فرماتے ہیں امامؑ نے فرمایا - فینا - واللہِ - نزلَتْ ھٰذہ الایۃ)[۲۵]

خدا کی قسم یہ آیت ہمارے ہی بارے میں نازل ہوئی ہے۔

۲۵ - شواہد التنزیل جلد (۱) ص ۴۰۰

(۶)

وَاِنَّ اللہ لَھَادِ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْآ اِلٰی صِراطٍ المستقیم

ترجمہ:- بیشک اللہ جو لوگ ایمان لے آتے ہیں انھیں (جنت کی) سیدھی راہ تک پہنچا دینے والا ہے۔

حافظ الحکانی (الحنفی) روایت کرتے ہیں کہ مجھ سے علی بن موسیٰ بن اسحاق نے (اسناد مذکورۃ کے ذریعہ) امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے امام علیہ السلام نے فرمایا (آلِ مُحمَّد الصراط الذی دَلَّ اللہُ علیہ)[۲۶]

یعنی آل محمد (علیہم السلام) ہی وہ راستہ ہیں جن کی طرف خداوند عالم نے نشاندہی کی ہے

۲۶ - شواہد التنزیل جلد (۱) ص ۶۱

۷

وَلَا يَزَالُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا فِيْ مِرْيَةٍ مِّنْهُ حَتّٰى تَاْتِيَهُمُ السَّاعَةُ بَغْتَةً اَوْ يَاْتِيَهُمْ عَذَابُ يَوْمٍ عَقِيْمٍ ۔ الحج/ ۵۵

ترجمہ:- کافر لوگ تو یہ ہمیشہ اس (قرآن) کی جانب سے شک ہی میں مریں گے تااینکہ یا تو ان پر یکایک قیامت آپڑے گی اور یا پھر ایک سخت منحوس دن کا عذاب ان پر نازل ہو جائے گا۔

سیوطی (عالم شافعی) نے روایت کی ہے کہ حاکم نے عقبہ بن عامر سے روایت کی ہے پیغمبر اسلام نے فرمایا۔ کہ میری امت کی ایک جماعت امر خدا کے بارے میں دشمنوں سے قتال کرے گی جن کا (دشمنوں) کی مخالفت ان کو نقصان وضرر نہ پہونچا سکے گی یہاں تک کہ ان پر (ساعۃ) واقع ہوگی جب کہ وہ اسی حالت میں ہوں گے۔

عبداللہ بن عمر نے کہا۔ کہ خداوند عالم ایسی ہوا چلائے گا جس کی خوشبو مشک جیسی اور نرمی ریشم کی طرح ہوگی جو کہ کسی ایسے انسان کو نہ چھوڑے گی جس کے دل میں ذرہ برابر بھی ایمان ہوگا مگر یہ کہ اس کے (ایمان کو) قبض

کرے گی پھر لوگوں میں سب سے شریر ترین لوگ ان پر رہ جائیں گے تو قیامت واقع ہوگی۔ ۲۷

(اس طرح کی بہت سی روایات امام مہدی علیہ السلام کے ظہور سے متعلق وارد ہوئی جن میں یہ کہا گیا ہے کہ "جب تک تمام عالم ظلم وستم سے نہ بھر جائیگا اس وقت تک آپ ظہور نہیں فرمائیں گے، یہاں تک کہ ظلم ہر گھر میں پہونچ جائے گا اسی طرح کی دوسری روایات بھی موجود ہیں حدیث میں جن (الساعۃ) کا ذکر کیا گیا اس سے امام مہدی علیہ السلام کے ظہور کا وقت مراد ہے۔ اسی کی صراحت دوسری احادیث میں بھی کی گئی ہے۔)

(مولف)

٨

وَمَنْ عَاقَبَ بِمِثْلِ مَا عُوقِبَ بِهٖ ثُمَّ بُغِيَ عَلَيْهِ لَيَنْصُرَنَّهُ اللّٰهُ ۔ اِنَّ اللّٰهَ لَعَفُوٌّ غَفُوْرٌ ۔ الحج / ٦٠

ترجمہ: اور جو شخص (قصاص لیتے وقت) صرف اتنی تکلیف پہونچائے جتنی کہ اسے پہونچائی گئی تھی (پھر باوجود اس کے) اس پر زیادتی کی جائے تو اللہ اس کی ضرور مدد کرے گا (اور) اس میں کوئی شبہ نہیں کہ خدا (بڑا) معاف کرنے والا (اور) بڑا بخشنے والا ہے ۔

حافظ القندوزی (الحنفی) سلام بن مستینر کے واسطے سے قول خداوند عالم (ومن عاقب بمثل ما عوقب به ثم بغی علیہ لینصرنہ اللہ ان اللہ لعفو غفور) کے بارے میں امام صادقؑ سے روایت کرتے ہیں آپ نے فرمایا جب قریش نے پیغمبر اسلام کو مکہ سے نکالا تو آپ ان سے پوشیدہ ہو کر غار میں چلے گئے لیکن (کفار) قریش آپ کو تلاش کرتے رہے تاکہ آپ کو قتل کر دیں اس طرح آپ کو تکلیف دی ۔

پھر جنگ بدر میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لشکر نے عتبہ بن ربیعہ و شیبہ بن ربیعہ و ولید بن عتبہ و حنظلہ بن ابی سفیان و ابوجہل ۔ اور اسکے

علاوہ بہت سے کفار مارے گئے ۔ اور اسی طرح بدلہ لیا گیا ۔

لیکن جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وفات ہوئی تو ہندہ کے بیٹے معاویہ (جو کہ عتبہ بن ربیعہ کا نواسہ تھا) نے امیر المومنین علی بن ابی طالبؑ کی اطاعت سے خارج ہو کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بغاوت کی اور اس کے بیٹے یزید بن معاویہ نے امام حسینؑ اور ان کے ساتھیوں کو شہید کیا ۔

اس کے لئے خداوند عالم فرماتا ہے ۔ (لینصرنہ اللہ) یعنی (بالقائم المہدی من ولدہ) یعنی اللہ ضرور بالضرور (رسول) کی نصرت اس کے فرزند القائمؑ المہدی کے ذریعہ سے کرے گا ۔

۹

وَيُمْسِكُ السَّمَاءَ اَنْ تَقَعَ عَلَى الْاَرْضِ اِلَّا بِاِذْنِهٖ الحج/۶۵/

ترجمہ:- اور وہی آسمانوں کو اپنی بلا اجازت زمین پر گرنے سے روکے ہوئے ہے۔

علامہ بحرانی محمد بن الحسین بن شاذان سے اہل سنت کے طریق سے حذف اسناد کے ساتھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم سے روایت کرتے ہیں محمد بن حسین بن شاذان کہتے ہیں کہ جب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حدیث بیان فرمائی تو جابر بن عبد اللہ انصاری کھڑے ہو کر بولے یا رسول اللہ علی کی اولاد میں ہونے والے آئمہ کون ہیں؟

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔

الحسن والحسین سیدا شباب اھل الجنۃ۔ ثم سید العابدین فی زمانہ علی بن الحسین۔ ثم الباقر محمد بن علی۔ و سند لہ یا جابر فاذا ادرکتہ فاقراہ منی السلام۔ ثم الصادق جعفر بن محمد

ثم الکاظم موسیٰ بن جعفر ثم الرضا علی بن موسیٰ ثم التقی محمد بن علی ثم النقی علی بن محمد ثم الذکی الحسن بن علی۔ ثم ابنہ القائم بالحق مہدی امتی الذی یملا الارض قسطا وعدلاً بعد ما ملئت جوراً و ظلمًا)

اے جابر علی کی اولاد سے ہونے والے آئمہ) حسن وحسین جوانان جنت کے سردار ہیں ان کے بعد زین العابدین ہوں کے ان کے بعد محمد بن باقر ہوں گے۔ (اے جابر تم ان کا زمانہ دیکھو گے اور ان سے ملاقات کرو گے اور جب میرے اس فرزند سے ملاقات کرو تو میری طرف سے سلام کہنا) ان کے بعد جعفر الصادق ان کے بعد موسیٰ کاظم۔ ان کے بعد علی الرضا۔ ان کے بعد محمد تقی۔ ان کے بعد علی نقی ان کے بعد حسن عسکری پھر ان کے بعد ان کا فرزند میری امت سے القائمؑ ہوگا جو کہ ظلم وجور سے بھری زمین کو عدل وانصاف سے بھر دے گا۔

(اس کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا)

ھٰؤلاء یا جابر خلفائی۔ واوصیائی واولادی وعترتی من اطاعھم فقد اطاعنی ومن عصاھم فقد عصانی۔ ومن انکرھم او انکر واحداً منھم فقد انکرنی۔

اے جابر یہی میرے خلفا - میرے اوصیاء و اولاد و عترت ہیں جس نے ان کی اطاعت و فرمانبرداری کی تو اس نے میری اطاعت و فرمانبرداری، کی اور جس نے ان سے روگردانی کی اس نے مجھ سے روگردانی کی اور جس نے ان سے انکار کیا یا ان میں سے کسی ایک کا بس اس نے میرا انکار کیا۔

قال صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم و بھم یمسک اللہ السماء ان تقع علی الارض و بھم یحفظ اللہ الارض ان تمید با ھلھا [۲۹]

رسول صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا (اے جابر) انہی آئمہ کے ذریعہ خداوند عالم آسمان کو زمین پر گرنے سے روکے ہوئے ہے - اور انہی کے ذریعہ خداوند عالم زمین کی حفاظت کر رہا ہے کہ اپنے ساکنوں کے لئے بچھی رہے -

---

۲۹ - غایۃ المرام ص ۶۹۲

۱۰ ۱۱

یا ایھا الذین آمنوا ارکعوا واسجدوا و اعبدوا ربکم وافعلوا الخیر لعلکم تفلحون (۷۷) وجاھدوا فی اللہ حق جھادہ ھو اجتبٰکُمْ وَمَا جَعَلَ علیکم فی الدین من حرجٍ مِلَّةَ ابیکُمْ ابْرٰاھِیْمَ ھو سمّٰکم المُسْلِمِیْنَ مِنْ قَبْلُ و فی ھذا لیکون الرسول شھیداً علیکم وتکونوا شھداءَ علی الناس فاقیموا الصلوٰۃ واتوا الزکوٰۃ واعتصموا باللّٰہِ ھُوَ مولٰکم فَنِعْمَ المولٰی ونعم النصیرُ الحج / ۷۷ - ۷۸ /

ترجمہ :- اے ایمان لانے والو تم رکوع و سجود بجا لاؤ (یعنی نماز پڑھو) اور صرف اپنے پروردگار (حقیقی) کی عبادت کرو اور نیکی کرو تاکہ تم فلاح پا جاؤ اور خدا کی راہ میں جو جہاد کرنے کا حق ہے اس طرح جہاد کرو وہی ہے جس نے تم کو اپنے دین کی پیروی کے لئے منتخب کیا اور دین کے

معاملات) میں تم پر کسی طرح کی تنگی (سختی) روا نہیں رکھی تم اپنے
باپ ابراہیم کی ملّت پر (ہمیشہ کاربند رہو) اس نے تمہارا نام (لقب)
مسلمان رکھا ان کتابوں میں جو قرآن سے) پہلے ہی (نازل ہو چکی ہیں)
اور (خود) اس قرآن میں بھی تاکہ (ہمارا) رسول تمہارے (اعمال
وافعال پر گواہی دو تو (دیکھو تم لوگ پابندی سے نماز پڑھا کرو اور زکوٰۃ
دیا کرو اور خدا (کے دین) سے مضبوطی کے ساتھ متمسک رہو وہی
تمہارا سرپرست ہے سو وہ کیسا اچھا سرپرست اور کیسا مددگار ہے

علامہ بحرانی نے شافعی فقیہ ابراہیم بن محمد الحموینی سے (اسناد مذکورہ کے
ساتھ) سلیم بن قیس الہلالی سے ایک طویل حدیث کی روایت کی ہے. سلیم بن قیس
الہلالی کہتے ہیں کہ علی علیہ السلام نے ایک ایسے اجتماع میں جس کی تعداد دو سو
افراد سے زیادہ تھی اس میں مہاجرین انصار اور تابعین بھی موجود تھے لوگوں کو
قسم دیتے ہوئے بعض امور کا گواہ قرار دیا اور اس طرح فرمایا میں تم سے سوال
کرتا ہوں تم جانتے ہو کہ جب خداوند عالم نے سورہ حج میں ارشاد فرمایا۔

(یاایھا الذین آمنوا ارکعوا واسجدوا و عبدوا ربکم
وافعلوا الخیر)

توسلمان نے کھڑے ہو کر پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے عرض کی
تھی یا رسولؐ اللہ وہ حضرات کون ہیں جن پر آپ گواہ ہیں۔ اور وہ لوگوں پر گواہ
ہیں کہ جنکو اللہ تعالٰے نے منتخب کیا اور ملت ابراہیم سے دین کے معاملات

میں تنگی اور سختی قرار نہیں دی۔

پیغمبرؐ اسلام نے فرمایا اس سے مراد خاص تیرہ افراد ہیں۔

سلمان نے کہا۔ یا رسول اللہ فرمائیے کہ وہ (۱۳) کون ہیں ؟

پیغمبرؐ اسلام نے فرمایا۔ (اس سے مراد) میں اور میرا بھائی علیؑ اور میرے
گیارہ فرزند ہیں

انصار و مہاجرین اور تابعین سے بیٹھے ہوئے افراد نے علیؑ کی یہ گفتگو
سن کر کہا کہ ہم خدا کو گواہ بنا کر کہتے ہیں کہ آپ نے بالکل صحیح فرمایا۔ ۳۰ه

(پیغمبر اسلام صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی اولاد سے یہ گیارہ ۱۱ فرزند وہی
ہیں جن کے اسماء کا تذکرہ ہم گذشتہ آیت شریفہ کی تفسیر میں کر چکے ہیں۔)

(مؤلف)

۳۰ه ۔ غایۃ المرام ص ۲۶۵

سُوْرَۃُ الْمُؤْمِنُوْن

اس میں چار آیتیں ہیں

۱ :- وانك لتدعوهم الى صراطٍ مستقيم /۷۳

۲ :- وان الذين لا يومنون بالاخرة

عن الصراط لناكبون /۷۴

۳ :- فاذا نفخ فى الصور فلا انساب

بينهم يومئذٍ /۱۰۱

۴ :- اِنّى جزيتهم اليوم بما صبروا /۱۱۱

(۱)

وانك لتدعُوهُمْ اِلىٰ صِرَاطٍ مستقيم /المومنون/۷۳

ترجمہ :- اور تم تو انہیں یقیناً ایک سیدھے راستے کی طرف بلا رہے ہو۔

حافظ الحنفی سلیمان القندوزی اپنی کتاب ینابیع المودۃ میں شافعی فقیہ الحموینی محمد بن ابراہیم کے واسطے سے امیرالمومنین علی ابن ابی طالب کی سند سے بیان کرتے ہیں۔

امیرالمومنین علیؑ نے فرمایا۔

(الصراط ولايتنا اهل البيت) [۳۱]

یعنی صراط ہم اہل بیت کی ولایت ہے۔

---

۳۱ - ینابیع المودۃ ص ۱۱۴

۲

وَاِنَّ الَّذِیۡنَ لَا یُؤۡمِنُوۡنَ بِالۡاٰخِرَۃِ عَنِ الصِّرَاطِ لَنٰکِبُوۡنَ ۔ المومنون / ۷۴

ترجمہ :۔ اور جو لوگ آخرت پر ایمان نہیں رکھتے وہ اس (توحید کے سیدھے) راستے سے بلاشبہ ہٹے ہوئے ہیں ۔

حافظ حنفی سلیمان القندوزی اپنی کتاب ینابیع المودۃ میں روایت کرتے ہیں کہ مناقب میں زید بن موسیٰ الکاظم نے اپنے آباواجداد کے واسطے سے روایت کرتے ہوئے امیر المومنین علی بن ابی طالب علیہ السلام سے اس آیت کے بارے میں روایت کی ۔

علی بن ابی طالبؑ نے فرمایا

(عن ولایتنا اھل البیت) ۳۲ھ

(اس سے مراد وہ لوگ ہیں جو کہ) ہم اہل بیت کی ولایت پر ایمان نہ رکھتے ہوں گے ۔

۳۲ ۔ ینابیع المودۃ ص ۱۱۴

۳

فاذا نفخ فی الصور فلا اَنۡسَابَ بَیۡنَہُمۡ یَوۡمَئِذٍ وَّلَا یَتَسَآءَلُوۡنَ ۔ المومنون / ۱۰

ترجمہ :۔ جب قیامت میں صور پھونکا جائے گا تو اس دن نہ ان کے درمیان قرابتیں باقی رہیں گی اور نہ یہ آپس میں ایک دوسرے کی بات پوچھیں گے

علامہ المناوی اپنی کتاب (فیض القدیر) میں اسناد مذکورہ کے ذریعہ عمر بن خطاب کے واسطے سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں آنحضرتؐ نے فرمایا۔ (کل سبب ونسب منقطع یوم القیامۃ الا سَبَبِیۡ ونَسَبِیۡ) ۳۳ھ

قیامت کے روز میرے نسب اور سبب کے علاوہ تمام (رشتے) نسب وسبب منقطع ہو جائیں گے ۔

حافظ الحکانی (الحنفی) روایت کرتے ہیں ہم سے عقیل بن الحسین نے اسناد مذکورہ کے ذریعہ عطا نے عبداللہ بن عباس کے واسطے سے بیان کیا۔ عبداللہ ابن عباس بیان کرتے ہیں کہ پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

۳۳ ۔ فضائل الخمسہ جلد (۲)

نے فرمایا۔

کل حسب و نسب یوم القیامۃ منقطع الّا حسبی و نسبی۔ ان شئتم اقرأوا۔ فاذا نفخ فی الصور فلا انساب بینھم یومئذٍ ولا یتساءلون) ۳۴

قیامت کے روز تمام حسب نسب ختم ہو جائیں گے۔ سوائے میرے حسب نسب کے۔ اگر چاہو تو یہ آیت پڑھ سکتے ہو فاذا نُفخ۔ الخ) آیت کو پڑھ کر دیکھ سکتے ہو۔

۳۴ ۔ شواہد التنزیل جلد (۱) ص ۴۰۷

۴

انی جزیتھم الیوم بما صبروا انھم ھم الفائزون ۔ المومنون/ ۱۱۱/

ترجمہ:۔ آج میں نے بسبب اس کے کہ انھوں نے (تمہاری ایذا رسانیوں پر) صبر کیا تھا انھیں یہ جزا عطا کی ہے کہ وہ بلاشبہ کامیاب ہیں۔

حافظ الحکانی (الحنفی) روایت کرتے ہیں کہ ہمیں عقیل نے (اسناد مذکورہ کے ذریعہ) عبداللہ بن مسعود سے قول خدا (انی جزیتھم الیوم بما صبروا) کے بارے میں اس طرح بیان کیا کہ خداوند عالم فرماتا ہے کہ میں نے آج علی بن ابی طالب علیہ السلام و فاطمۃ الزہرا اور حسن و حسین صبر کے سبب دنیا میں بندگی کرنے کی جزا جنت کو قرار دیا۔ ونیز انھوں نے بھوک و فقر اور دنیا میں خدا کی جانب سے ہونے والی (تمام) مصائب پر صبر کیا۔

یہی حضرات کامیاب اور حساب و کتاب سے نجات پائے ہوئے ہیں۔ ۳۵

۳۵ ۔ شواہد التنزیل جلد (۱) ص ۴۰۸

سورۃ النور

اس میں پانچ آیتیں ہیں۔

۱ :- اللہ نور السمٰوٰت والارض مثل نورہٖ
کمشکاۃ فیہا مصباح /۳۵
۲-۴ :- فی بیوت اذن اللہ ان ترفع (الی)
واللہ یرزق من یشاء بغیر حساب / ۳۶-۳۸
۵ :- وعد اللہ الذین آمنوا منکم وعملوا
الصالحات لیستخلفنہم فی الارض / ۵۵

۱

اللّٰہُ نُوْرُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ مَثَلُ نُوْرِہٖ کَمِشْکٰوۃٍ
فِیْہَا مِصْبَاحٌ اَلْمِصْبَاحُ فِیْ زُجَاجَۃٍ اَلزُّجَاجَۃُ
کَاَنَّہَا کَوْکَبٌ دُرِّیٌّ یُّوْقَدُ مِنْ شَجَرَۃٍ
مُّبٰرَکَۃٍ زَیْتُوْنَۃٍ لَّا شَرْقِیَّۃٍ وَّلَا غَرْبِیَّۃٍ
یَّکَادُ زَیْتُہَا یُضِیْٓءُ وَلَوْ لَمْ تَمْسَسْہُ نَارٌ
نُوْرٌ عَلٰی نُوْرٍ یَہْدِی اللّٰہُ لِنُوْرِہٖ مَنْ یَّشَآءُ
وَیَضْرِبُ اللّٰہُ الْاَمْثَالَ لِلنَّاسِ وَاللّٰہُ بِکُلِّ
شَیْءٍ عَلِیْمٌ۔

ترجمہ :- اللہ آسمانوں کا اور زمین کا (اپنے نور ہدایت سے) روشن کرنیوالا ہے اس کے نور (ہدایت) کی مثال کو (یوں سمجھو) جیسے ایک طاق ہے جس میں ایک چراغ ہے چراغ ایک شیشہ کی قندیل میں ہے اور شیشے کی قندیل (ایسی صاف ہے) گویا وہ ایک روشن ستارہ ہے (وہ چراغ) زیتون کے مبارک درخت (کے تیل) سے روشن کیا گیا ہے نہ کہ (کسی آڑ کے) پورب رخ ہے اور نہ پچھم رخ اس کا تیل

(اتنا صاف شفاف ہے کہ) اگر آگ اسے نہ بھی چھوئے تب بھی ایسا محسوس ہوتا ہے کہ خود بخود یہ روشن ہو جائے گا (غرض کہ وہ) نور بالائے نور ہے اللہ جس کے لئے چاہتا ہے اپنے (اس) نور (ہدایت) کو بے حجاب کر دیتا ہے اور خدا لوگوں کے (سہولت فہم کے) لئے مثالیں بیان کرتا ہے اور (خدا ہر چیز کا بخوبی جاننے والا ہے)

علامہ بحرانی نے شافعی فقیہ ابن المغازلی سے کتاب (المناقب) میں روایت مرفوعہ کے ذریعہ علی بن جعفر سے روایت کی ہے علی بن جعفر کہتے ہیں کہ میں نے ابوالحسن سے قول خداوندی کے متعلق سوال کیا کہ (کمشکاۃ فیھا مصباح المصباح فی زجاجۃ) اس سے کیا مراد ہے

امامؑ نے فرمایا: (المشکاۃ) سے مراد فاطمۃ الزہراء اور (المصباح) سے مراد حسنؑ و حسینؑ ہیں۔

علی بن جعفر۔ (الزجاجۃ کانھا کوکب دری) سے کیا مراد ہے

امامؑ نے فرمایا: فاطمۃ الزہراء۔ عالمین کی عورتوں کے درمیان چمکتے ہوئے ستارے کی طرح ہیں

علی بن جعفر: (یوقد من شجرۃ مبارکۃ) سے کیا مراد ہے

امامؑ نے فرمایا: اس سے مراد ابراہیم علیہ السّلام ہیں

علی بن جعفر: (لا شرقیۃ ولا غربیۃ) سے کیا مراد ہے۔

امامؑ نے فرمایا۔ نہ تو یہودیت اور نہ بت پرستی۔

علی بن جعفر: (یکاد زیتھا یضیئ) سے کیا مراد ہے۔

امامؑ نے فرمایا: اس کی مثال علم کی طرح ہے جیسا کہ اس کے ذریعہ گفتگو کی جاتی ہے۔

علی بن جعفر نے کہا (ولم تمسسہ نار نور علی نور) اس سے کیا مراد ہے

امامؑ نے فرمایا: اس سے مراد امام کے بعد امام کا ہونا ہے

علی بن جعفر: (یھدی اللہ لنورہ من یشاء) اس سے کیا مراد ہے

امامؑ نے فرمایا: (یھدی لولایتنا من یشاء)[۳۶]

(اللہ) جس کو چاہتا ہے ہم (اہل بیت علیہم السلام) کی ولایت کی ہدایت کرتا ہے۔

۳۶۔ غایۃ المرام ص۳۱۵

۴۲

فِي بُيُوتٍ اَذِنَ اللهُ اَنْ تُرْفَعَ وَيُذْكَرَ فِيهَا
اسْمُهُ يُسَبِّحُ لَهُ فِيهَا بِالْغُدُوِّ وَالْاٰصَالِ.
رِجَالٌ لَا تُلْهِيهِمْ تِجَارَةٌ وَلَا بَيْعٌ عَنْ
ذِكْرِ اللهِ وَاِقَامِ الصَّلٰوةِ وَاِيْتَاءِ الزَّكٰوةِ
يَخَافُونَ يَوْمًا تَتَقَلَّبُ فِيهِ الْقُلُوبُ وَالْاَبْصَارُ
لِيَجْزِيَهُمُ اللهُ اَحْسَنَ مَا عَمِلُوا وَيَزِيدَهُمْ
مِنْ فَضْلِهِ وَاللهُ يَرْزُقُ مَنْ يَشَاءُ بِغَيْرِ
حِسَابٍ - (النور - ۳۶ - ۳۸)

ترجمہ:- (یہ چراغ) ان گھروں میں ہے جن کے لئے خدا نے حکم دیا ہے کہ ان کی تعظیم کی جائے اور ان میں اس کا نام لیا جائے ان گھروں میں وہ لوگ صبح و شام اس کی تسبیح کیا کرتے ہیں جن کو خدا کی یاد سے نیز باشرائط نماز پڑھنے اور زکوٰۃ دینے سے نہ کسی طرح کی خرید باز رکھتی ہے اور نہ فروخت یہ لوگ اس دن سے ڈرتے رہتے ہیں جس میں دل اور آنکھیں (خوف کے مارے) الٹ پلٹ ہو جائیں گی (اور یہ سب کچھ

اس لئے کرتے ہیں) تاکہ خدا انھیں جو بہترین اعمال انھوں نے کئے ہیں ان کی جزا دے اور اپنے فضل و کرم سے ان کو (ان کے سوا اور کچھ زیادہ) دیدے اور خدا جسے چاہتا ہے بے شمار دیدیتا ہے)

حافظ الحکانی (الحنفی) روایت کرتے ہیں کہ مجھ سے ابوالحسن الصیدلانی اور ابوالقاسم بن ابی الوفا العدنانی نے (اسناد مذکورہ کے ذریعہ) انس بن مالک اور بریدہ کے واسطے سے حدیث بیان کی یہ دونوں کہتے ہیں کہ پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے آیت - فِي بُيُوتٍ اذن الله) کی تلاوت فرمائی چنانچہ ایک شخص نے کھڑے ہو کر سوال کیا یا رسول اللہ (جس کا خدا نے تذکرہ فرمایا ہے) اس سے کون سے گھر والے مراد ہیں؟

پیغمبر اسلام - اس سے مراد انبیاء علیہم السلام کے گھر ہیں

پھر ابوبکر کھڑے ہو کر بولے - یا رسولؐ اللہ کیا ان گھروں میں علیؑ و فاطمہؑ علیہما السلام کا بھی گھر ہے

پیغمبرؐ اسلام - یقیناً (ان کا بھی گھر ہے) بلکہ ان سے بہتر ہے -

علامہ بحرانی تفسیر مجاہد اور ابو یوسف یعقوب بن سفیان کے واسطے سے ابن عباس سے روایت کرتے ہیں - ابن عباس کہتے ہیں کہ دحیۃ الکلبی جمعہ کے دن شام سے واپس مدینے آئے آتے ہی اس نے ڈھول بجانا شروع کر دیا تاکہ اپنے آنے کی خبر لوگوں کو دیدے - چنانچہ تمام لوگ - سوائے (علیؑ، حسنؑ، حسینؑ، فاطمہ وسلمان و ابوذر و مقداد، صہیب) کے دحیۃ الکلبی کی طرف دوڑ پڑے اور

پیغمبر اسلام کو خطبہ پڑھتے ہوئے چھوڑ دیا۔ اس پر پیغمبر اسلام نے ارشاد فرمایا۔ یقیناً اللہ نے جمعہ کے روز میری مسجد کو دیکھا اگر (اس دن) یہ حضرات (علیؑ۔ فاطمہؑ حسنؑ حسینؑ۔ سلمان و ابوذر۔ مقداد و صہیب) بیٹھے ہوئے نہ ہوتے تو مدینہ کے رہنے والوں پر آگ بھڑک اٹھتی اور قوم لوط کی طرح سے (ان پر) بھی پتھروں کی بارش ہوتی (پھر پیغمبر اسلام نے فرمایا) انہی حضرات کے لئے یہ آیت (رجالٌ لا تلهيهم تجارةٌ) ۳۷؎ نازل ہوئی ہے

(اس مقام پر ہم نے تین آیتوں کا تذکرہ کیا ہے حالانکہ سابقہ دو حدیثوں سے متعلق صرف دو آیتیں ہیں۔ تیسری آیت ذکر کرنے کا مقصد یہ ہے کہ یہ آیت سابقہ دو آیتوں کے لئے تتمہ ہے اور یہ آیت بھی انہی حضرات کے لئے نازل ہے جن کے لئے سابقہ دو آیتیں نازل ہوئی ہیں)

(موٴلف)

۳۷؎ - شواہد التنزیل جلد (۱) صـ۲۱۰

۳

وَعَدَ اللّٰهُ الذين اٰمنوا منكم وعملوا الصّٰلحٰت ليستخلفنّهم في الارض كما استخلف الذين من قبلكم وليمكّننّ لهم دينهم الذي ارتضى لهم وليبدّلنّهم من بعد خوفهم امنًا يعبدونني لا يشركون بي شيئًا ومن كفر بعد ذالك فاولٰئك هم الفٰسقون ۔ (نور/۵۵)

ترجمہ:- (اے بنی ادم) تم میں سے جو ایمان لائے ہیں اور جنھوں جملہ نیک اعمال کئے ہیں ان سے اللہ اس بات کا وعدہ کرتا ہے کہ انھیں ضرور دنیا میں اپنا خلیفہ قرار دے گا جیسے کہ اس نے ان لوگوں کو جو کہ ان سے پہلے گذر چکے ہیں اپنا خلیفہ بنایا تھا اور جس دین کو اس نے ان کے لئے پسند کرلیا ہے اس کو وہ ان کے (فائدہ اخروی) کے لئے قوت دے گا اور ان کے خوف (و ہراس) کے بعد ان کی دہشت کو امن سے بدل دے گا یہ صرف میری ہی پرستش کریں گے اور کسی چیز کو میرا شریک قرار دیں گے اور جو لوگ (ہمارے) اس (وعدہ) کے بعد بھی کفر

پرجے رہے تو وہ یقیناً انتہائی بدکار ہیں۔

حافظ الحاکم الحکانی (الحنفی) فرات بن ابراہیم کی تفسیر سے (اسناد مذکورہ کے ذریعہ) قاسم بن عوف سے روایت کرتے ہیں۔ قاسم بن عوف کہتا ہے کہ میں نے عبداللہ بن محمد کو کہتے سنا: (وعد اللّٰہُ الذین آمنوا منکم وعملوا الصالحات) (ھی لنا اھل البیت) ۳۸ یعنی یہ آیت ہم اہل بیت کے لئے نازل ہوئی ہے۔

(کتاب کے حاشیہ پر ذکر کیا گیا ہے کہ اس روایت میں مذکورہ عبداللہ سے مراد ظاہراً محمد حنفیہ کے فرزند عبداللہ ہیں۔)

(مؤلف)

۳۸ ۔ شواہد التنزیل جلد (۱) ص ۴۱۳

سُورۃ الفرقان

اس میں چار آیتیں ہیں

۱ :- وھو الذی خلق من الماء بشراً
فَجَعَلَهٗ نَسَبًا وصھراً ۵۴/

۲-۳-۴ :- والذین یقولون ربنا ھب لنا (الی)
حسنت مستقراً ومقامًا ۷۴-۷۶/

۱

وھو الذی خلق من الماء بشراً فجعلہ نسباً وصھراً وکان ربک قدیراً - الفرقان/۵۴

ترجمہ :- وہی وہ ہے جس نے پانی سے بشر کو پیدا کیا اور اسے خاندان اور سسرال والا بنایا اور تمہارا پروردگار ہر چیز پر بخوبی قدرت رکھنے والا ہے۔

علامہ مظفر۔ حنفی عالم حافظ القندوزی کی کتاب (ینابیع المودة) سے نقل کرتے ہیں کہ قندوزی نے ابی نعیم الحافظ اور فقیہ شافعی بن مغازلی سے روایت کی ہے۔ ابونعیم اور ابن مغازلی دونوں نے سند کے ساتھ سعید بن جبیر کے واسطے سے ابن عباس سے روایت کی۔

ابن عباس کہتے ہیں۔ (آیت ھو الذی خلق ۔۔۔۔ ربک قدیراً) پنجتن پاک کے لئے نازل ہوئی۔ ابن عباس نے کہا (الماء) سے مراد رسول اسلام صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نور ہے جو خلقت مخلوق سے قبل موجود تھا پھر اسی نور کو صلب آدمؑ میں ودیعت کیا گیا، پھر اس کو ایک صلب سے دوسری

صلب میں منتقل کیا گیا یہاں تک کہ صلب عبدالمطلب میں پہنچ کر دو حصوں میں تقسیم ہو گیا جس کا ایک حصہ جناب عبداللہ کی صلب میں رکھا جس سے رسول کریم پیغمبر اسلامؐ کی ولادت اور دوسرے نور کے حصے کو جناب ابوطالب کی پشت میں رکھا گیا جس سے علیؑ پیدا ہوئے۔ پھر فاطمہؑ کا عقد علیؑ سے ہوا۔ چنانچہ حسن و حسین علیہما السلام پیدا ہوئے [۳۹]

۳۹۔ (کتاب دلائل الصدق) جلد (۲) ص ۱۳۹

٢ ٣ ٤

وَالَّذِيْنَ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَا هَبْ لَنَا مِنْ اَزْوَاجِنَا
وَذُرِّيّٰتِنَا قُرَّةَ اَعْيُنٍ وَّاجْعَلْنَا لِلْمُتَّقِيْنَ
اِمَامًا۔ اُولٰٓئِكَ يُجْزَوْنَ الْغُرْفَةَ بِمَا
صَبَرُوْا وَيُلَقَّوْنَ فِيْهَا تَحِيَّةً وَّسَلٰمًا
خٰلِدِيْنَ فِيْهَا حَسُنَتْ مُسْتَقَرًّا وَّمُقَامًا (الفرقان ۷۴-۷۶)

ترجمہ:- اور جو یہ دعا کرتے ہیں کہ اے ہمارے پروردگار تو ہمیں ہماری بیبیوں اور بچوں کی طرف سے آنکھوں کی ٹھنڈک عطا فرما اور ہمیں پرہیزگاروں کا پیشوا بنا دے یہی لوگ ہیں جنھیں ان کے صبر کرنے کے عوض میں (جنت کے) بلند و بالا قصر عطا کئے جائیں گے اور ان کو (ہر طرف سے) بقا و دوام اور سلامتی کی دعائیں دی جائیں گی ان کے اندر یہ ہمیشہ ہمیشہ مقیم رہیں گے (اور) وہ (جنت) کیا اچھی جائے قرار اور کیا اچھی قیام گاہ ہے

حاکم الحکانی (الحنفی) فرات سے (اسناد مذکورہ کے ذریعہ) ابی سعید الخدری سے قول خداوند عالم (هَبْ لَنَا) کی روایت اس طرح کرتے ہیں

پیغمبر اسلام فرماتے ہیں: میں نے جبریل سے کہا کہ (آیت میں) (ازواجنا) سے کیا مراد ہے

جبرئیل نے جواب دیا۔ یعنی خدیجہ

پیغمبر اسلام نے فرمایا۔ وَمِنْ ذُرِّيّٰتِنَا، سے کیا مراد ہے

جبرئیل۔ فاطمۃ الزہراء (علیہا السلام) مراد ہیں۔

پیغمبر اسلام (قُرَّةُ اَعْيُنٍ) سے کیا مراد ہے

جبرئیل۔ الحسن والحسین علیہما السلام مراد ہیں

پیغمبر اسلام۔ (وَاجْعَلْنَا لِلْمُتَّقِيْنَ اِمَامًا) سے کیا مراد ہے

جبرئیل۔ علی بن ابی طالب (علیہ السلام) [1]

ء یہاں پر ہم نے تین آیتوں کا ذکر کیا ہے حالانکہ حدیث میں صرف ایک آیت کا تذکرہ ہے جس کی وجہ یہ ہے کہ آخری دو آیتیں۔ سابقہ آیت کے لئے اس طرح ہیں جیسے موضوع کے لئے محمول۔ مبتدا کے لئے خبر۔ اور قیاس میں قضیہ کے لئے نتیجہ۔ ہوتا ہے)۔

(مؤلف)

[1]۔ شواہد التنزیل جلد (۱) ص ۴۱۶

سُورَةُ الشُّعَرَاءِ

اس میں ایک آیت ہے

١:۔ ان نشا نُنَزِّلُ عَلَیھِمۡ مِنَ السّماء ٢٦/٤

٢:۔ فکبکبوا فیھا ھم والغاوون ٢٦/٩٤

١

اِنۡ نَشَاءُ نُنَزِّلُ علیھم مِنَ السَّمَاءِ آیَۃً
فَظَلَّتۡ اعنَاقُھُمۡ لھا خاضعین

ترجمہ:۔ (اگر ہم جبراً مومن بنانا چاہیں تو) (یہ کر سکتے ہیں کہ) ان پر آسمان سے، کوئی بڑی نشانی نازل کر دیں کہ ان کی گردنیں اس کے سامنے جھک جائیں۔

حافظ سلیمان القندوزی (الحنفی) شافعی فقیہ کی کتاب (فرائد لسمطین) سے روایت نقل کرتے ہیں کہ علی بن موسیٰ الرضا علیہما السلام سے اس طرح روایت کی گئی ہے۔ آپ نے فرمایا۔ (ان الرابع من ولدی ابن سیدۃ الاماء یطھر اللہُ بہ الارض من کل جورٍ وظلم) میرا چوتھا فرزند جو کنیزوں کی سردار کا بیٹا ہوگا خداوند عالم اس کے ذریعہ زمین کے ہر ظلم وستم کو پاک و صاف کر دے گا۔

اس کے بعد آپ نے فرمایا۔ (وھو الذی ینادی من السماء یسمعہ جمع اھل الارض الا ان حجۃ اللہِ قد ظھر عند بیت اللہ فاتبعوہ فان الحق فیہ ومعہ)

اور یہی میرا (چوتھا فرزند) ہے کہ جس کے لئے ایک منادی آسمان سے ندا کرے گا جس کو تمام ساکنین زمین سنیں گے۔ آگاہ ہو جاؤ کہ حجت خدا نے کعبہ کے قریب ظہور کیا ہے پس اس کی اطاعت کرو اس لئے کہ حق اس کی ذات میں اور اس کے ہمراہ ہے۔

اور اس آیت کریمہ میں خداوند عالم نے (اسی بات کا تذکرہ کیا ہے)

(ان نشاء ننزل علیھم من السماء ایت فظلت اعناقھم لھا خاضعین) ؎۲

؎۲۔ ینابیع المودہ ص۴۴۸

سورۃ النمل ۲۷

اس میں پانچ آیتیں ہیں۔

۱-۲:- وما انت بھاد العمی عن ضلالتھم
(الی) ان الناس کانوا بایتنا لایوقنون۔/ ۸۱-۸۲
۳:- ویوم نحشر من کل امۃ فوجاً / ۸۳
۴-۵:- من جاء بالحسنۃ فلہ خیرٌ منھا
(الی) ھل تجزون الا ما کنتم
تعملون۔ / ۸۹-۹۰

۲۱

وَمَا اَنْتَ بِهَادِی الْعُمْیِ عَنْ ضَلٰلَتِهِمْ اِنْ تُسْمِعُ اِلَّا مَنْ یُّؤْمِنُ بِاٰیٰتِنَا فَهُمْ مُّسْلِمُوْنَ وَاِذَا وَقَعَ الْقَوْلُ عَلَیْهِمْ اَخْرَجْنَا لَهُمْ دَآبَّةً مِّنَ الْاَرْضِ تُکَلِّمُهُمْ اِنَّ النَّاسَ کَانُوْا بِاٰیٰتِنَا لَا یُوْقِنُوْنَ۔

ترجمہ:۔ اور نہ تم اندھوں کو ان کی گمراہی سے (ہٹاکر) راہ (راست) پر لاسکتے ہو تم تو انھیں لوگوں کو (حق کی آواز) سنا سکتے ہو جو ہماری نشانیوں (کی حقانیت) کا یقین رکھتے ہیں اور یہی لوگ ماننے والے بھی ہیں اور جب ان پر (قیامت کے) عذاب کا وعدہ وقوع پزیر ہونے کو ہوگا تو ہم زمین سے ان کے لئے ایک چلنے والے کو برآمد کریں گے جو ان سے باتیں کرے گا (اور بتلائے گا) کہ فلاں فلاں لوگ ہماری آیتوں کا یقین نہیں رکھتے تھے۔

(فقیہ و محدث الشافعی) جلال الدین السیوطی اپنی تفسیر کی کتاب میں

اس آیت کی تفسیر کرتے ہیں کہ ابن جریر (طبری) نے حذیفہ بن الیمان سے اس طرح روایت کی ہے کہ: پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے (الدابۃ) کا ذکر کیا تو حذیفہ یمانی نے آنحضرتؐ سے سوال یا رسولؐ اللہ یہ (دابۃ) (یعنی جاندار) کہاں سے نکلے گا۔

پیغمبرؐ اسلام نے فرمایا۔ کہ (دابۃ) اس مسجد سے نکلے گا جو کہ اللہ کے نزدیک بہت زیادہ حرمت والی ہے (یعنی مسجد الحرام) عیسیٰؑ خانہ کعبہ کا طواف کر رہے ہوں گے اور مسلمان بھی ان کے ہمراہ ہوں گے جب کہ (لوگوں) کے نیچے زمین لرز رہی ہوگی اور قندیل بھی حرکت میں ہوگی اور (کوہ) صفا اس مقام سے شق ہوگا جہاں سے سعی کی جاتی ہے۔ اور دابۃ صفا سے نکلے گا۔ سب سے پہلے اس کا سر باہر آئے گا جو کہ بال و پر سے مزین ہوگا کوئی طلب گار اس تک نہیں پہنچ سکے گا اور نہ ہی کوئی فرار کرنے والا اس سے بچ سکے گا اور (دابۃ) مومن و کافر کو علامت کے ذریعہ پہچنوائے گا: مومن کی شناخت اس طرح ہوگی کہ وہ روشن ستارے کی طرح چمک رہا ہوگا اور اس کی پیشانی پر (مومن) لکھا ہوگا اور کافر کی پیشانی پر سیاہ نشان ہوگا جس پر (کافر) لکھا ہوگا۔ [۵۳]

اس طرح کی ایک دوسری روایت بھی جلال الدین السیوطی ہی نے بیان کی ہے۔ کہتے ہیں کہ ابونعیم نے وہب بن منبہ سے اس طرح روایت ہے کہ سب سے پہلی نشانی۔ الروم۔ پھر (دجال)۔ تیسری نشانی (یاجوج وماجوج)

۵۳۔ الدرالمنثور جلد (۵)، ص ۱۱۶

چوتھی نشانی (عیسیٰ بن مریم) پانچویں نشانی (الدخان (دھواں)) چھٹی نشانی (الدابۃ) ایک اور حدیث کی روایت کی گئی ہے۔ دابۃ کہے گا۔

(اَنَّ النَّاسَ کَانُوْا بِاٰیٰتِنَا لَا یوقنون) ؎۵

[یہ تمام ظہور امام مہدی علیہ السلام کی علامات ہیں۔ جس طرح صراحت کے ساتھ وارد ہوئی ہیں۔ اور کچھ احادیث شریفہ ظاہری طور سے وارد ہوئی ہیں اسی طرح مذکورہ دونوں آیتیں مقدمات ظہور امام مہدی کی جانب اشارہ کر رہی ہیں۔

اور دونوں آیتوں میں کلمہ (باٰیٰتِنَا) امام مہدی علیہ السلام اور جو علامات سابقہ اور وابستہ علامات کی جانب اشارہ ہیں اس لئے کہ تنزیلی اور تاویلی اعتبار سے فرد اکمل اور اتم ہے۔]

(مؤلف)

؎۵ - الدر المنثور جلد (۵) ص ۱۱۶

۳

وَيَوْمَ نَحْشُرُ مِنْ كُلِّ اُمَّةٍ فَوْجًا / النمل / ۸۳

ترجمہ :- اور (اس رجعت کے دن کو بھی یاد رکھو) جس دن ہم ہر ہر امت میں سے ایک گروہ کو زندہ کر کے اکٹھا کریں گے۔

جلال الدین السیوطی (شافعی) اپنی تفسیر میں اس آیت کریمہ کی تفسیر اسطرح بیان کرتے ہیں کہ عبد بن حمید وابن جریر، وابن المنذر وابن ابی حاتم نے آیت کریمہ (وَيَوْمَ نحشر من كل امةٍ فَوْجًا) کے بارے میں مجاہد سے روایت کی ہے مجاہد کہتے ہیں کہ فوج سے مراد گروہ ہے۔ ؎۶

[بہت زیادہ روایات میں وارد ہوا ہے کہ (وَيَوْمَ نَحْشُرُ مِنْ كُلِّ امةٍ فَوْجًا) سے مراد وہ دن ہے کہ جس میں مہدی آل محمدؑ کا ظہور ہوگا۔ اس لئے کہ اس روز خداوند عالم ظالموں کی ایک جماعت کو محشور کرے گا تاکہ ان سے قیامت سے قبل انتقام لیا جائے۔ لہذا اس سے مراد قیامت کا دن نہیں ہے۔ اس لئے کہ قیامت کے روز خداوند عالم تمام مخلوقات کو جمع کرے گا۔ جیسا کہ وہ خود فرماتا

؎۶ - الدر المنثور جلد (۵) ص ۱۱۷

ہے۔ (وحشرناھم فلن نغادر منھم احداً) [۵۷]

ترجمہ :- اور ہم ان سب کو (عرصۂ محشر میں) اس طرح جمع کریں گے کہ ان میں سے کسی ایک کو نہ چھوڑیں گے ۔

اور اس مقام پر خداوند عالم فرماتا ہے (

(و یوم نحشر من کل امةٍ فوجًا)

یعنی گروہ کو نہ کہ تمام مخلوق کو)

(مؤلف)

۵۷ - سورۃ الکہف آیت ۴۷

سُورۃ القصص

اس میں چھ آیتیں ہیں

۱-۲ :- ونرید ان نمن علی الذین استضعفوا
فی الارض (الی) ونمکن لھم فی الارض / ۵-۶

۳-۴ :- وربكَ یخلق ما یشاء و یختار
(الی) ما تکن صدورھم وما یُعلنون / ۶۸-۶۹

۵ :- تلكَ الدار الاخرة نجعلھا للذین
لا یرید ونَ عُلُواً فی الارض / ۸۳

۶ :- من جاء بالحسنة فله خیر منھا ۸۴

۲۱

وَنُرِیْدُ اَنْ نَمُنَّ عَلَی الَّذِیْنَ اسْتُضْعِفُوْا فِی الْاَرْضِ وَ نَجْعَلَهُمْ اَئِمَّةً وَ نَجْعَلَهُمُ الْوَارِثِیْنَ ۔ وَنُمَکِّنَ لَهُمْ فِی الْاَرْضِ وَنُرِیَ فِرْعَوْنَ وَهَامٰنَ وَجُنُوْدَهُمَا مِنْهُمْ مَاکَانُوْا یَحْذَرُوْنَ ۔ القصص / ۵ - ۶

ترجمہ :- اور ہم چاہتے ہیں کہ ان لوگوں پر جنھیں (مصر کی) زمین پر کمزور شمار کرلیا گیا (دینی و دنیوی) احسان کریں اور انھیں پیشوا قرار دیں نیز انھیں (سلطنت فرعون کا) وارث (مالک و مختار) بنادیں اور (مصر کی) سرزمین میں انھیں پورا پورا تسلط عطا کردیں اور فرعون و ہامان ان کے لشکروں کو ان کے ہاتھوں اس (زوال سلطنت) کا (نقشہ) دکھادیں جس سے یہ لوگ ڈراتے تھے ۔

حافظ الحکانی (الحنفی) روایت کرتے ہیں کہ مجھ سے ابوالحسن الفارسی نے (اسناد مذکورہ کے ذریعہ) مفضل بن عمر کے واسطے حدیث بیان کی ۔

مفضل بن عمر کہتے ہیں ۔ میں نے امام جعفر الصادق کو فرماتے ہوئے

سنا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے علیؑ و حسنؑ و حسینؑ کو دیکھ کر گریہ فرمایا پھر آنحضرتؐ نے فرمایا (انتم المستضعفون بعدی) یعنی تمہیں میرے بعد کمزور کردیا جائے گا)

مفضل کہتے ہیں ۔ میں نے امام صادق علیہ السلام سے عرض کی فرزند رسول اس کے کیا معنی ہیں ۔

امام صادقؑ ۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ تم میرے بعد آئمہ میں سے ہو ۔ بیشک خداوند عالم فرماتا ہے (وَنُرِیْدُ اَنْ نَمُنَّ عَلَی الذین استضعفوا فِی الْاَرْضِ وَنَجْعَلَهُمْ اَئِمَّةً وَ نَجْعَلَهُمُ الوارثین) اس آیت کی تلاوت کے بعد امام نے فرمایا) فھذہ الایة فینا جاریة الی یوم القیامة) یہ آیت قیامت تک ہمارے بارے میں جاری رہے گی ۔

ہم نے بعد والی آیت کو آیت اولی کے لئے بطور تتمہ ذکر کیا ہے ۔ جب آئمہ اہل بیتؑ کے بارے میں پہلی آیت جاری و ساری ہے تو دوسری آیت کا عمل بھی اسی طرح کا ہوگا ۔

حافظ القندوزی (الحنفی) امام حسن عسکری علیہ السلام کی پھوپی حکیمہ خاتون کی حدیث کی روایت اس طرح کرتے ہیں : جناب حکیمہ فرماتی ہیں جب مہدیؑ کی ولادت کو سات روز ہوئے تو مجھ سے حسن عسکریؑ نے کہا پھوپی اماں میرے فرزند کے قریب تو آیئے ۔ میں قریب گئی ۔ تو مہدیؑ نے وہی کیا جو سابق کے آئمہ کرتے آئے تھے ۔ حسن عسکریؑ (سے مہدیؑ نے کہا) بیٹا کلام کرو چنانچہ

اس نے کلمہ شہادتین جاری کیا اور اپنے آبا و اجداد پر یک بعد دیگرے دو صلوات پڑھیں۔ اس کے بعد قول خداوند عالم کی تلاوت فرمائی۔

(وَنُرِيدُ اَنْ نَمُنَّ عَلَى الَّذِيْنَ اسْتُضْعِفُوا فِي الْاَرْضِ۔ وَ نَجْعَلَهُمْ اَئِمَّةً وَ نَجْعَلَهُمُ الْوَارِثِيْن) [9] الحدیث

علامہ بحرانی (قدس سرہ) اپنی تفسیر البرہان میں اہل سنتؒ کے امام ابی جعفر بن جریر سے (سند مذکورہ کے ذریعہ) زاذان کے واسطے سے سلمان سے روایت کرتے ہیں؛

سلمان کہتے ہیں مجھ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک طولانی حدیث بیان فرمائی۔ (ای واللہ الذی ارسل محمداً بالحق

منّ (یعنی) فی عهد و زمانٍ منی) ومن علی و

فاطمة والحسن والحسین تسعه (الی ان قال) [10]

ترجمہ: اس ذات کی قسم کہ جس نے مجھ محمد کو حق پر بھیجا اس اپنے احسان کیا مجھ پر علی و فاطمہ و حسن و حسین اور (حسین) کی نو اولادوں پر (یہاں تک)

آپ نے اس آیت کی تلاوت فرمائی۔

ونرید ان نمن علی الذین استضعفو فی الارض ونجعلهم الائمة ونجعلهم الوارثین۔ ونمکن لهم فی الارض ونری فرعون وهامان وجنودهما منهم ما کانوا یحذرون) (الحدیث)

۹۔ ینابیع المودہ ص ۴۲۵ ۱۰۔ تفسیر البرہان جلد (۲) ص ۴۰۶۔ ص ۴۰۷

۴۳

وَرَبُّكَ يَخْلُقُ مَا يَشَاءُ وَيَخْتَارُ مَا كَانَ
لَهُمُ الْخِيَرَةُ سُبْحَانَ اللهِ وَتَعَالَىٰ عَمَّا يُشْرِكُونَ
وَرَبُّكَ يَعْلَمُ مَا تُكِنُّ صُدُورُهُمْ وَمَا يُعْلِنُونَ۔

(القصص / ۶۸-۶۹)

ترجمہ: اور تمہارا پروردگار جسے چاہتا ہے پیدا کرتا ہے اور جسے چاہتا ہے (منصب ہدایت کے لئے) منتخب فرماتا ہے انھیں (اس سلسلہ میں) کوئی اختیار نہیں (اور) خدا ان چیزوں سے پاک و برتر ہے جنھیں یہ اس کا شریک قرار دیتے ہیں نیز تمہارا پروردگار ان چیزوں کو بھی، جانتا ہے جن کو ان کے سینے چھپاتے ہیں اور ان کو بھی جن کا یہ (زبان سے) اظہار کرتے ہیں۔

علامہ بحرانی حافظ محمد بن مؤمن الشیرازی سے روایت کرتے ہیں۔

محمد بن مومن الشیرازی اپنی کتاب میں اہل سنت کے بزرگ علماء کی کتاب (التفاسیر الاثنی عشر) کے حوالے سے خداوند عالم کے اس قول کی تفسیر کرتے ہیں (وَرَبُّكَ يَخْلُقُ مَا يَشَاءُ وَيَخْتَارُ مَا كَانَ لَهُمُ الْخِيَرَة)

علماء اہل سنت نے اس روایت کو انس بن مالک سے بطور مرفوع بیان کیا ہے۔

انس بن مالک کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اس آیت کے متعلق عرض کیا آنحضرتؐ نے فرمایا۔

(ان اللہ خلق آدم من الطین کیف یشاء و یختار)

یعنی یقیناً خداوند عالم نے آدمؑ کو مٹی سے خلق فرمایا۔ (چنانچہ) جسطرح چاہے اختیار کرے۔

بیشک خداوند عالم نے مجھے اور میرے اہل بیتؑ کو تمام مخلوقات پر اختیار کیا اور منتخب کیا چنانچہ مجھے رسول اور علی کو میرا جانشین بنایا پھر خدا فرماتا ہے۔ ماکان لهم الخیرۃ ۔ یعنی (اللہ) نے لوگوں کو یہ اختیار نہیں دیا ہے کہ وہ خود سے انتخاب کریں۔ لیکن جیسا میں خود چاہتا ہوں اختیار کرتا ہوں۔)
لہذا میں اور میرے اہل بیتؑ خدا کی بہترین مخلوق ہیں۔

پھر خدا نے فرمایا۔ سبحان اللہ ۔ یعنی خدا کی ذات پاک و برتر ہے عَمَّا یُشْرِکُوْنَ ۔ اس سے مراد کفار مکہ ہیں۔

پھر فرماتا ہے۔ رَبُّکَ ۔ اے محمد (تمہارا پروردگار)

یعلم ما تکن صدورهم ۔ اللہ منافقین کے سینے کے اس بغض وعداوت کو (بخوبی) جانتا ہے جو کہ وہ تم سے اور تمہارے اہل بیت سے کرتے ہیں۔

وَمَا یُعْلِنُوْنَ ۔ (اور) خدا اس محبت کو بھی جانتا ہے جو تم سے اور تمہارے اہلبیت علیہم السلام سے کی جاتی ہے۔ [1]

[1] - غایۃ المرام ص ۳۳۱

۵

مَنْ جَآءَ بِالْحَسَنَةِ فَلَهُ خَيْرٌ مِّنْهَا وَمَنْ جَآءَ بِالسَّيِّئَةِ فَلَا يُجْزَى الَّذِينَ عَمِلُوا السَّيِّئَاتِ إِلَّا مَا كَانُوا يَعْمَلُونَ / القصص ۸۴

ترجمہ:۔ جو لوگ نیکی کرتے ہیں ان کے لئے اس نیکی (کے مقتضا) سے کہیں اچھا بدلہ (طے شدہ) ہے اور جو بدی کرتے ہیں (تو قیامت میں) ایسے لوگوں کو جنھوں نے (دنیا میں) برے کام کئے اتنا ہی بدلہ دیا جائیگا جتنا وہ کیا کرتے تھے۔

حاکم الحکانی (الحنفی) روایت کرتے ہیں کہ ہمیں احمد بن عبداللہ بن احمد نے (اسناد مذکورہ کے ذریعہ) امام محمد باقرؑ کے واسطے خبر دی کہ حبیب ابوعبداللہ مجلی امیرالمومنین علی بن ابی طالبؑ کے پاس آیا تو آپؑ نے فرمایا اے عبداللہ کیا میں تجھے قول خداوند عالم (من جاء بالحسنة ـ الی یعملون) کے بارے میں خبر دوں

عبداللہ نے کہا۔ فرمایئے (میں آپ پر قربان ہوجاؤں)

امیرالمومنینؑ نے فرمایا۔ (الحسنة حبنا اهل البیت و السیئة بغضنا) یعنی ہم اہل بیتؑ سے محبت کرنے کا نام (حسنہ) نیکی ہے اور ہم سے دشمنی کرنیکا نام (سیئہ) بدی ہے) پھر حضرت نے اس آیت کی تلاوت فرمائی مَنْ جاء بالحسنة فَلَهُ خیر منها ۔ ومن جاء بالسیئة فلا یجزی الذین عملوا السیئات الا ما کانوا یعملون) [1]

[1] شواہد التنزیل جلد (۱) ص ۴۲۵ ۔ ص ۴۲۶

سورۃ العنکبوت

اس میں دو آیتیں ہیں

۱:- والذین کفروا بآیاتِ اللّٰہِ ولقائہ / ۲۳

۲:- والذین جاھدوا فینا لنھدینھم سُبُلنا / ۶۹

۱

وَالَّذِیْنَ کَفَرُوْا بِاٰیَاتِ اللّٰہِ وَلِقَائِہٖ اُولٰئِکَ یَئِسُوْا مِنْ رَّحْمَتِیْ وَاُولٰئِکَ لَھُمْ عَذَابٌ اَلِیْمٌ ۔ (العنکبوت) /۲۳

ترجمہ:- اور ایسے لوگ جو خدا کی آیتوں کے اور (خصوصیت کے ساتھ) اس کے (یعنی میرے ثواب وعقاب کے) سامنے جانے کے منکر ہیں یہ (قیامت میں) میری رحمت سے مایوس ہونگے اور یہی ہیں جن کے لئے دردناک عذاب ہے۔

علامہ بحرانی۔ فقیہ حنفی موفق بن احمد الخوارزمی سے (اسناد مذکورہ کے ساتھ) مالک بن انس (امام المالکی) سے نافع کے واسطے سے ابن عمر سے روایت کرتے ہیں ابن عمر کہتے ہیں کہ پیغمبر اسلامؐ نے فرمایا۔

(اَلَا وَمَنْ اَبْغَضَ اٰلَ مُحَمَّدٍ جَاءَ یَوْمَ الْقِیَامَۃِ مَکْتُوْبٌ بَیْنَ عَیْنَیْہِ۔ آیِسٌ مِنْ رَحْمَۃِ اللّٰہِ)

ترجمہ:- آگاہ ہو جاؤ؛ جو شخص بھی آل محمد سے بغض ودشمنی رکھتا ہوگا۔ تو قیامت کے روز اس طرح آئے گا کہ اسکی پیشانی پر لکھا ہوگا کہ اللہ کی رحمت سے

مایوس ہے۔

اس روایت کے تحریر کرنے کے بعد علامہ بحرانی فرماتے ہیں کہ موفق بن احمد اہل سنت کے حنفی فرقے سے ہے اور مالک بن انس سے اہل سنت کے چار فرقوں میں سے ایک فرقے کی نسبت دی جاتی ہے۔ اور نافع بن ارزق عمر بن الخطاب کا غلام تھا جو کہ خوارج سے تھا۔ اور ابن عمر (یعنی عبداللہ) نواصب کے سربرآوردہ لوگوں سے تھا کہ جنھوں نے علی بن ابی طالب کی بیعت نہیں کی تھی (علامہ بحرانی حیرت واستعجاب کے ساتھ کہتے ہیں کہ) یہ ان کی عجیب روایتوں میں سے ہے اس لئے کہ اس کے راوی تمام کے تمام علی علیہ السلام کے دشمنوں میں سے ہیں[13]

یہ نافع بن ارزق وہ ہے جس کے بارے میں حاکم الحکانی نے (اسناد مذکورہ کے ذریعہ) ابی ہارون العبدی سے روایت کی۔ وہ کہتا ہے کہ میں ایک مرتبہ ابن عمر کے ہمراہ بیٹھا ہوا تھا اتنے ہی میں نافع بن ارزق آکر کہنے لگا۔ خدا کی قسم میں علی سے عداوت رکھتا ہوں۔ یہ (سن کر) ابن عمر نے کہا خدا تجھے دشمن رکھے تو ایسے شخص سے دشمنی کرتا ہے جو کہ (ایمان لانے والوں) میں سب سے سابق و دنیا اور دنیا کی ہر چیز سے بہتر ہے۔[14]

اور ابن عمر وہ ہے کہ جس کے بارے میں محدث قمی اس طرح روایت کرتے ہیں کہ جب حجاج نے مکہ میں داخل ہو کر ابن زبیر کو سولی پر چڑھایا تو ابن عمر

۱۳۔ غایۃ المرام ص۵۸ ۱۴۔ شواہد التنزیل جلد (۱) ص۲۰۰

حجاج کے پاس جاکر کہنے لگا کہ ہاتھ بڑھا تاکہ میں عبدالملک کے لئے تیرے ہاتھ پر بیعت کروں اس لئے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے۔

(من مات ولم یعرف امام زمانہ مات میتة جاھلیة)

یعنی جو شخص اپنے وقت کے امام کی معرفت کے بغیر مرجائے تو اس کی موت جاہلیت (و گمراہی) کی موت ہے۔

حجاج یہ سن کر) اپنا پیر ابن عمر کے سامنے بڑھا دیا اور کہنے لگا چونکہ میرا ہاتھ کام میں مشغول ہے لہذا میرے پیر سے بیعت کرلے ابن عمر نے کہا! آپ مجھ سے مذاق کر رہے ہیں۔

حجاج نے کہا اے احمق النسان پہلے تو تونے علیؑ کی بیعت نہیں کی اور آج کہتا ہے۔

(من مات ولم یعرف امام زمانہ مات میتةً جاھلیة)

کیا علیؑ تیرے امام زمانہ نہیں تھے؟ خدا کی قسم تو میرے پاس فرمان رسول کے احترام اور اس کو پورا کرنے نہیں آیا ہے بلکہ اس درخت کے خوف سے آیا ہے جس پر ابن زبیر کو سولی دی گئی ہے[15]

۱۵۔ سفینۃ البحار جلد (۲) ص۱۳۶

۲

وَالَّذِیْنَ جَاهَدُوا فِیْنَا لَنَهْدِیَنَّهُمْ سُبُلَنَا وَ
اِنَّ اللّٰهَ لَمَعَ الْمُحْسِنِیْنَ ۔ العنکبوت) /۶۹

ترجمہ :- اور جو لوگ ہماری راہ میں جہاد کرتے ہیں ہم انھیں ضرور (قیامت کے دن) اپنی (جنّت کے) راستے دکھائیں گے اور اس میں کوئی شبہ نہیں کہ خدا (کی رضا) ایسے نیکوکاروں کے ساتھ ہے ۔

حافظ الحکانی (الحنفی) روایت کرتے ہیں کہ مجھ سے فرات بن ابراہیم نے (اسناد مذکورہ سے) ابان بن تغلب کے واسطے سے امام محمد باقر ع سے قول خداوند عالم (لنهدينهم سبلنا وان الله لمع المحسنين) کی روایت کی : امام ع نے فرمایا (نزلت فینا اهل البیت) [۱۶]

یہ آیت ہم اہل بیت علیہم السلام کے بارے میں نازل ہوئی ہے ۔

۱۶ ۔ شواہد التنزیل جلد (۱) صہ ۴۴۲

سُورۃ الرّوم

اس میں تین آیتیں ہیں

۱-۲ :- ویومئذٍ یفرح المومنون بنصر اللہ / /۴/ ۵

۳ :- فاتِ ذالقربیٰ حقّہٗ /۳۸

۲۱

وَیَوْمَئِذٍ یَفْرَحُ الْمُؤْمِنُوْنَ ○ بِنَصْرِ اللّٰہِ

ترجمہ:- اور اس دن ایمان دار لوگ خدا کی مدد سے خوش ہو جائیں گے۔

حافظ سلیمان القندوزی روایت کرتے ہیں کہ ابی عبیر کے واسطے سے قول خداوند عالم تخ (ویومئذ یفرح المومنون بنصر اللہ) کی روایت امام صادق علیہ السلام سے کی گئی امام نے فرمایا۔ (عند قیام القائم یفرح المومنون بنصر اللہ) یعنی ظہور قائم (المہدی) کے وقت مومنین خدا کی مدد سے خوش ہو جائیں گے۔ ؎۱۷

[آیت کا استعمال اور اس کی تاویل موجودہ معنیٰ میں ہونا۔ اور آیت کے اوائل اسلام کے نزول میں کوئی منافات اور حرج نہیں ہے۔ اس لئے کہ قرآن حکیم کے لئے ظاہر بھی ہے اور باطن بھی تفسیر بھی ہے اور تاویل بھی۔ اور اہلبیتؑ وہ ہیں جنکے گھروں میں قرآن حکیم کا نزول ہوا لہٰذا اہل بیتؑ ہی معنیٰ قرآن اور اس کا مقصد و تاویل و تفسیر اور مصداق کو دوسرے لوگوں سے بہتر جانتے ہیں]

(مؤلف)

؎۱۷ ینابیع المودہ ص۵۱۱

۲

فَاٰتِ ذَا الْقُرْبٰى حَقَّهٗ - الروم/ ۳۸

ترجمہ:- (اے رسول) تمہارے جو قرابتدار ہیں تم انھیں ان کا حق دیدو)

حاکم الحکانی (الحنفی) روایت کرتے ہیں کہ ہمیں عقیل بن الحسین نے (اسناد مذکورہ کے ذریعہ) ابن عباس سے خبر دی۔ ابن عباس کہتے ہیں جب خداوند عالم نے آیت (فات ذا القربی حقہ) نازل فرمائی تو پیغمبر اسلام نے فاطمہ علیہا السلام کو بلاکر فدک عطا کیا (اور پیغمبر اسلام کا یہ عمل) یعنی عطائے فدک قرابتداری کا صلہ تھا۔ ؎۱۸

؎۱۸ - شواہد التنزیل جلد (۱) ص۳۴۱

سورۃ السجدہ

اس میں تین آیتیں ہیں

۱ :- ولنذیقنهم من العذاب الادنیٰ / ۲۱

۲ :- وجعلنا منهم آئمةً یهدون بامرنا / ۲۴

۳ :- قل یوم الفتح لا ینفع الذین کفروا ایمانهم / ۲۹

(۱)

وَلَنُذِیْقَنَّهُمْ مِنَ الْعَذَابِ الادنیٰ دون الْعَذَابِ الْاَکْبَرِ لَعَلَّهُمْ یرجعُونَ ۔ السجدہ/۲۱

ترجمہ :- اور ان لوگوں کو (آخرت کے) بڑے عذاب سے پہلے (دنیا کے) قریب ترین عذاب کا مزہ بھی چکھائیں گے تاکہ یہ (حق کی طرف) پلٹ آئیں۔

علامہ سیّد ہاشم بحرانی اپنی تفسیر میں محمد بن الحسن بن فرقد الشیبانی (الحنفی) سے روایت کرتے ہیں۔ کہتے ہیں کہ امام جعفر الصادق علیہ السلام نے فرمایا۔

بان الادنی القحط والجدب والاکبر خروج القائم المهدی بالسیف فی آخر الزمان ۔[۱۹]

ترجمہ :- (عذاب ادنیٰ) سے مراد قحط اور خشک سالی ہے۔ و (عذاب اکبر سے) مراد قائم المهدی علیہ السلام کا خروج ہے جو کہ آخری زمانے میں تلوار کے ذریعہ ہوگا۔

---

۱۹ - تفسیر البرہان جلد (۳) ص ۲۸۸

۲

وجعلنا مِنھُم آئمۃً یھدُون بِامرِنا لَمّا صَبرُوا وکانُوا بِاٰیٰتِنا یُوقِنُون ۔ السجدہ/ ۲۴

ترجمہ :۔ اور (انھیں بنی اسرائیل میں سے) ہم نے کچھ لوگوں کو جو کہ ہمارے حکم سے لوگوں کو ہدایت کرتے تھے چونکہ انھوں نے صبر کیا تھا اور وہ ہماری نشانیوں کا یقین رکھتے تھے (لوگوں) کا امام بنا دیا۔

حاکم الحافظ الحکانی (الحنفی) روایت کرتے ہیں کہ ہمیں عقیل نے (اسناد مذکورہ کے ذریعہ) ابن عباس کے واسطے قول خدا (وجعلنا منھم آئمۃً یھدون بامرنا) کی خبر دی۔

ابن عباس کہتے ہیں کہ خداوند عالم نے جناب موسیٰ و ہارون کی وفات کے بعد جناب ہارون کی اولاد سے سات کو امام بنایا۔ اسی طرح علی کی اولاد سے بھی چھ کو امام بنایا۔ (پھر خداوند عالم نے) ہارونؑ کی اولاد سے سات آئمہ کے بعد پانچ آئمہ قرار دئے اس طرح خداوند عالم نے انھیں بارہ نقیب قرار دیا اسی طرح علی کی اولاد سے سات آئمہ کے بعد علیؑ اور ان کی پانچ اولاد کو امام قرار دیکر ان کی تعداد بارہ مکمل کر دی۔ ۵۲

۵۲ شواہد التنزیل جلد (۱) صفحہ ۴۵۵

۳

قُل یَومَ الفتح لا یَنفَعُ الذین کَفَرُوا اِیمانَھُم وَلا ھُم یُنظَرُون ۔ السجدہ/ ۲۹

ترجمہ :۔ تم کہدو کہ اس فیصلے کے دن جن لوگوں نے کفر اختیار کر رکھا ہے ان کو نہ تو ان کا ایمان لانا ہی کچھ نفع دے گا اور نہ ان کو (توبہ ہی کی) مہلت دی جائے گی۔

حافظ سلیمان القندوزی (الحنفی) روایت کرتے ہیں کہ ابن دراج سے روایت کی گئی ہے۔ ابن دراج کہتے ہیں میں نے قول خداوند عالم کے بارے میں

(قل یوم الفتح لاینفع الذین کفروا ایمانھم)

امام جعفر الصادق کو فرماتے ہوئے سنا آپ نے فرمایا کہ اس آیت میں یوم فتح سے مراد وہ روز ہے کہ جس دن دنیا پر قائم (المھدی) کی کامیابی ہوگی اور اس روز ایمان سے قربت اختیار کرنا کسی کے لئے بھی فائدہ بخش ثابت نہ ہوگا جب تک کہ وہ (اس روز کے) آنے کے قبل سے مومن نہ ہو۔ لیکن جو شخص اس فتح کے روز سے قبل (قائم) کی امامت پر یقین رکھتا ہوگا اور آپ کے خروج

کا انتظار کر رہا ہوگا تو اس روز (ایسے شخص) کا ایمان اس کو فائدہ دے گا اور خداوند عالم اس کی قدر و منزلت میں اضافہ کر دے گا۔

پھر امام جعفر الصادق علیہ السلام نے فرمایا۔

(وھذا اجر الموالین لاھل البیت ع) ۲۱ھ

یہ ہم اہل بیت علیہم السلام کے چاہنے والوں کا اجر ہے۔

۲۱ھ - ینابیع المودہ ص۵۱۱

سورۃ الاحزاب

اس میں دو آیتیں ہیں

۱ - انما یرید اللّٰہ لیذھب عنکم الرجس
اھل البیت /۳۳

۲ ان اللہ و ملائکۃ یصلون علی النبی
یایھا الذین آمنوا صلوا علیہ وسلموا
تسلیما /۵۶

۱

إِنَّمَا يُرِيْدُ اللّٰهُ لِيُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ أَهْلَ الْبَيْتِ وَيُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيْراً ۔ الاحزاب/۳۳

ترجمہ:۔ اے پیغمبر کے اہل بیتؑ خدا سوائے اس کے اور کچھ نہیں چاہتا کہ تم سے ہر طرح کے رجس کو دور رکھے اور تمہیں جو پاک رکھنے کا حق ہے اس طرح پاک رکھے۔

مذہب اہل سنت کے محدثین و مورخین اور مفسرین نے اس بات پر اجماع و اتفاق کیا ہے کہ اہل بیت سے مراد (محمد و علی و فاطمہ و حسن و حسین علیہم السلام) ہیں بلاذری روایت کرتا ہے کہ مجھ سے ابو صالح الفراء نے (اسناد مذکورہ کے ذریعہ اپنی کتاب میں) انس بن مالک کے واسطے سے حدیث بیان کی وہ کہتے ہیں کہ پیغمبر اسلام چھ ماہ تک فاطمہؑ کے گھر پر جاتے رہے۔ جب کہ آپ نماز صبح کے لئے جاتے تھے تو (در فاطمہ علیہا السلام) پر فرماتے تھے (الصلوٰۃ اہل البیت)

" انما یرید اللّٰہ لیذہب عنکم الرجس اہل البیت و یطہرکم تطہیراً " ۲۲ھ

۲۲ھ ۔ الانساب الاشراف جلد ۲ ص ۱۰۴

اور فیروز آبادی نے طحاوی (الحنفی) سے کتاب (مشکل الآثار) میں جناب ام سلمہ کی سند سے نقل کیا ہے کہ ام سلمہ فرماتی ہیں! یہ آیت آہل بیت، علی و فاطمہ و حسن والحسین علیہم السلام کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔

اسی طرح (ابی داؤد الطیالسی نے اپنی مسند میں انس کے واسطے سے پیغمبر اسلام سے سند دی ہے کہ پیغمبر اسلام نماز صبح سے قبل فاطمہ کے دروازے پر جا کر فرماتے تھے۔

(الصلوٰۃ یا اہل البیت۔ انما یرید اللّٰہ لیذہب عنکم الرجس اہل البیت و یطہرکم تطہیراً ۲۳ھ

اور مسند امام احمد بن حنبل میں (سند مذکورہ کے ساتھ) ام سلمہ سے روایت کی گئی ہے ام سلمہ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فاطمہؑ سے فرمایا کہ (اے فاطمہ) میرے پاس اپنے شوہر اور بیٹوں کو لیکر آؤ پس فاطمہ، (علی و حسن و حسین علیہم السلام کو لیکر آئیں تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان پر اپنی پاک پاکیزہ ردا ڈال کر فرمایا۔ سے

(اللّٰھم ان ھؤلاء آل محمد فاجعل صلوٰتک و برکاتک علی محمد و علیٰ آل محمد انک حمید مجید)

پروردگار یہی آل محمد ہیں پس تو محمد و آل محمد پر اپنی صلوات اور برکتیں قرار دے

۲۳ھ ۔ فضائل خمسہ جلد (۲) ص ۲۱۹

اسس لئے کہ تو لائق حمد و بزرگی ہے۔ ۲۴

اور مستدرک الصحیحین میں جیساکہ علامہ فیروز آبادی نے (اسناد مذکورہ کے ذریعہ عامر بن سعید، سعید بن ابی وقاص کے ذریعہ بیان کیا ہے۔ سعد بن ابی وقاص کہتا ہے کہ۔ میں نے علی کے بارے میں سب وشتم کرنا اس وقت سے ترک کر دیا جب کہ مجھے وہ منظر یاد آیا کہ پیغمبرؐ اسلام پر وحی نازل ہوئی اور آنحضرت نے علی اور ان کے دونوں فرزندوں و فاطمہ علیہم السلام) کو اپنی ردا میں داخل کیا اور فرمایا۔

رَبِّ اِنَّ هٰؤلاءِ اَهْلُ بَيْتِي

پروردگا یہی میرے اہل بیتؑ ہیں

فقیہ الشافعی جلال الدین بن ابی بکر السیوطی اپنی تفسیر میں سعد کی طرف سند دیتے ہوئے روایت کرتے ہیں۔ سعد کہتا ہے کہ (جب) پیغمبر اسلام پر وحی نازل ہوئی تو آپ نے علی و فاطمہ اور فاطمہ کے دونوں بیٹوں کو ردا کے نیچے داخل کیا پھر فرمایا۔ اَللّٰهُمَّ هٰؤلاءِ اَهْلِ وَاَهْلِ بَيْتِي ۲۵ پروردگار یہی میرے اہل اور اہلبیت ہیں۔

علامہ فیروز آبادی ہیثمی سے کتاب (مجمع الزوائد) میں واثلہ بن الاصقع سے روایت کرتے ہیں وہ کہتا ہے کہ۔ میں علی کو تلاش کرتے ہوئے نکلا مجھ سے کہا گیا کہ (علی)، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، کی خدمت میں موجود ہیں چنانچہ جب میں

---

۲۴ ۔ مسند احمد بن حنبل جلد (۴) ص ۱۰۷

۲۵ ۔ تفسیر در المنثور سورۃ الاحزاب آیت تطہیر

وہاں پہونچا تو میں نے دیکھا کہ علی و فاطمہ حسن وحسین علیہم السلام رسولؐ اللہ کے حجرے میں موجود ہیں اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سب کو اپنی ردا اڑھائے ہوئے ہیں اور فرماتے ہیں۔ (اللّٰهُمَّ انك جعلت صلوٰتك و رحمتك

و مغفرتك و رضوانك علىّ و عليهم ۔ ۲۶

پروردگار تو نے اپنی برکت و رحمتیں و مغفرت و رضوان کو مجھ پر اور ان سب پر قرار دیا ہے۔ ون

معاصر مفسر (محمد عزۃ دروزۃ) اپنی کتاب میں (التفسیر الحدیث) جس میں انھوں نے سوروں کو نزول کی ترتیب کے ساتھ مرتب کیا ہے فرماتے ہیں کہ یہی وہ آیۃ انما يريد الله ليذهب عنكم الرجس اهل البيت و يطهركم تطهيراً ہے جس کے بارے میں مسلم اور ترمذی نے ام سلمہ سے روایت کی ہے یہ آیت ام سلمہ کے گھر میں نازل ہوئی۔ ام سلمہ فرماتی ہیں کہ جب آیت نازل ہوئی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے علیؑ و فاطمہؑ و حسنؑ و حسینؑ کو بلایا اور ان سب کو اپنی چادر اڑھا دی اس وقت علی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پیچھے بیٹھے ہوئے تھے پھر پیغمبرؐ اسلام نے فرمایا۔ اللهم هولاء اهل بيتي فاذهب عنهم الرجس وطهرهم تطهيراً) پروردگا یہی میرے اہل بیت ہیں ان سے ہر طرح کی کثافت کو دور دور رکھ اور پاک رکھنے کی طرح پاک رکھ)

---

۲۶ فضائل الخمسہ جلد (۲)

ام سلمہ کہتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے عرض کی یا رسول اللہ کیا میں بھی اہل بیت کے ساتھ ہوں ؟ پیغمبر اسلام نے فرمایا۔ اَنْتِ عَلیٰ مَکَانِکِ وانت الی الخیر) [۲۹] (اے ام سلمہ) تم اپنی جگہ پر رہو اور تم تو خیر پر قائم ہو۔

علامہ مراغی احمد مصطفٰی۔ (شریعۃ اسلامیہ ولغۃ العربیہ) مصر کے دار العلوم کے استاد اپنی تفسیر میں ابن عباس سے روایت کرتے ہیں۔ ابن عباس کہتے ہیں کہ ہم نے دیکھا کہ پیغمبر اسلام مسلسل ہر روز نو ماہ تک ہر نماز کے وقت علی ابن ابی طالب علیہ السلام) کے دروازے پر آکر فرماتے تھے۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ انما یرید اللہ لیذھب عنکم الرجس اھل البیت ویطھرکم تطھیراً۔ الصلوٰۃ یرحمکم اللہ۔ کل یوم خمس مرات۔ [۳۰]

فقیہ الشافعی الشیخ الامام الخطیب الشربینی اپنی تفسیر (السراج المنیر) میں ام سلمہ سے روایت کرتے ہیں۔ وہ فرماتی ہیں آیت۔ (انما یرید اللہ لیذھب عنکم الرجس اھل البیت و یطھرکم تطھیراً) میرے گھر میں نازل ہوئی رسول اللہ نے فاطمہؑ و علیؑ و حسنؑ و حسینؑ کے بارے میں پیغام بھیجا اور ارشاد فرمایا (ھٰؤلاء اھل بیتی) [۳۱]

مذکورہ رواۃ کے علاوہ اسی چیز کو معنی اور نتیجہ کے اتحاد کے ساتھ بغیر کسی

۲۹ھ - التفسیر الحدیث جلد (۸) ص۲۶۱ ۳۰ھ - تفسیر المراغی جلد (۲۲) ص۸

۳۱ھ - تفسیر سراج المنیر جلد (۳) ص۲۴۵

نقص و ایراد کے ساتھ بہت زیادہ اسناد کے حوالے سے بہت سے راویوں نے بیان کیا ہے۔ چنانچہ ہم (تفصیل کے خواہش مند حضرات کے لئے) ان مقامات کی جانب اشارہ کر رہے ہیں جس کو انھوں نے اپنی کتب میں ذکر کیا ہے۔

۱:- فخر الدین الرازی اپنی تفسیر میں [۳۲]
۲:- نیشاپوری اپنی تفسیر میں [۳۳]
۳:- مسلم اپنی صحیح میں [۳۴]
۴:- الامام الطبری [۳۵]
۵:- البیہقی اپنی کتاب سنن میں [۳۶]
۶:- احمد بن محب الدین الطبری (الشافعی) اپنی کتاب ریاض میں [۳۷]
۷:- اور ذخائر میں [۳۸]
۸:- الحاکم اپنی مستدرک میں [۳۹]
۹:- مورخ الکبیر ابن الاثیر (الشافعی) اسد الغابہ میں [۴۰]
۱۰:- ابن حجر الہیثمی (الشافعی) اپنی کتاب مجمع میں [۴۱]

اور بہت سے بزرگ رواۃ و مفسرین نے اسی حقیقت کو بیان کیا ہے۔

۳۲ھ تفسیر فخر الرازی جلد (۶) ص۷۸۳

۳۳ھ تفسیر النیشاپوری سورہ احزاب کی تفسیر میں

۳۴ھ صحیح مسلم جلد (۲) ص۳۳۱

۳۵ھ تفسیر جامع البیان جلد (۲۲) ص۵

۳۶ھ سنن البیہقی جلد (۲) ص۱۵۰

۳۷ھ الریاض النضرہ جلد (۲) ص۱۸۸ (ذخائر العقبیٰ ص۲۴

باقی ص پر

۲

ان اللہ وَمَلٰٓئِکَتَہٗ یُصَلُّوْنَ عَلَی النبی یا اَیُّھَا
الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا علیہ وسَلِّمُوْا تَسْلِیْمًا/الاحزاب ۵۶

ترجمہ:۔ یقیناً اللہ اور اس کے فرشتے پیغمبر پر درود بھیجتے رہتے ہیں اے ایمان لانے والو تم بھی ان پر درود بھیجا کرو اور (انھیں) جو سلام کرنے کا حق ہے اس طرح سلام کیا کرو۔

علامہ بحرانی ثعلبی سے اس آیت کی تفسیر کی (سند مذکورہ کے ذریعہ) کعب بن عجرہ سے اس طرح روایت کرتے ہیں کہ

کہ جب رسول اللہ پر آیت (ان اللہ وملائکتہ یصلون علی النبی) نازل ہوئی تو ہم نے رسول اللہ سے عرض کی یا رسول اللہ ہم نے آپ پر سلام بھیجنے کا طریقہ تو سیکھ لیا۔ لیکن یہ بیان فرمائیں کہ آپ پر درود کس طرح بھیجی جائے۔ پیغمبر اسلام نے فرمایا اس طرح کہو۔ اللھم صل علی محمد وآل محمد کما صلّیت

بقیہ صـــ کا

۳۸۔ مشکل الآثار جلد (۱) ص ۳۳۴ — ۴۰۔ اسد الغابہ فی معرفت الصحابہ جلد (۵) ص ۵۲۱

۳۹۔ المستدرک علی الصحیحین جلد (۲) ص ۴۱۶ — ۴۱۔ مجمع الزوائد جلد (۹) ص ۱۶۹

علی ابراھیم وآل ابراھیم انک حمیدٌ مجیدٌ وبارک علی محمد وآل محمد کما بارکت علی ابراھیم وآل ابراھیم انک حمیدٌ مجیدٌ۔ ۴۲

اور بالکل اسی طرح علامہ مراغی نے اپنی تفسیر میں نقل کیا ہے۔ ۴۳

اور علامہ فیروزآبادی نے بخاری کی کتاب (الادب المفرد) سے رسول اللہ کی طرف سند دیتے ہوئے اس طرح روایت کی ہے۔ پیغمبر اسلام فرماتے ہیں جو شخص (درود) اس طرح پڑھے گا۔

(اللھم صل علی محمد وعلی آل محمد کما صلیت علی ابراھیم وعلی آل ابراھیم وبارک علی محمد وعلی آل محمد کما بارکت علی ابراھیم وعلی آل ابرھیم ترحم علی محمد وعلی آل محمد کما ترحمت علی ابراھیم وعلی آل ابراھیم

تو میں قیامت کے روز اس کے کلمۂ شہادت کی گواہی دونگا اور شفاعت بھی کروں گا۔ ۴۴

۴۲۔ غایۃ المرام ص ۳۱۱

۴۳۔ تفسیر المراغی جلد (۲۲) ص ۳۴

۴۴۔ فضائل الخمسہ جلد (۲)

اور۔ عبدالرؤف المناوی۔ کی کتاب (فیض القدیر) میں ہے کہ طبرانی (الاوسط) میں علی سے اس طرح روایت کرتے ہیں (

کُلُّ دعا محجوب حتی یصلی علی محمد وآل محمد[۴۵] ۔ کوئی بھی دعا محمد وآل محمد پر درود بھیجے بغیر قبول نہیں ہوگی)

مفسر معاصر (محمد عزہ دروزہ) اپنی تفسیر میں کہتے ہیں کہ انہی حدیث سے عبداللہ بن مسعود کی حدیث ہے۔ عبداللہ بن مسعود کہتے ہیں کہ اگر تم نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود پڑھو تو وہ درود بہت بہتر اور اچھی ہونا چاہیئے۔ لوگوں نے عبداللہ بن مسعود سے کہا کہ آپ ہمیں تعلیم کریں۔ عبداللہ بن مسعود نے کہا اس طرح پڑھو

اللھم صلی علی محمد وآل محمد کما صلیت علی ابراھیم وآل ابراھم انک حمید مجید [۴۶]

حافظ الامام ابوالقاسم محمد بن احمد بن جزی الکلبی الغرناطی اپنی تفسیر (تسہیل العلوم میں اس آیت مجیدہ کی تفسیر میں فرماتے ہیں کہ پیغمبر اسلام سے روایت کی گئی ہے کہ یہ آیت پانچ (حضرات) نبیؐ و علیؑ و فاطمہؑ و حسنؑ و حسینؑ کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔[۴۷]

اور علی المتقی الہندی نے اپنی کتاب (کنز العمال) میں متعدد اسناد کے ذریعہ زید بن حارثہ کے توسط سے پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کی ہے پیغمبر اسلام نے لوگوں کو حکم دیا کہ (درود) اس طرح پڑھیں۔ اللھم صلی علی محمد وعلی آل محمد) الخ [۴۸]

۴۵۔ فضائل الخمسہ جلد (۲)
۴۶۔ التفسیر الحدیث جلد (۸) ص ۲۸۶
۴۷۔ تفسیر الکلبی جلد (۳) ص ۲۹۹
۴۸۔ کنز العمال جلد (۱) ص ۲۳۹

سُورۃ سبا

اس میں چھ آیتیں ہیں

۱:- وجعلنا بینھم و بین القری التی بارکنا فیھا۔ /۱۸

۲:- قل ما سئلتکم من اجر فھو ھم /۴۷

۳-۶:- ولو تری اذ فزعوا فلا فوت (الی) کانھم کانوا فی شک مریب۔ /۵۱-۵۴

١

وَجَعَلْنَا بَيْنَهُمْ وَبَيْنَ الْقُرَى الَّتِي بَارَكْنَا فِيهَا قُرًى ظَاهِرَةً وَقَدَّرْنَا فِيهَا السَّيْرَ سِيرُوا فِيهَا لَيَالِيَ وَأَيَّامًا آمِنِينَ ۔ سبا/ ١٨

ترجمہ:۔ اور ہم نے ان کے اور (شام کی) ان بستیوں کے درمیان (سرسبز و شادابی کی) برکت عطا کی تھی کچھ اور بستیاں بھی آباد کر رکھی تھیں جو اس طرح باہم قریب قریب واقع تھیں کہ ایک بستی سے دوسری بستی دکھائی دیتی تھیں اور ان کے درمیان چلنے کا ایک خاص اندازہ رکھا تھا (تاکہ) تم راستوں اور دنوں میں (جس وقت چاہو) ان میں بے خوف وخطر چلو۔

حافظ سلیمان القندوزی (الحنفی) آیت وجعلنا بینهم وبین القریٰ (الخ) کے بارے میں محمد بن صالح الھمدانی سے روایت کرتے ہیں۔ میں نے صاحب الزماں علیہ السلام کے پاس لکھا کہ میرے اہل خانہ اس حدیث کے سبب جو کہ آپ کے آباء واجداد سے روایت ہو کر آئی ہے مجھے اذیت دیتے ہیں۔ اور کہتے ہیں کہ ہماری قوم خدا کی شریر ترین مخلوق ہے۔ امام مہدی علیہ السلام نے جواب میں

فرمایا حیف ہے تم لوگوں پر کیا تم خداوند عالم کا فرمان نہیں پڑھتے۔

(وجعلنا بینهم و بین القری التی بارکنا فیها قری ظاهرة) فنحن۔ والله۔ القری التی بارك الله فیها۔ وانتم القری الظاهرة۔ [٤٩]

خدا کی قسم ہم ہی وہ بستیاں ہیں جس کو خداوند عالم نے مبارک قرار دیا۔ اور تم ظاہری بستیاں ہو۔

٤٩۔ ینابیع المودہ ص ٥١١

۲

قُلْ مَا سَأَلْتُكُمْ مِنْ أَجْرٍ فَهُوَ لَكُمْ إِنْ أَجْرِيَ إِلَّا عَلَى اللَّهِ وَهُوَ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ شَهِيدٌ /سبا/۴۷

ترجمہ:- (اور یہ بھی) کہہ دو کہ میں نے تم سے (تبلیغ رسالت کی) جو کچھ اجرت مانگی وہ تو تمہارے (فائدے) کیلئے ہے میری اجرت تو بس خدا کے ذمہ ہے اور وہ (اللہ) ہر چیز کا جاننے والا ہے۔

حافظ القندوزی (الحنفی) قول خداوند عالم۔ (قل ما سالتکم من اجر فھو لکم) کے بارے میں امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے امام علیہ السلام نے فرمایا۔ جو شخص بھی آل محمدؐ کے اوصیاء کی ولایت کا (اقرار) اور ان کے اعمال کی پیروی کرے گا۔ تو اس کا یہ عمل۔ انبیاء و مومنین سابقہ کی ولایت میں زیادتی کا سبب ہوگا یہاں تک کہ ان کی ولایت کا سلسلہ جناب آدم علیہ السلام سے مل جائے گا۔ یہاں تک کہ آپ نے فرمایا کہ خداوند عالم فرماتا ہے۔ (قل ما سالتکم من اجر فھو لکم)

یعنی وہ اجر مودت رسالت جس کے علاوہ میں نے کسی چیز کا سوال نہیں کیا وہ تو تمہارے ہی لئے ہے (یعنی ایسا اجر نہیں ہے جس سے مجھے

فائدہ ہو) (بلکہ تم) اجرت مودت کے ذریعہ ہدایت حاصل کروگے اور اجر مودت ہی کے (ذریعہ نیک اعمال کرنے کے لئے) آمادہ رہوگے اور اجر مودت ہی کی وجہ سے قیامت کے روز عذاب سے نجات پاؤگے۔ ۵؎

۵؎۔ ینابیع المودہ ص۹۸

۳

وَلَوْ تَرٰی اِذْ فَزِعُوا فَلَا فَوْتَ وَاُخِذُوا مِن مَّکَانٍ قَرِیبٍ ۰ وَقَالُوٓا اٰمَنَّا بِہٖ وَاَنّٰی لَہُمُ التَّنَاوُشُ مِنْ مَّکَانٍ بَعِیدٍ ۰ وَقَدْ کَفَرُوا بِہٖ مِنْ قَبْلُ وَیَقْذِفُوْنَ بِالْغَیْبِ مِن مَّکَانٍ بَعِیْدٍ ۰ وَحِیْلَ بَیْنَہُمْ وَبَیْنَ مَا یَشْتَہُوْنَ کَمَا فُعِلَ بِاَشْیَاعِہِمْ مِنْ قَبْلُ اِنَّہُمْ کَانُوْا فِیْ شَکٍّ مُّرِیْبٍ ۔ سبا/۵۱-۵۴

ترجمہ: اور (اے رسول) کاش تم (اس وقت کا منظر) دیکھتے جب یہ (کافر) گھبرائے ہوئے پھر رہے ہوں گے اور ان کے (عذاب سے) بچ نکلنے کا کوئی امکان نہ ہوگا اور انھیں پاس کے پاس ہی سے گرفتار کرلیا جائے گا اور وہ (وقت گرفتاری) یہ کہہ رہے ہوں گے کہ ہم اس (دین اسلام) پر ایمان لاتے ہیں مگر اتنے دور دراز مقام پر ایمان کا ان کے ہاتھ آنا کہاں سے ممکن ہے جب کہ پہلے یہ انکار کرتے اور (اس کے بارے میں) اٹکل پچو باتیں دور ہی دور سے ہانکا کرتے تھے اور ان کے اور ان چیزوں

کے درمیان جن کی یہ خواہش رکھتے تھے (موت کو) حائل کر دیا گیا جیسے کہ ان سے پہلے ان کے ہم مشربوں کے ساتھ کیا گیا تھا (کیونکہ یہ سب پریشان کن شک میں مبتلا تھے۔

حافظ القندوزی (الحنفی) قول خداوند عالم۔ (ولو تری اذ فزعوا فلا فوت واخذوا من مکان قریب) الی آخر السورۃ) کے بارے میں حارث کے واسطے علی بن ابی طالب علیہ السلام) سے روایت کرتے ہیں حضرت علیؑ نے فرمایا۔ ہمارے قائمؑ کے ظہور سے قبل سفیانی خروج کرے گا جس کے اقتدار کی مدت عورت کے حمل کی مدت۔ یعنی نو ماہ ہوگی۔ اور سفیانی کا لشکر مدینہ آئے گا یہاں تک کہ جب مقام (البیدا) پر ختم ہوگا تو خداوند عالم اس میں آگ بھڑکا دیگا۔[۵۱]

اور فقیہ (شافعی) سیوطی اپنی تفسیر میں روایت کرتے ہیں کہ ابن جریر اور ابن المنذر اور ابن ابی حاتم نے ابن عباس سے قول خداوند عالم (ولو تری اذ فزعوا فلا فوت واخذوا مکانٍ قریب) کی تفسیر اس طرح بیان کی ہے۔ ابن عباس کہتے ہیں اس سے مراد سفیانی کا لشکر ہے۔

راوی نے سوال کیا کہ۔ ان (لوگوں کو کہاں سے پکڑا جائے گا۔

ابن عباس نے کہا۔ ان کے قدموں کے نیچے سے۔[۵۲]

۵۱۔ ینابیع المودۃ ص۵۱۲

۵۲۔ الدر المنثور جلد (۵) ص۲۴۰

(ابن عباس کا لشکر سفیانی کے بارے میں یہ کہنا کہ ان کو قدموں کے نیچے سے پکڑا جائے گا یہ اس روایت کے علاوہ ہے کہ جس کو حافظ القندوزی نے بیان کیا ہے کہ سفیانی کے لشکر میں خداوند عالم آگ لگا دے گا)

(مؤلف)

جاننا چاہیئے کہ سیوطی نے امام مہدی علیہ السلام کے ظہور سے قبل سفیانی کے خروج اور اس کے لشکر کی صحرا میں آگ کے سبب ہلاکت کے بارے میں متعدد روایات نقل کی ہیں ۔ اور یہ بات امام مہدی علیہ السلام کے معجزات میں سے ہے اختصار کا لحاظ کرتے ہوئے اس مقام پر ہم نے صرف ایک روایت کو ذکر کیا ہے ۔

سُورۃ الصّافات

اس میں دو آیتیں ہیں ۔

۱ ۔ وقِفُوهُمْ اِنَّهُمْ مسئولون /۲۴

۲ ۔ سلام علی اٰل یاسین /۱۳۰

۱

وَقِفُوهُمْ إِنَّهُمْ مَسْئُولُونَ الصافات/۲۴

ترجمہ: ان کو روکو ان سے (کچھ) دریافت کیا جائے گا

علامہ بحرانی ابی بکر الشیرازی کی کتاب سے معاویۃ الغریر واعمش ومسلم البطین وسعید بن جبیر کے واسطے سے ابن عباس سے روایت کرتے ہیں۔

ابن عباس کہتے ہیں کہ۔ قیامت کے روز خداوند عالم مالکان (جہنم) کو حکم فرمائیگا کہ جہنم کے ساتوں طبقوں میں آگ روشن کریں۔ اور رضوان کو حکم فرمائے گا کہ جنت کے آٹھوں طبقوں کی سجاوٹ کریں۔ اور میکائیل کو جہنم پر پل بنانے کا حکم دیگا اور جبرئیل کو حکم کرے گا کہ عرش کے نیچے عدل (انصاف) کی میزان نصب کریں اور آواز دے گا اے محمد اپنی امت کو حساب کے لئے قریب کر دو۔

پھر خداوند عالم صراط پر سات پُل بنانے کا حکم کرے گا جن میں سے ہر پل کی لمبائی سترہ ہزار فرسخ ہوگی۔ اور ہر پُل کے اوپر ستر ہزار فرشتے کھڑے ہونگے جو کہ اس امت کے مرد اور عورتوں سے سوال کر رہے ہوں گے۔

پہلے پُل پر ملائکہ ولایت امیر المومنین (علی بن ابی طالب علیہ السلام) اور اہل بیت محمدؐ کی محبت کا سوال کریں گے پس جو بھی ان سوالوں کے جوابات دیگا

تو پہلے پُل سے بجلی کی طرح گذر جائے گا اور جو شخص اپنے نبی کے اہل بیت کو دوست نہ رکھتا ہوگا تو وہ (پُل اسے جہنم کے گڑھے میں گر جائے گا اگرچہ اس کے ہمراہ خشکی پر عمل کرنے والوں کے اعمال کا ستر گنا عمل ہی کیوں نہ ہو۔

اور دوسرے پُل پر ملائکہ نماز کے بارے میں سوال کریں گے۔

اور تیسرے پُل پر زکوٰۃ کے بارے میں سوال کریں گے

اور چوتھے پل پر روزے کے بارے میں سوال کریں گے

اور پانچویں پل پر حج کے بارے میں سوال کریں گے

اور چھٹے پل پر جہاد کے بارے میں

اور ساتویں پل عدل کے بارے میں سوال کریں گے

پس جو شخص ان اشیاء کو بجالائے گا وہ پل صراط سے بجلی کی طرح گذر جائیگا اور جو شخص ان چیزوں) کو نہ بجالایا ہوگا۔ اس پر عذاب ہوگا اور اسی چیز کو خداوند عالم فرماتا ہے (وقفوھم انھم مسئولون) یعنی (اے) ملائکہ ان لوگوں کو پہلے پُل پر روکو (پس ان سے) علیؑ کی ولایت اور محبت اہل بیت علیہ السلام کے بارے میں سوال کرو۔ [۵۳]

۵۳۔ غایۃ المرام ص ۳۸۲

۲

سَلٰمٌ عَلٰی آلِ یَا سِینَ ۔ الصافات/ ۱۳۰

ترجمہ:۔ آل یسین پر (ہمارا) سلام (نازل) ہو

علامہ بحرانی ابی نعیم الاصفہانی سے اعمش کی طرف نسبت دیتے ہوئے مجاہد سے قول خداوند عالم (سلام علی آل یاسین) کے بارے میں ابن عباس سے روایت کرتے ہیں ابن عباس فرماتے ہیں (الیاسین) سے مراد آل محمدؐ علیہم السلام ہیں۔ ۵۴ه

[إل ہمزہ کے کسرے کے ساتھ۔ آل۔ ہمزہ کے مد کے ساتھ یہ ایک لغت ہے۔ اور ان دونوں کا ایک ہی معنیٰ ہے۔ یہ (آل) تعریف اور عہدی نہیں ہے اس لئے کہ (ال) تعریفی اور عہدی میں ہمزہ وصل ہوتا ہے اور اس مقام پر ہمزہ قطعی ہوتا ہے جس کا تلفظ ادا کرنا ضروری ہے اگرچہ درمیان کلام ہی میں کیوں نہ ہو۔]

(مؤلف)

۵۴ه۔ غایۃ المرام ص ۳۸۲

سورۂ (ص)

اس میں چار آیتیں ہیں

۱-۲-۳۔ قال رب فانظرنی (الی) الی یوم الوقت المعلوم / ۷۹-۸۱

۴۔ ولتعلمن نبأہ بعد حین / ۸۸

۱

قَالَ رَبِّ فَانْظِرْنِی اِلٰی یَوْمِ یُبْعَثُوْنَ ○
قَالَ فَاِنَّکَ مِنَ الْمُنْظَرِیْنَ اِلٰی یَوْمِ الْوَقْتِ
الْمَعْلُوْمِ ۔
(ص) /۷۹-۸۱

ترجمہ:۔ شیطان نے کہا کہ اے میرے پالنے والے تو مجھے اس دن تک کی مہلت دیدے جس دن لوگ (دوبارہ حساب کتاب کے لئے) زندہ کرکے اٹھائے جائیں گے (اس پر اس کے پالنے والے نے) کہا کہ (قیامت تک کی تو نہیں) تجھے ایک معین وقت کے دن تک مہلت دی جاتی ہے۔

حافظ القندوزی (الحنفی) وہب بن جمع سے روایت کرتے ہیں وہب بن جمع کہتا ہے میں نے امام جعفر الصادق علیہ السلام سے قول خداوندی (قال رب فانظرنی الی یوم یبعثون قال فانک من المنظرین الی یوم الوقت المعلوم) کے بارے میں سوال کیا کہ (وقت المعلوم) سے مراد کون سا دن ہے امام علیہ السلام نے فرمایا اے وہب اس سے مراد وہ دن ہے کہ جس میں ہمارے مہدی القائم کے ظہور کے بعد فرزند رسول (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) شہید کیا جائیگا[1]

۱۔ ینابیع المودہ ص ۵۰۹

د قرآن حکیم میں موجودہ تین آیتیں بالکل اسی طرح دو مقام پر وارد ہوئی ہیں (۱۔سورۃ ص) (۲۔سورۃ الحجر) (آیت ۳۶-۳۸) ہم نے ان آیات کو دونوں مقامات پر ذکر کیا ہے اور بعض اہم چیزوں کا تذکرہ سورۃ الحجر سے متعلق (۳۶-تا-۳۸) آیات میں کر چکے ہیں لہذا اس کی طرف مراجعہ کیا جا سکتا ہے،

(مؤلف)

٢

وَلَتَعۡلَمُنَّ نَبَاَهٗ بَعۡدَ حِیۡنٍ ۔ /ص ۸۸/

ترجمہ:۔ اور تم (اس کی سچائی) کا حال کچھ تھوڑے عرصہ بعد یقیناً جان لوگے ۔

حافظ القندوزی (الحنفی) روایت کرتے ہیں کہ عاصم بن حمید کے ذریعہ امام محمد باقرؑ سے روایت کی گئی ہے ۔

امامؑ نے فرمایا (وَلَتَعۡلَمُنَّ نَبَاَهٗ بَعۡدَ حِیۡنٍ) سے مراد یہ ہے کہ تم لوگ کچھ عرصہ میں قائم المہدی کے خروج کی خبر جان لوگے ۔ ؎۲

(اس مقام پر امام علیہ السلام کا اس طرح آیت کا معنیٰ بتلانا یہ تاویل اور باطنی عتبار سے ہے اس لئے کہ ظاہری اعتبار سے ضمیر کا مرجع آیت سابقہ (ان ھو الاذکر للعالمین) میں ذکر کی طرف راجع ہے ۔

اور احتمال ہے کہ امامؑ کی تاویل ذکر ہو ۔ اگر ایسا ہوا تو ضمیر کا مرجع اپنی حالت پر باقی رہے گا ۔ اس لئے کہ اہلبیتؑ (قرآن) کے بارے میں بہتر جانتے ہیں ۔)

(مؤلف)

؎۲ ۔ ینابیع المودہ ص ۵۱۲

سورۃ الزمر

اس میں چار آئتیں ہیں

۱:۔ قل ھل یستوی الذین یعلمون والذین لا یعلمون ۔ /۹

۲:۔ فَمَنۡ اَظۡلَمُ مِمَّنۡ کذب عَلَی اللہِ وکذب بالصِّدۡقِ /۳۲

۳:۔ اَنۡ تَقُوۡلَ نَفۡسٌ یحسر علی ما فرطت فی جنب اللہ /۵۶

۴:۔ واشرقت الارض بنور ربھا ۔ /۶۹

١

قُلْ هَلْ يَسْتَوِي الَّذِيْنَ يَعْلَمُوْنَ وَالَّذِيْنَ
لَا يَعْلَمُوْنَ اِنَّمَا يَتَذَكَّرُ اُولُوا الْاَلْبَابِ /زمر آیت/ ۹

ترجمہ:- (اے رسول) تم کہدو کہ بھلا کہیں علم والے اور جہل والے برابر ہو سکتے ہیں (ہرگز نہیں) اس بات کو تو وہی لوگ جانتے ہیں جو عقل رکھنے والے ہیں

حافظ عبید اللہ الحکانی (الحنفی) روایت کرتے ہیں کہ ہمیں ابو بکر الحارثی نے (اسناد مذکورہ کے ذریعہ) جابر کے واسطے سے امام محمد باقرؑ سے قول خدا۔ (قل هل یستوی الذین یعلمون الخ) کے بارے میں خبر دی امام نے فرمایا (الذین یعلمون) سے مراد ہم لوگ ہیں (یعنی ہم اہل بیت صاحبان علم ہیں۔) اور (والذین لا یعلمون) سے مراد ہمارے دشمن ہیں (یعنی ہمارے دشمن جاہل ہیں اور (انما یتذکر اوالا الباب) ؎۳ سے مراد ہمارے شیعہ ہیں (یعنی ہمارے شیعہ صاحب عقل ہیں۔

؎۳ ۔ شواہد التنزیل جلد (۲) ص ۱۱۶

۲

فَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنْ كَذَبَ عَلَى اللّٰهِ وَكَذَّبَ بِالصِّدْقِ
اِذْ جَآءَهٗ فِيْ جَهَنَّمَ مَثْوًى لِّلْكٰفِرِيْنَ - الزمر/ ۳۲

ترجمہ:- پس اس شخص سے بڑھ کر کون بے انصاف ہوگا جو خدا پر جھوٹ (بہتان) باندھے اور جب سچی بات اس کے پاس آئے تو اسے جھٹلائے ایسے کافرون کا قیامت کے دن جہنم میں ٹھکانا ہوگا۔

علامہ السید ہاشم البحرانی اپنی مختصر کتاب جس میں انھوں نے خود کتاب کے اوائل میں ذکر کیا ہے کہ (یہ میری مختصر سی کتاب) (امیر المومنین علی بن ابی طالب علیہ السلام کے فضائل کا ایک حصّہ ہے جس کو میں نے اہل سنت کی کتابوں سے نقل کیا ہے) روایت کرتے ہیں کہ مناقب احمد بن موسیٰ بن مردویہ سے قول خداوند عالم (فمن اظلم ممن کذب علی اللہِ وکذب بالصدق اذ جاءه) کے بارے میں اس طرح روایت کرتے ہیں۔

امیر المومنینؑ نے فرمایا۔ (الصدق ولایتنا اهل البیت) ؎۴ صدق سے مراد ہم (اہل بیتؑ) کی ولایت ہے۔

؎۴ ۔ کتاب مذکورہ کے صفحہ ۱۰۹ پر ملاحظہ ہو۔

۳

اَنْ تَقُوْلَ نَفْسٌ یٰحَسْرَتٰی عَلٰی مَا فَرَّطْتُ فِیْ جَنْبِ
اللّٰہِ وَاِنْ کُنْتُ لَمِنَ السّٰخِرِیْنَ ۔ / الزمر۔ ۵۶

ترجمہ :۔ کوئی شخص (کل قیامت کے دن) یہ کہے کہ میں نے خدا کی اطاعت کرنے میں جو کوتاہی کی اس پر (مجھے) بڑی ندامت ہے اور میں بلاشبہ (دنیا میں اسلامی تعلیمات کا) مذاق اڑانے والوں میں سے تھا۔

حافظ سلیمان القندوزی (الحنفی)، روایت کرتے ہیں کہ علی بن سعید کے ذریعہ۔ آیت (اَنْ تَقُوْلَ نَفْسٌ یَاحَسَرتی علی ما فرطت فی جنب اللّٰہ) کی تفسیر امام موسیٰ الکاظم ؑ سے کی گئی

امام نے فرمایا۔ آیت میں جنب اللّٰہ سے مراد امیرالمومنین علی بن ابی طالب ؑ ہیں اور اسی طرح ان کے بعد اوصیاء میں سے جو کہ بلند مقامات پر ہوں گے یہاں تک کہ یہ (وصایت) کا سلسلہ ان کے آخری مہدی (القائم ؑ) پر ختم ہوگا۔ ۵

(خداوند عالم جسم و جسمانیت سے مبرا ہے کہ اس کیلئے۔ ہاتھ و پیر و آنکھ و پہلو وغیرہ ہو۔ البتہ اس طرح کے الفاظ جو قرآن و حدیث میں وارد ہوئے ہیں اس سے مراد غرض اور ہدف ہے۔ جیسا کہ علم کلام میں ثابت ہو چکا ہے۔ (مؤلف)

۵۔ ینابیع المودہ ص ۲۹۵

۴

وَاَشْرَقَتِ الْاَرْضُ بِنُوْرِ رَبِّهَا / الزمر / ۶۹

ترجمہ :۔ اور ساری زمین اپنے پروردگار کے (عدل و انصاف کے) نور سے چمک اٹھے گی۔

علامہ بحرینی نے (شافعی فقیہ) ابراہیم بن محمد الحموینی سے (اسناد مذکورہ کے ذریعہ) عبداللہ بن عباس سے روایت کی ہے۔

عبداللہ بن عباس کہتے ہیں کہ پیغمبر (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے فرمایا۔

(ان خلفائی۔ واوصیائی وحجج اللّٰہ علی الخلق بعدی اثنا عشرا اولهم علی وآخرهم ولدی)

یقیناً میرے بعد میرے خلفاء و میرے اوصیاء اور اللہ کی حجت مخلوق پر بارہ ہوں گے جن میں سے پہلے علی اور آخری میرا فرزند ہوگا۔

آنحضرت ؐ سے سوال کیا گیا یا رسول اللہ ؐ آپ کا بھائی کون ہے؟ آپ ؐ نے فرمایا علی بن ابی طالب۔ سوال کیا گیا آپ کا فرزند کون ہے؟

المهدی الذی یملاء ها قسطاً وعدلاً کما ملئت جوراً وظلماً والذی بعثنی باالحق بشیراً ونذیراً لولم یبقی

من الدنيا الا واحد لطول الله ذالك اليوم حتى يخرج فيه ولدى المهدى - فينزل روح الله عيسىٰ بن مريم فيصلى خلفه (وتشرق الارض بنور ربها) ويبلغ سلطانه المشرق والمغرب) ؎

(میرا وہ فرزند) مہدی ہوگا جو کہ (زمین) کو عدل و انصاف سے اس طرح بھر دے گا جس طرح وہ (پہلے) ظلم و جور سے بھری ہوگی اس ذات کی قسم کہ جس نے مجھے حق کے ساتھ بشیر اور نذیر بنا کر بھیجا اگر دنیا کا (صرف) ایک روز بھی باقی رہیگا تو خداوند عالم یقیناً اس روز کو طولانی کر دے گا یہاں تک کہ اسی روز میرا فرزند مہدی ظہور کرے گا پس روح اللہ عیسیٰ بن مریم نازل ہوں گے اور میرے فرزند کے پیچھے نماز پڑھیں گے (اور زمین اپنے پروردگار کے نور سے روشن ہو جائے گی۔) اور مہدی کی حکومت مشرق و مغرب کو محیط ہوگی۔

[آیت مذکورہ ظاہری اعتبار سے قیامت کے روز سے متعلق ہے لیکن آیت کا احتمال ظاہری و باطنی - تنزیلی و تاویلی اعتبار سے قیامت کبریٰ کے لئے اور قیامت صغریٰ - (جو کہ امام مہدی علیہ السلام کے ظہور کا روز ہے) کے ہونے میں کوئی منافات نہیں ہے -]

(مؤلف)

؎ - غایۃ المرام صہ ۶۹۲

سورۂ غافر (المؤمن)

اس میں ایک آیت ہے

۱ - الَّذِيْنَ يحملون العرش ومن حوله يسبحون (الى) ويُؤْمِنُونَ بِهٖ و يستغفرون للذين امنوا - آیت/ ۷

۱

الَّذِیْنَ یَحْمِلُوْنَ الْعَرْشَ وَمَنْ حَوْلَهٗ
یُسَبِّحُوْنَ بِحَمْدِ رَبِّهِمْ وَیُؤْمِنُوْنَ
بِهٖ وَیَسْتَغْفِرُوْنَ لِلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا۔

ترجمہ:۔ جو فرشتے عرش کو اٹھائے ہوئے ہیں اور جو اس کے گرد ہیں وہ سب اپنے پروردگار کی حمد وثنا کے ساتھ اس کی تسبیح کرتے اور (اس کی وحدانیت) کا یقین رکھتے اور ان لوگوں کے لئے (اس سے) بخشش کی دعائیں کیا کرتے ہیں جو (اس پر) ایمان رکھتے ہیں۔

حافظ سلیمان القندوزی روایت کرتے ہیں کہ صاحب المناقب نے (سلسلہ سند کے ساتھ) علی بن ابی طالب علیہ السلام سے روایت کی ہے۔ علیؑ فرماتے ہیں پیغمبر اسلام نے حدیث میں فرمایا۔

(یا علی ان اللہ تبارک وتعالی فضل انبیاءہ المرسلین علی الملائکۃ المقربین۔ وفضلنی علی جمیع النبیین والمرسلین۔ والفضل بعدی لک یا علی، وللائمۃ من ولدک منا بعدک

فان الملائکۃ من خدامنا وخدام محبینا) یا علی الذین یحملون العرش ومن حولہ یسبحون بحمد ربہم۔ ویومنون بہ۔ ویستغفرون للذین آمنوا) بولایتنا۔ لہ

ترجمہ:۔ (اے علی یقیناً خداوند تعالیٰ وتبارک نے اپنے انبیاء المرسلین کو ملائکۃ المقربین پر فضیلت عطا کی۔ اور مجھے تمام انبیاء اور رسولوں پر فضیلت دی۔ یا علی میرے بعد فضیلت تمہارے لئے اور تمہارے بعد تمہاری اولاد سے ہونے والے ائمہ کے لئے مخصوص ہے اور وہ مجھ سے ہیں، اس لئے کہ ملائکہ ہمارے اور ہمارے چاہنے والوں کے خدام ہیں، اے علیؑ (جو ملائکہ) عرش کو اٹھانے والے اور جو اس کے اطراف میں ہیں وہ اپنے پروردگار کی حمد وتسبیح اور اس پر ایمان رکھتے ہیں، اور ہماری ولایت پر ایمان رکھنے والوں کے لئے بخشش کی دعائیں کرتے ہیں۔

(ائمہ اہل بیت علیہم السلام کی شان یہ ہے کہ جن کی ولایت پر ایمان رکھنے والوں کے لئے ائمہ بخشش کی دعائیں کرتے ہیں اور قرآن حکیم میں (للذین آمنوا) سے مراد ایسے مومنین ہیں جو اہل بیت علیہم السلام پر ایمان رکھتے ہوں)

(مؤلف)

لہ۔ ینابیع المودۃ ص ۲۸۵

سورۃ فصّلت (السجدہ)

اس میں دو آیتیں ہیں

۱:- وَيَوْمَ يُحْشَرُ اَعْدَآءُ اللّٰهِ اِلَى النَّارِ ۱۹/

۲:- سنریهم ایتنا فی الافاق وفی انفسهم ۵۳/

۱

وَيَوْمَ يُحْشَرُ اَعْدَآءُ اللّٰهِ اِلَى النَّارِ فَهُمْ يُوْزَعُوْنَ - فصلت/ ۱۹

ترجمہ:- اور (ان کافروں کو وہ دن یاد دلاؤ) جس دن اللہ کے دشمن جہنم کے پاس جمع کئے جائیں گے بعدازاں پھر وہ (جو پہلے پہنچ چکے ہوں گے وہ بعد میں آنے والوں کے انتظار میں) رہ جائیں گے -

علامہ فیروزآبادی کنزالعمال کی جلد ۶ صفحہ ۲۱۶ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم سے نقل کرتے ہیں - پیغمبر اسلام فرماتے ہیں -

ان لکل نبی اب عصبة ینتمون الیها- الاولد فاطمة فانا ولیهم وانا عصبتهم وهم عترتی - خلقوا من طینتی، ویل للمکذبین بفضلهم من احبهم احبه الله ومن ابغضهم ابغضه اللہ ؎

ترجمہ:- یقیناً ہر نبی کا رشتہ پدری ہوتا ہے جس کی طرف اس کی نسبت دی جاتی ہے سوائے فاطمۃ الزہرا کی اولاد کے اس لئے کہ میں ان کا ولی اور خاندان ہوں

؎- فضائل الخمسہ جلد (۲) ص ۷۸

اس لئے کہ یہ میری اولاد ہیں۔ میری مٹی سے ان کی خلقت ہوئی۔ ان کی فضیلت کے جھٹلانے والے کے لئے ویل (جہنم) ہے۔ جو ان سے محبت کرے گا خدا بھی اس سے محبت کرے گا اور جو ان کو دشمن رکھے گا خداوند عالم بھی اس کو دشمن رکھے گا۔

حافظ الحکانی (الحنفی) روایت کرتے ہیں کہ ہمیں ابو یحیی الحکانی نے (اسناد مذکورہ کے ذریعہ) جابر بن عبداللہ (انصاری) سے خبر دی۔ جابر بن عبداللہ انصاری کہتے ہیں کہ پیغمبر اسلام خطبہ ارشاد فرما رہے تھے تو میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا:-

من ابغضنا اهل البيت حشره الله يوم القيامة يهوديا ،

جو شخص بھی ہم اہل بیتؑ سے دشمنی کریگا۔ تو خداوند عالم ایسے شخص کو قیامت کے روز یہودی اٹھائے گا۔

جابر کہتے ہیں کہ میں نے پیغمبر اسلام سے عرض کی۔ یا رسول اللہ چاہے وہ شخص نماز و روزہ ادا کرتا ہو اور گمان کرتا ہو کہ (میں) مسلمان ہوں ؟

پیغمبر اسلام نے فرمایا: اگرچہ ایسا شخص نماز و روزہ ادا کرتا ہو اور خیال کرتا ہو کہ مسلمان ہے (تب بھی یہودی محشور ہوگا) (الحدیث) ۹

د آیت مذکورہ دلیل اور مصداق کیساتھ دشمنان اہلبیتؑ کیلئے وارد ہوئی ہے۔ (مؤلف)

۹۔ شواہد التنزیل (جلد ۲) ص ۳۷۹

(۲)

سَنُرِيهِمْ آيَاتِنَا فِي الْآفَاقِ وَفِي أَنْفُسِهِمْ حَتَّى يَتَبَيَّنَ لَهُمْ أَنَّهُ الْحَقُّ ۔ / فصلت/ ۵۳

ترجمہ:- ہم عنقریب انھیں اپنی (قدرت و توحید کی) واضح نشانیاں (عالم کے) آفاق (اطراف و جوانب) میں بھی دکھائیں گے اور (خود) ان کے نفسوں میں بھی یہاں تک کہ ان پر یہ (حقیقت) کھل جائے گی کہ وہ (یعنی ہماری توحید) حق ہے۔

حافظ سلیمان القندوزی (الحنفی) روایت کرتے ہیں کہ قول خداوند عالم۔

سنریہم آیاتنا فی الآفاق وفی انفسہم حتی یتبین لہم انہ الحق۔

کے بارے میں ابی بصیر سے روایت کی گئی ہے۔ ابی بصیر کہتا ہے میں نے امام محمد باقرؑ سے اس آیت کے بارے میں دریافت کیا تو آپ نے فرمایا: کہ (لوگ) خدا کی قدرت کے عجائب و غرائب کو دنیا اور اپنے نفسوں میں دیکھیں گے۔ یہاں تک کہ ان پر واضح ہو جائیگا کہ قائم کا ظہور کرنا اللہ کی جانب سے حق ہے۔ اور اس چیز کو مخلوق ضرور دیکھے گی۔ ۱ۂ

۱ۂ ینابیع المودۃ ص ۵۱۲

سُوْرَۃُ الشُّوْریٰ

اس میں چار آیتیں ہیں

۱ :- ومایدریكَ لَعَلَّ الساعة قریب /۱۷

۲ :- الا ان الذین یمارون فی الساعة
لفی ضلالٍ بعید /۱۸

۳ :- قل لا اسئلكم علیه اجراً الا المودة
فی القربیٰ /۲۳

۴ :- ومن یعترف حسنة نزدله فیها
حسناً /۲۳

(۱)

وَمَا یُدْرِیكَ لَعَلَّ السَّاعَةَ قَرِیْبٌ / الشوریٰ /۱۷

ترجمہ :- اور (اے مخاطب) تجھے کیا معلوم عجب نہیں کہ قیامت نزدیک ہی ہو۔

حافظ القندوزی (الحنفی) روایت کرتے ہیں کہ۔ فضل بن عمر کے واسطے سے جعفر بن محمد۔ الصادق علیہ السلام سے آیت - (ومایدریكَ لعل الساعة قریب) کے بارے میں روایت کی گئی ہے۔

امامؑ نے فرمایا۔ ؛ (الحنفی)

الساعة قیام القائم قریبٌ) ۱۱ه

یعنی قائم المہدی کے ظہور کا وقت قریب ہے۔

د اگرچہ ظاہر آیت سے مراد روز قیامت ہی ہے لیکن آیت کی تاویل ظہور امام مہدیؑ سے کرنے میں ان دونوں کے درمیان کسی قسم کی منافات نہیں ہے۔ ؟

(مؤلف)

۱۱ه - ینابیع المودہ صـ۵۱۴

٢

اَلَا اِنَّ الَّذِیۡنَ یُمَارُوۡنَ فِی السَّاعَۃِ لَفِیۡ ضَلٰلٍۭ بَعِیۡدٍ - / الشوریٰ / ١٨

ترجمہ:- جو لوگ قیامت کے (بارے) میں شک کیا کرتے ہیں وہ پرے درجہ کی گمراہی میں مبتلا ہیں -

آیت موجودہ کے بارے میں حافظ القندوزی روایت کرتے ہیں کہ فضل بن عمر سے روایت ہے ؛ فضل کہتا ہے کہ میں نے امام جعفر الصادق علیہ السلام سے دریافت کیا کہ اس آیت کے کیا معنیٰ ہیں ؟

امام ؑ نے فرمایا- ساعۃ قیام القائم - یَقُوۡلُوۡنَ متی ولد؟ ومن راٰہ واَیۡنَ ھو ؟ ومتی یَظۡھَرُ ؟ کل ذالك شك فی قضائہ و قدرتہ اولئك الذین خسروا انفسھم فی الدنیا والاخرۃ - [١٢ لہ]

(یعنی) آیت سے مراد قائم کے ظہور کا وقت ہے - جس کے بارے میں لوگ کہیں گے کہ کب پیدا ہوئے تھے اور ان کو کس نے دیکھا ہے اور کہاں ہیں اور کب ظہور

١٢ لہ - ینابیع المودہ ص ٥١٤

کریں گے - یہ تمام کے تمام شکوک خدا کی قضا اور قدرت میں ہیں - یہی لوگ دنیا و آخرت میں نقصان اٹھانے والوں میں سے ہیں -

ف یہ آیت بھی سابقہ آیت کریمہ کی طرح ظاہری اعتبار سے قیامت کے روز سے متعلق ہے - لیکن باطنی اور تاویلی طور سے امام مہدی علیہ السلام سے متعلق ہے -

(مؤلف)

۳

قُلْ لَّآ اَسْئَلُكُمْ عَلَيْهِ اَجْرًا اِلَّا الْمَوَدَّةَ فِى الْقُرْبٰى ۔ الشوریٰ/۲۳/

ترجمہ :- (اے رسول) تم کہدو کہ میں اس (تبلیغ رسالت) پر تم سے سوائے اپنے قرابتداروں (اہل بیت) کی محبت کے اور کوئی اجر طلب نہیں کرتے

ابن کثیر اپنی تفسیر میں ابی اسحاق السبیعی سے روایت کرتے ہیں؛ ابی اسحاق السبیعی کہتا ہے کہ میں نے عمر بن شعیب سے قول خداوند عالم۔

قل لا سئلکم علیہ اجراً الا المودۃ فی القربیٰ

کے بارے میں سوال کیا۔ اس نے جواب دیا کہ اس سے مراد نبی کریمؐ کے قرابتدار ہیں۔ [۱۳]

اور تفسیر جلالین میں اس آیت کی تفسیر کے بارے میں کہا گیا ہے کہ یہاں پر استثناء منقطع ہے جس کا مطلب ہوگا کہ: لیکن میں تم سے اپنے قرابتداروں کے حق کی ادائیگی کا سوال کرتا ہوں۔ [۱۴]

[۱۳] ۔ تفسیر القرآن العظیم جلد(۳) تفسیر سورۃ الشوریٰ میں۔ [۱۴] ۔ تفسیر الجلالین سورۃ الشوریٰ کی تفسیر میں

اور (سید قطب، آیت مذکورہ کی تفسیر میں تحریر فرماتے ہیں کہ۔ عبد الملک بن میسرہ بیان کرتا ہے میں نے طاوس کو اس آیت کے بارے میں ابن عباس سے حدیث بیان کرتے ہوئے سنا ابن عباس نے سعید بن جبیر سے سوال کیا۔ سعید بن جبیر نے جواب دیا۔ (قربیٰ آل محمد) [۱۵] یعنی محمدؐ کے قربیٰ آل محمدؐ ہیں

علامہ بحرانی (صحیح البخاری) جزو ششم کے حوالے سے قول خدا تعالیٰ قل لا اسئلکم علیہ اجراً الا المودۃ فی القربیٰ) کی تفسیر اسناد مذکورہ کے ذریعہ ابن عباس سے روایت کرتے ہیں کہ ابن عباس نے قول خدا الا المودۃ فی القربیٰ) کے بارے جبیر سے سوال کیا جبیر نے کہا اس سے مراد (قربیٰ آل محمدؐ ہیں [۱۶]

اور اسی طرح یہ روایت بھی بحرانی نے بحوالہ (مسند احمد بن حنبل) اسناد مذکورہ کے ذریعہ سعید بن جبیر کے واسطے سے ابن عباسؓ سے روایت کی ہے۔ ابن عباس کہتے ہیں۔ جب آیت (قل لا اسئلکم علیہ اجراً الا المودۃ فی القربیٰ) نازل ہوئی تو لوگوں نے پیغمبرؐ اسلام سے دریافت کیا یا رسول اللہ آپ کے قرابتدار کون سے ہیں جن کی محبت ہم پر واجب ہے؟

آنحضرتؐ نے فرمایا۔ علی وفاطمۃ وابناھما۔ [۱۷]

میرے قرابتدار علیؑ وفاطمہؑ اور فاطمہؑ کے دو فرزند (حسنؑ وحسینؑ) ہیں

[۱۵] ۔ ظلال القرآن جلد (۷) سورۃ الشوریٰ کی تفسیر میں

[۱۶] [۱۷] ۔ غایۃ المرام ص ۳۰۶

اور اسی الفاظ و معنی و سند کی طرح ابراہیم بن معقل النسفی (حنفی) المتوفیٰ ۲۹۰ھ اپنی تفسیر میں بیان کرتے ہیں۔ ۱۸ھ

اس بارے میں سیکڑوں احادیث شریفہ ہر تفسیر و تاریخ اور حدیث کی کتابوں میں موجود ہیں۔ لہذا تفصیل کے خواہشمند حضرات وہاں مراجعہ کریں۔

حافظ سلیمان القندوزی اپنی کتاب ینابیع المودہ میں ابن عباس کی جانب سند دیتے ہوئے بیان کرتے ہیں۔ ابن عباس کہتے ہیں کہ جب آیت (قل لا اسئلکم علیہ اجراً الا المودۃ فی القربیٰ) نازل ہوئی تو لوگوں نے پیغمبر اسلام سے دریافت کیا یا رسول اللہ وہ کون ہیں جن کی محبت ہم پر واجب ہے پیغمبر اسلام نے فرمایا (علی و فاطمۃ و ولداھما) ۱۹ھ یعنی علی و فاطمہ اور ان کے دو بیٹے ہیں

اور اسی طرح عالم مالکی نور الدین علی بن محمد بن الصباغ مالکی نے بھی اپنی کتاب (فصول) میں بیان کیا ہے۔ ۲۰ھ

شافعی ابراہیم بن محمد الحموینی الجوینی نے بھی اپنی (کتاب) فرائد میں ذکر کیا ہے۔ ۲۱ھ

اور علامہ بحرانی نے بھی اپنی ایک مختصر کتاب (نبذۃ فی مناقب امیر المومنین) (جس کو انھوں نے کتب اہل سنت سے تالیف کیا ہے) اس آیت کے متعلق تحریر کیا ہے۔ ۲۲ھ

۱۸ھ (تفسیر النسفی بہامش تفسیر الخازن جلد (۴) ص۹۴ /

۲۱ھ فرائد السمطین جلد (۱) باب دوم / ۲۲ھ فرائد السمطین ص۲۸

اور اسی طرح فرقہ حنفی کے علامہ (الخوارزمی) نے اپنی دو کتابوں۔ المقتل اور المناقب میں تحریر کیا ہے۔ ۲۳ھ

اس آیت مودت سے متعلق دیگر بہت سے علماء نے تحریر کیا ہے۔ الامام الحافظ ابو القاسم (الکلبی) غرناطی آیت مودت کی تفسیر میں اس طرح معنی تحریر کرتے ہیں۔ والمعنیٰ۔ الا ان تودوا اقاربی و تحفظونی فیھم والمقصد علی ھذا وصیہ باھل البیت۔ ۲۴ھ

یعنی اس کے علاوہ کچھ نہیں ہے میرے قرابتداروں کا حق ادا کرو اور اہل بیتؑ کے بارے میں میری یہ بات یاد رکھنا۔

اس طرح پیغمبر اکرمؐ نے اپنے اہل بیتؑ کے بارے میں (امت) کو وصیت کی ہے آیت مودت کی تفسیر میں اسی چیز کو بہت سے بزرگ حضرات نے اپنی تفاسیر و تواریخ اور حدیث کی کتب میں ذکر گیا ہے اگرچہ روایات کے الفاظ روات مختلف انداز سے ذکر ہوئے ہیں لیکن سب کا مفہوم اور مقصد ایک ہے۔

بزرگ علماء کے اسماء حسب ذیل ہیں

۱ ابن حجر الہیثمی۔ علامۃ الشوانع اپنی کتاب (مجمع میں) ۲۵ھ

۲۳ھ۔ المقتل الخوارزمی جلد (۱) ص۲۷۔ المناقب الخوارزمی ص۳۹

۲۴ھ۔ تفسیر الکلبی جلد (۴) ص۲۵

۲۵ھ۔ مجمع الزوائد (جلد ۷) ص۱۰۳

٢ علامۃ الشبلنجی نے اپنی کتاب (نورالابصار میں) ٢٦ھ

٣ محب الدین الطبری (ذخائر) میں۔ ٢٧ھ

٤ سیوطی نے اپنی تفسیر میں ٢٨ھ

٥ الامام الرازی نے اپنی تفسیر میں ٢٩ھ

٦ امام الطبری نے اپنی تفسیر میں ٣٠ھ

٧ متقی الہندی فی کنزالعمال میں ٣١ھ

(اور) ابونعیم نے اپنی کتاب (حلیۃ) میں۔ ٣٢ھ وغیرہ وغیرہ۔

٢٦ھ۔ نورالابصار / ص ١٠١

٢٧ھ۔ ذخائرالعقبیٰ / ص ٢٥

٢٨ھ۔ الدرالمنثور میں سورہ شوریٰ کی تفسیر میں

٢٩ھ۔ تفسیر فخر رازی میں سورہ شوریٰ کی تفسیر

٣٠ھ۔ جامع البیان جلد (٢٥) ص ١٦

٣١ھ۔ کنزالعمال جلد (١) ص ٢١٨

٣٢ھ۔ حلیۃ الاولیاء جلد (٣) ص ٢٠١

(٤)

ومن يَقْتَرِفْ حَسَنَةً نَزِدْ لَهُ فِيهَا حُسْنًا۔ الشوریٰ/٢٣

ترجمہ۔ (اور جو کوئی نیکی (اہل بیتؑ سے محبت) کرے گا تو ہم اس کی خاطر اس (کی نیکی) میں بخوبی اضافہ کردیں گے۔

ابن حجر الہیثمی (فقیہ شافعی) بیان کرتے ہیں کہ اس آیت کریمہ کے بارے میں احمد نے ابن عباس سے روایت کی ہے۔ ابن عباس نے فرمایا۔ اس سے مراد آل محمد کی محبت ہے

سورۃ الزخرف

اس میں چار آیتیں ہیں

۱۔ وجعلها كلمة باقيةً فی عقبه /۲۸

۲۔ فلما اسفونا انتقمنا منهم /۵۵

۳۔ وانه لعلم الساعة /۶۱

۴۔ هل ينظرون الا الساعة ان تاتيهم /۶۶

(۱)

وَجَعَلَهَا كَلِمَةً بَاقِيَةً فِی عَقِبِه لَعَلَّهُمْ يَرْجِعُوْنَ / (زخرف) /۲۸

ترجمہ: اور وہ اسے اپنی اولاد میں ہمیشہ باقی رہنے والے کلمہ کے طور پر چھوڑ گئے تاکہ اس کے ذریعہ سے لوگ (کفر و شرک) سے باز رہیں

حافظ القندوزی (الحنفی) روایت کرتے ہیں کہ علی بن ابی طالب علیہ السلام نے فرمایا۔ آیت (وجعلها كلمة باقية فی عقبه لعلهم يرجعون) ہمارے بارے میں نازل ہوئی ہے یعنی خداوند عالم نے (عہدہ) امامت کو قیامت تک کے لئے حسین کی صلب [۳۴] سے قرار دیا۔

[پوشیدہ نہ رہے کہ آیت کریمہ کی یہ تاویلی اور تفسیری معنی ہیں]

(مؤلف)

۳۴ھ۔ ینابیع المودہ

۲

فَلَمَّا اٰسَفُوْنَا انْتَقَمْنَا مِنْهُمْ۔ / الزخرف / ۵۵/

ترجمہ:۔ پس جب انھوں نے ہمیں غضبناک کیا تو ہم نے ان سے انتقام لیا.

حافظ القندوزی (الحنفی) اس آیت کے ضمن میں امام محمد باقر علیہ السلام کی سند سے روایت کرتے ہیں

امام علیہ السلام نے فرمایا کہ خداوند عالم صاحب عظمت و بزرگ اور قدرت ہے اس کی کبریائی ہمیشہ باقی رہنے والی ہے اور اس کی ذات اس چیز سے پاک و پاکیزہ اور بلند ہے کہ اسکو کسی چیز کیلئے افسوس ہو۔ لیکن اس نے اپنی ذات کا قائم مقام ہم اہلبیتؑ کو قرار دیا اسطرح خدا نے ہمارے رنج اور افسوس کو اپنا رنج و افسوس قرار دیا۔ لہذا فرماتا ہے۔

فلما اسفونا انتقمنا منھم ۔ ۳۵ھ

[اگرچہ آیۃ کریمہ آل فرعون کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔ لیکن اسکی تاویل اہل بیت علیہم السلام پر ظلم کرنے والوں سے کی گئی ہے۔ اور اہلبیتؑ ہی اپنے گھر میں نازل ہونے والے (قرآن) کے بارے میں زیادہ بہتر جانتے ہیں]

۳۵ھ - ینابیع المودہ ص۳۵۸

۳

وَ اِنَّهٗ لَعِلْمُ السَّاعَةِ فَلَا تَمْتَرُنَّ بِهَا وَ اتَّبِعُوْنِ هٰذَا صِرَاطٌ مُّسْتَقِيْمٌ۔ الزخرف/ ۶۱

ترجمہ:۔ اور وہ (یعنی عیسیٰؑ) تو قیامت کی ایک علامت ہیں سو تم اس کے بارے میں کبھی شک نہ کرو اور جو میں کہتا ہوں اسے مانو یہی سیدھا راستہ ہے۔

جلال الدین السیوطی (الشافعی) اپنی تفسیر میں روایت کرتے ہیں کہ، فریابی وسعید بن منصور ومسدد وعبد بن حمید وابن ابی حاتم وطبرانی نے (ان طریقوں سے) قولہ تعالیٰ (وانہ لعلم الساعۃ) کے بارے میں ابن عباس سے روایت کی ابن عباس کہتے ہیں کہ اس آیت سے مراد۔ روز قیامت سے قبل جناب عیسیٰ کا خروج ہے۔ ۳۶ھ

اور سیوطی ہی نے اس طرح روایت کی ہے کہ عبد بن حمید وابن جریر نے امام حسنؑ سے (وانہ لعلم الساعۃ) کے بارے میں روایت کی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اس سے مراد عیسیٰؑ کا نزول ہے۔ ۳۷ھ

۳۶ھ - ۳۷ھ - الدرالمنثور جلد (۶) ص۲۱

(کثیر روایات متواترہ سے ثابت ہے کہ ظہور امام مہدیؑ کی علامات میں سے جناب عیسیٰ بن مریم کا آسمان سے نازل ہونا اور آپ کے پیچھے نماز پڑھنا بھی ہے اور اسی چیز کی بخاری اور اس کے علاوہ نے (کتب) میں قول پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم (کیف بکم اذا نزل ابن مریم من السماء و امامکم منکم) کی روایت کی ہے۔ چنانچہ اس آیت کریمہ میں (الساعۃ) سے امام مہدیؑ کے ظہور کا وقت مراد ہے۔)
(مؤلف)

اور حافظ (الحنفی) سلیمان القندوزی حنفی عالم دین محمد الصبان المصری کی کتاب اسعاف الراغبین سے روایت کرتے ہیں۔ محمد صبان المصری کہتے ہیں کہ مقاتل بن سلیمان اور ان کے تابع مفسرین آیت (وانہ لعلم الساعۃ) کے بارے میں روایت کرتے ہوئے کہتے ہیں (انہا نزلت فی المہدی)[۳۸] یہ آیت کریمہ مہدی علیہ السلام کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔

۳۸ھ - ینابیع الودہ ص۴۷، اسعاف الراغبین (حاشیہ نور الابصار) ص۱۴۰

(۴)

هَلْ يَنْظُرُونَ اِلَّا السَّاعَةَ اَنْ تَاْتِيَهُمْ بَغْتَةً وَهُمْ لَا يَشْعُرُونَ۔

ترجمہ:- یہ لوگ پس قیامت کے منتظر ہیں کہ وہ اچانک آن پڑے وہ اس سے بے خبر ہوں

حافظ القندوزی (الحنفی) آیت (ھل ینظرون الا السّاعۃ ان تاتیھم بغتۃً وھم لا یشعرون) کے بارے میں روایت کرتے ہیں کہ زرارۃ بن اعین سے روایت کی گئی ہے زرارہ کہتے ہیں کہ میں نے امام باقرؑ سے اس آیت کریمہ کے بارے میں سوال کیا تو آپ نے فرمایا۔ (ھی ساعۃ القائم تَاْتیھم بَغْتَۃً۔[۳۹])

اس سے مراد قائمؑ (المہدی) کا وقت ظہور ہے جو کہ اچانک ہوگا

۳۹ھ - ینابیع المودۃ ص۵۱۳

سورۃ الدخان

اس میں گیارہ آیتیں ہیں

۱-۴:- فارتقب یوم تأتی السماء بدخان
مبین (الیٰ) وقد جاءھم رسولٌ
مبین۔
/۱۰-۱۳/

۵-۱۱:- ان المتقین فی مقام آمین (الیٰ)
ذالک ھو الفوز العظیم / ۵۱-۵۷

۴۱

فارتقب یوم تأتی السَّمَاءُ بدخانٍ مبین ۝
یَغْشَی النَّاسَ ھٰذَا عذابٌ الیمٌ ۝ رَبَّنَا
اَکْشِفْ عَنَّا الْعَذَابَ اِنا مُوْمِنُوْنَ ۝
اَنّیٰ لَھُمُ الذِّکْرٰی وَ قَدْ جَاءَھُمْ رَسُوْلٌ
مُّبِیْنٌ

/ دخان / ۱۰ / ۱۳ /

ترجمہ:- تم ان کے لئے اس دن کا انتظار کرو جس دن آسمان ایک ایسا کھلا (ناقابل انکار) دھواں (سامنے) لائے جو تمام لوگوں کو ڈھانپ لے یہ بڑی دردناک سزا ہے (کافر اسے دیکھ کر کہیں گے کہ) اے ہمارے پروردگار تو ہم سے اس عذاب کو دور کر دے ہم ایمان لے آئیں گے (اس پر خدا فرمائے گا کہ) اب کہاں ان کے لئے ایمان (کے نفع بخش ہونے کا امکان) ہے۔ جب کہ ان کے پاس صاف صاف بیان کرنے والا پیغمبر آیا۔

(شافعی فقیہ) عبدالرحمٰن بن ابی بکر (السیوطی) اپنی تفسیر میں روایت کرتے ہیں کہ ابونعیم نے وہب بن منبہ سے حدیث کی روایت کی جس میں علامات

ظہور بیان کی گئی ہیں۔

والخامسة الدخان ؂

(یعنی) ظہور کی پانچویں علامت یہ ہے کہ دھواں برآمد ہوگا۔

اور یہ روایت بھی عبدالرحمن بن بکر نے کی ہے! کہ ابن مردویہ نے ابی ہریرہ کے واسطے سے پیغمبر اسلام سے اس طرح روایت کی۔

(ان بین یدی الساعة - الدجال - والدابہ ویاجوج وماجوج - والدخان - وطلوع الشمس من مغربها،

پیغمبر اسلام فرماتے ہیں قیامت سے قبل - دجال - ودابہ - ویاجوج وماجوج - ودخان (ظاہر ہوں گے)، اور آفتاب مغرب سے طلوع ہوگا

[اس مضمون کی روایات بکثرت وارد ہوئی ہیں ہم صرف اسی پر اکتفا کرتے ہیں۔ جیسا کہ ہماری عادت ہے کہ ہم گہرائی میں گئے بغیر صرف آیت کے نزول وتاویل اور مصداق کا اشارہ کرتے ہیں۔]

(مؤلف)

؂ - تفسیر الدر المنثور جلد (۵) ص ۱۱۶

۵ ۱۱

إِنَّ الْمُتَّقِينَ فِي مَقَامٍ أَمِينٍ ۝ فِي جَنَّاتٍ وَعُيُونٍ ۝ يَلْبَسُونَ مِنْ سُندُسٍ وَإِسْتَبْرَقٍ مُّتَقَابِلِينَ ۝ كَذَٰلِكَ وَزَوَّجْنَاهُم بِحُورٍ عِينٍ ۝ يَدْعُونَ فِيهَا بِكُلِّ فَاكِهَةٍ آمِنِينَ ۝ لَا يَذُوقُونَ فِيهَا الْمَوْتَ إِلَّا الْمَوْتَةَ الْأُولَىٰ وَوَقَاهُمْ عَذَابَ الْجَحِيمِ فَضْلًا مِّن رَّبِّكَ ذَٰلِكَ هُوَ الْفَوْزُ الْعَظِيمُ ۝ الدخان/۵۱/۵۷

ترجمہ:- پرہیزگار لوگ امن (واطمینان) کی جگہ (یعنی بہشت کے، باغوں اور نہروں کے درمیان ریشم کی باریک اور دبیز پوشاکیں پہنے ہوئے ایک دوسرے کے مقابل میں (بیٹھے ہوئے)، ہوں گے (ہوگا اور) یونہی (ہوگا) اور ہم بڑی بڑی آنکھوں والی گوری چٹی عورتوں کیساتھ ان کی شادی کریں گے اور یہ وہاں باطمینان ہر طرح کے میوے (اپنے خادموں سے) منگوا رہے ہوں گے اور اس میں پہلی موت کے بعد (جو دنیا میں آچکی اب کبھی) موت کا مزہ نہ چکھیں گے۔ اور خدا انھیں

جہنم کے عذاب سے بچا دے گا (اور یہ سب کچھ) تمھارے پروردگا کی
بنا پر (ہوگا) بیشک بڑی (شاندار) کامیابی تو یہی ہے۔

حافظ الحاکم الحکانی (الحنفی) روایت کرتے ہیں کہ ہمیں منصور بن الحسین نے (اسناد مذکورہ کے ذریعہ) انس بن مالک کے واسطے پیغمبر اسلام سے خبر دی کہ آنحضرتؐ نے فرمایا (آل محمد کل تقی [۲۷۱]) یعنی آل محمدؐ سب کے سب پاک وپاکیزہ ہیں۔

د احتمال ہے کہ (کلٌ تقیٌ) کو مبتدا اور خبر قرار دے کر رفع اور تنوین کے ساتھ پڑھا جائے تو اس طرح ہوگا (کلٌ تقیٌ) جس کے معنیٰ ہونگے کہ آل محمد سے ہر ایک تقی ہے۔ اور احتمال ہے کہ (اسطرح نہ پڑھ کر) اضافت کیساتھ پڑھا جائے (کلُّ تقی) کل کو صرف رفع کے ساتھ پڑھا جائے بغیر تنوین کے تو اس حالت میں اس کے معنیٰ ہوں گے کہ۔ ہر اللہ سے ڈرنے والا۔ آل محمد ہے اور یہ اسی وقت ہوسکتا ہے جب کہ ہم مجاز قرار دیں اور آل محمد کو اس کی کامل ترین فرد قرار دیں نہ کہ مجرد اطلاق۔ ہم نے اس مقام پر سات آیات کا تذکرہ کیا ہے اس لئے کہ یہ تمام ایک جملہ کی شکل میں ہیں۔ اور اس لئے بھی کہ مبتدا اور خبر، صفت وموصوف۔ ایک دوسرے سے جدا نہیں ہوتے ہیں

(مؤلف)

۲۷۱۔ شواہد التنزیل جلد (۱) ص۲۱۷

سورۃ الجاثیہ

اس میں دو آئیتیں ہیں

۱:- قُلْ للذین آمنوا یغفروا للذین لا یرجون ایام اللہ ۱۴/

۲:- ام حسب الذین اجترحوا السیئات ان نجعلهم کالذین آمنوا و عملوا الصالحات ۲۱/

۱

قُلْ لِّلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا یَغْفِرُوْا لِلَّذِیْنَ لَا یَرْجُوْنَ اَیَّامَ اللّٰہِ /الجاثیہ

ترجمہ :- جو لوگ ایمان لائے ہیں انسے تم کہدو کہ وہ ان (ایذا دینے والے کافروں) کو بخشدیا کریں جو خدا کے (جزا و سزا کے مقرر کردہ) دنوں کی توقع نہیں رکھتے تھے۔

حافظ سلیمان القندوزی (الحنفی) روایت کرتے ہیں کہ امام جعفر الصادقؑ سے قولِ تعالیٰ (قل للذین اٰمنوا یغفروا للذین لا یرجون ایام اللہ) کے بارے میں روایت کی گئی۔

امامؑ نے فرمایا (ایام المرجوا ثلاثۃ)۔ یعنی خدا کے مقرر کردہ تین دن ہیں۔

(۱) - یوم قیام القام المہدی - امام مہدی علیہ السلام کے ظہور کا روز

(۲) - یوم الکرۃ ـــــ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم و آئمہ اطہارؑ کی رجعت کا روز

(۳) - یوم القیامۃ ۴۲ ـــ روزِ قیامت

ء (حدیث میں) یوم الکرہ سے مراد امام مہدی علیہ السلام کے ظہور کے بعد رسول اسلامؐ اور آئمہ طاہرین علیہم السلام کی رجعت کا روز ہے جیسا کہ اس بارے میں بہت زیادہ نصوص وارد ہوئی ہیں۔ ء

(مؤلف)

۴۲ - ینابیع المودہ ص۵۳۱

۲

اَمْ حَسِبَ الَّذِیْنَ اجْتَرَحُوا السَّیِّاٰتِ اَنْ نَّجْعَلَهُمْ كَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ سَوَآءً مَّحْیَاهُمْ وَمَمَاتُهُمْ سَآءَ مَا یَحْكُمُوْنَ۔ الجاثیہ / ۲۱

ترجمہ :- کیا جن لوگوں نے بداعمالیاں کی ہیں وہ یہ سمجھتے ہیں کہ ہم انھیں ان لوگوں کے برابر قرار دیں گے جنھوں نے نیک اعمال کئے ہیں اور ان سب کی زندگی و موت یکساں ہوگی یہ (خدا کے لئے) جس بات کا حکم لگا رہے ہیں وہ انتہائی غلط بات ہے۔

حافظ عبید اللہ الحکانی (الحنفی) روایت کرتے ہیں کہ ہمیں سعید بن ابی سعید البلخی نے (اسناد مذکورہ کے ذریعہ) ضحاک کے واسطے سے ابن عباس سے قول خداوند عالم کے بارے میں خبر دی۔

(ام حَسِبَ الَّذین اجترحوا السیئات) - ابن عباس کہتے ہیں اس سے مراد بنی امیہ ہیں
(ان نجعلهم کالذین امنوا و عملوا الصالحات) - سے مراد - پیغمبر اسلام و علیؑ، حمزۃ و جعفر والحسن والحسین و فاطمہ علیہم السلام ہیں ۴۳

۴۳ - شواہد التنزیل جلد (۲) ص۱۴۰

سُورۃ مُحمّدٌ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)

اس میں سولہ آئتیں ہیں

۱-۲ :- الذین کفروا وصدوا عن سبیل
الله (تا) کفر عنهم سیاتهم و
اصلح بالهم۔/ ۱-۲/
۳ :- ذالك بانّ الذین کفروا اتبعوا
الباطل/ ۳/
۴-۶ :- والذین قتلوا فی سبیل الله (تا)
ویدخلهم الجنة عرفها لهم۔ ۴-۶/
۷ :- ذالك بانّ الله مولی الذین ۱۱/
۸ :- ان الله یدخل الذین اٰمنوا و
عملوا الصالحات۔ ۱۲/

۹ :- افمن کان علی بینةٍ من ربه۔ ۱۴/
۱۰ :- مثل الجنة التی وعد المتقون۔ ۱۵/
۱۱-۱۲ :- ومنهم من یستمع الیك (تا) و
اٰتاهم وتقواهم۔ ۱۶-۱۷/
۱۳ :- فهل ینظرون الا الساعة ان
تأتیهُمُ بغتةً۔ ۱۸/
۱۴ :- فهل عَسیتم ان تولیتم ان تفسدوا
فی الارض۔ ۲۲/
۱۵ :- ولنبلونکم حتی نعلم المجاهدین
منکم والصابرین۔ ۳۱/
۱۶ :- فلا تهنوا وتدعُوا الی السلم
وانتم الاعلون۔ ۳۵/

(متعدد احادیث میں وارد ہوا ہے کہ (سورہ محمّد) کی آیات دو قسم پر ہیں)

۱ :- ایک قسم کا تعلق جسمیں متقین وصالحین جنّت اور ثواب وغیرہ کا تذکرہ ہے۔ اہلبیتؑ سے ہے۔

۲ :- دوسری قسم میں وہ آیات ہیں جنمیں فاسقوں، کافروں جہنم اور عذاب اور اسکے مثل تذکرہ ہے انکا تعلق بنی امیہ سے ہے

لہذا ہم نے سورۃ کی آیات کی ترتیب کو ملحوظ خاطر رکھتے ہوئے اہلبیتؑ سے متعلق آیات کو سورۃ ہی کی ترتیب کے مطابق ذکر کیا ہے (یہ فضائل مسلمانوں کے درمیان شہرت رکھتے ہیں۔ (مؤلّف)

۱

اَلَّذِیۡنَ کَفَرُوۡا وَ صَدُّوۡا عَنۡ سَبِیۡلِ اللّٰہِ
اَضَلَّ اَعۡمَالَہُمۡ ۝ وَ الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ
وَ اٰمَنُوۡا بِمَا نُزِّلَ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّ ہُوَ الۡحَقُّ
مِنۡ رَّبِّہِمۡ ۙ کَفَّرَ عَنۡہُمۡ سَیِّاٰتِہِمۡ وَ اَصۡلَحَ
بَالَہُمۡ ۔ (محمدؐ) ۱/۲-۱

ترجمہ:- جن لوگوں نے کفر اختیار کیا اور لوگوں کو خدا کی راہ (یعنی اس کے دین پر چلنے سے) روک دیا ہے خدا ان کے اعمال کے ہونے کو نہ ہونے کے مثل قرار دے گا اور جنھوں نے اختیار کیا ہے اور نیک کام کئے ہیں اور جو کچھ محمدؐ پر نازل کیا گیا ہے اس پر ایمان لائے ہیں اور وہ سب ان کے پروردگار کی جانب سے حق (یہی حق) ہے خدا ان کے گناہ بخش دے گا اور ان کی حالت کی اصلاح فرما دے گا۔

حافظ الحکانی (الحنفی) روایت کرتے ہیں کہ ہم سے ابی العباس بن عقدہ نے اپنی اسناد کے ذریعہ) عبداللہ بن حزن کے واسطے سے روایت کی. عبداللہ بن حزن بیان کرتا ہے کہ میں نے حسین بن علی علیہما السلام کو مکہ میں قول خدا

کی تلاوت -(الذین کفروا وصدوا عن سبیل اللہ اضل اعمالھم والذین اٰمنوا وعملوا الصالحات واٰمنوا بما نزل علی محمد وھو الحق من ربھم کفر عنھم سیاٰتھم واصلح بالھم)۔ فرماتے ہوئے سنا۔ اس کے بعد آپ نے فرمایا (نزلت فینا و فی بنی امیہ) ؂۴۲

یہ آیت ہمارے اور بنی امیہ کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔

[آیت اوّل۔(عن الذین کفروا وصدوا عن سبیل اللہ) بنی امیہ کے لئے نازل ہوئی ہے۔

اور دوسری آیت (عن الذین اٰمنوا وعملوا الصّٰلحت واٰمنوا بما نزل علی محمد)۔ اہل بیت علیہم السلام کے بارے میں نازل ہوئی ہے اس لئے کہ ایمان لانے اور اعمال صالح انجام دینے والوں میں فرد کامل اور مصداق حقیقی اہلبیتؑ ہیں۔ ظاہراً معلوم یہ ہوتا ہے کہ تمام کا تمام سورہ اہلبیتؑ اور بنی امیہ کے بارے میں نازل ہوا ہے جیسا کہ اس بارے میں دوسری روایات کا سیاق بھی اس امر کی طرف اشارہ کرتا ہے۔]

(مؤلف)

؂۴۲ - شواہد التنزیل جلد (۲) ص ۱۷۱ - ص ۲۷۲

۲

ذَالِكَ بِاَنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا اتَّبَعُوْا الْبَاطِلَ وَاَنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّبَعُوْا الْحَقَّ مِنْ رَّبِّهِمْ كَذَالِكَ يَضْرِبُ اللّٰهُ لِلنَّاسِ اَمْثَالَهُمْ / محمد - ۳/

ترجمہ:- یہ اس وجہ سے کہ جنھوں نے کفر اختیار کیا انھوں نے باطل کی پیروی کی اور جو لوگ ایمان لائے انھوں نے جو ان کے پروردگار کی جانب سے (آیا ہوا برحق) دین ہے اس کا اتباع کیا خدا اسی طرح لوگوں سے ان کے حالات بیان فرماتا ہے۔

فقیہ شافعی عبدالرحمٰن بن ابوبکر السیوطی روایت کرتے ہیں کہ ابن مردویہ نے علی علیہ السلام سے روایت کی علیؑ فرماتے ہیں:-

(سورۃ محمد آیۃٌ فِیْنَا وَآیَۃٌ فِیْ بَنِیْ اُمَیَّۃَ) [۴۵]

یعنی سورۃ محمدؐ کی ایک آیت ہمارے بارے میں اور ایک بنی امیہ کے بارے میں ہے۔

لہذا بنی امیہ وہ کہ جو (الذین کفروا واتبعوا الباطل) کے مصداق ہیں اور اہلبیتؑ (الذین اٰمنوا اتبعوا الحق من ربھم) کے مصداق ہیں

[۴۵] - تفسیر در المنثور جلد (۶) ص ۴۶

۳

وَالَّذِيْنَ قُتِلُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ فَلَنْ يُّضِلَّ اَعْمَالَهُمْ سَيَهْدِيْهِمْ وَيُصْلِحُ بَالَهُمْ ۝ وَيُدْخِلُهُمُ الْجَنَّةَ عَرَّفَهَا لَهُمْ - سورہ محمد/ ۴ - ۶/

ترجمہ:- اور جو لوگ خدا کی راہ میں مار ڈالے جاتے ہیں خدا ان کے اعمال کو رائیگاں نہیں کرے گا (بلکہ) انھیں ان کی منزل مقصود تک پہونچائے گا اور ان کی حالت کی اصلاح کرے گا اور انھیں جنت میں داخل کرے گا جس کی وہ (دنیا میں) ان سے تعریف کر چکا ہے۔

حافظ الحکانی (الحنفی) روایت کرتے ہیں کہ ہم سے حاکم ابو عبداللہ الحافظ نے (اپنی اسناد کے ذریعہ) علی علیہ السلام سے حدیث بیان کی۔ علی علیہ السلام نے فرمایا:-

(سورۃ محمدؐ آیت فینا و آیۃ فی بنی امیۃ) [۴۶]

یعنی سورۃ محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی ایک آیت ہمارے لئے اور ایک آیت بنی امیہ کے لئے ہے

[۴۶] - شواہد التنزیل جلد (۲) ص ۱۷۱

(اس لئے کہ راہ خدا میں شہید ہونے والے علی اور ان کی اولاد آئمہ طاہرین اہل بیت علیہم السلام ہیں)، کہ جن کے لئے کسی شاعر نے کیا خوب کہا ہے :۔

وما قفیٰ کریم لھم الا بسم وصارم

یعنی اہل بیت علیہم السلام میں سے کسی نے بھی قضاء الٰہی کو لبیک نہیں کہی مگر یہ کہ تلوار اور زہر کے ذریعہ سے ۔

اس لئے کہ تلوار کے سبب شہید ہونے والے علیؑ اور امام حسینؑ اور زہر کے ذریعہ شہید ہونے والے امام حسن و امام باقر و امام الصادق علیہم السلام اور باقی آئمہ ہیں)

(مؤلف)

(اس بارے میں) پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ایک حدیث بھی وارد ہوئی جس میں آپ فرماتے ہیں :۔

(ما منّا الاّ مقتولٌ او مسموم)

ہم اہل بیت سب کے سب یا تو تلوار سے قتل ہوں گے یا زہر دیا جائے گا

(۴)

ذَالِكَ بِاَنَّ اللّٰهَ مَوْلَى الَّذِيْنَ اٰمَنُو وَ اَنَّ الْكَافِرِيْنَ لَا مَوْلٰى لَهُمْ / سورۃ محمدؐ/ ۱۱

ترجمہ :۔ یہ اس لئے کہ جو لوگ ایمان لائے ہیں اس کا خدا سرپرست ہے اور کافروں کا (خدا کو چھوڑنے کے بعد) کوئی سرپرستی کرنے والا نہیں۔

حافظ الحکانی (الحنفی) روایت کرتے ہیں کہ ہمیں عقیل بن الحسین نے (اسناد مذکورہ کے ذریعہ) سعید بن جبیر کے واسطے سے ابن عباس سے قول خدا۔ (ذالک بان اللہ مولی الذین آمنوا) کے بارے میں خبر دی ابن عباس فرماتے ہیں کہ اس آیت کریمہ کا مطلب یہ ہے کہ خداوند عالم۔ علی و حمزہ و جعفر و فاطمہ و حسن و حسین کا ولی ہے اور محمدؐ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کا بھی ولی ہے اور (خدا) ان کی مدد انکے دشمنوں پر غلبہ عطا کر کے کرے گا۔

اور یقیناً کافروں (یعنی ابوسفیان اور انکے چاہنے والوں کا کوئی مددگار نہ ہوگا یعنی (خدا) فرماتا ہے کہ (ان کافروں) کا کوئی ایسا مددگار نہ ہوگا جو ان کو عذاب سے بچا سکے۔ [۴۷]

---

۴۷ - شواہد التنزیل / جلد (۲) ص ۱۷۴

۵

اِنَّ اللّٰہَ یُدۡخِلُ الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ جَنّٰتٍ تَجۡرِیۡ مِنۡ تَحۡتِہَا الۡاَنۡہٰرُ ؕ وَالَّذِیۡنَ کَفَرُوۡا یَتَمَتَّعُوۡنَ وَیَاۡکُلُوۡنَ کَمَا تَاۡکُلُ الۡاَنۡعَامُ وَالنَّارُ مَثۡوًی لَّہُمۡ / سورہ محمدؐ ۱۲

ترجمہ:۔ بے شک خدا ان لوگوں کو جو ایمان لائے ہیں اور نیکوکار ہیں۔ جنتوں میں داخل کرے گا جن کے (درختوں اور قصروں کے) نیچے نہریں بہ رہی ہوں گی اور جن لوگوں نے (احکام اسلام) کا انکار کیا یہ (چند دن دنیا میں) عیش کر رہے ہیں اور جس طرح چوپائے کھاتے (پیتے) ہیں اسی طرح کھا (پی) رہے ہیں اور (آخر میں تو) جہنم ان کا ٹھکانہ ہے ہی۔

حافظ عبید اللہ بن عبد اللہ الحاکم الحکانی (الحنفی) سبیعی سے روایت کرتے ہیں۔ سبیعی کہتے ہیں کہ اس سورۃ (محمدؐ) کے بارے میں امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی گئی آپ نے فرمایا:۔

(آیۃ فینا و آیۃ فی بنی امیہ) [۴۸]

سورۃ محمدؐ کی ایک آیت ہم اہل بیتؑ کے لئے اور ایک آیت بنی امیہ کیلئے ہے۔

۴۸۔ شواہد التنزیل جلد (۲) صـ ۱۷۲

(اہل بیت علیہم السلام ہی آیت مجیدہ:۔

(ان اللہ یدخل الذین اٰمنوا وعملوا الصٰلحٰت جنٰت تجری من تحتہا الانہار)

کے مصداق کامل اور فرد اکمل ہیں۔

اور بنی امیہ ہی آیت:۔

(والذین کفروا یتمتعون ویاکلون کما تاکل الانعام والنار مثوی لہم)

کے واضح ترین مصداق ہیں

(مؤلف)

٦

اَفَمَنْ كَانَ عَلٰى بَيِّنَةٍ مِّنْ رَّبِّهٖ كَمَنْ زُيِّنَ لَهٗ سُوْٓءُ عَمَلِهٖ وَاتَّبَعُوْٓا اَهْوَآءَهُمْ / محمد / ۱۴

ترجمہ:۔ تو کیا ایسے لوگ جو اپنے پروردگار (کی توفیق) سے (حق کی) واضح راہ پر ہوں ان لوگوں کے برابر ہو سکتے ہیں جن کی نگاہوں میں ان کی بداعمالیاں کھپ چکی ہیں اور جو اپنی (نفسانی) خواہشوں کی پیروی کرتے ہیں۔

عبدالرحمن بن ابی بکر السیوطی (شافعی) فقیہ اس (آیت) کی تفسیر بیان کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ ابن مردویہ نے علی علیہ السلام سے روایت کی آپ نے ارشاد فرمایا:۔ (سورہ محمدؐ آیَۃٌ فِیْنَا وَآیَۃٌ فِیْ بَنِیْ اُمَیَّۃَ) کو (۱۰) کا

[پس جو لوگ خدا کی واضح راہ پر گامزن ہیں۔ وہ اہل بیت علیہم السلام ہیں اور جن لوگوں کی نگاہوں میں بداعمالیاں کھپ چکی ہیں۔ وہ بنی امیہ ہیں

(مؤلف)

٧

مَثَلُ الْجَنَّةِ الَّتِىْ وُعِدَ الْمُتَّقُوْنَ فِيْهَآ اَنْهٰرٌ مِّنْ مَّآءٍ غَيْرِ اٰسِنٍ ۚ وَاَنْهٰرٌ مِّنْ لَّبَنٍ لَّمْ يَتَغَيَّرْ طَعْمُهٗ ۚ وَاَنْهٰرٌ مِّنْ خَمْرٍ لَّذَّةٍ لِّلشّٰرِبِيْنَ ۚ وَاَنْهٰرٌ مِّنْ عَسَلٍ مُّصَفًّى ۗ وَلَهُمْ فِيْهَا مِنْ كُلِّ الثَّمَرٰتِ وَمَغْفِرَةٌ مِّنْ رَّبِّهِمْ ۗ كَمَنْ هُوَ خَالِدٌ فِى النَّارِ وَسُقُوْا مَآءً حَمِيْمًا فَقَطَّعَ اَمْعَآءَهُمْ / محمد / ۱۵

ترجمہ:۔ جس جنّت کا پرہیزگار لوگوں سے وعدہ کیا گیا ہے اس کی کیفیت یہ ہے کہ اس میں بہت سی نہریں تو ایسے پانی کی ہیں جو (کبھی) متغیر ہونے والا نہیں اور بہت سی نہریں دودھ کی ہیں جن کا مزہ (کبھی) نہ بدلے گا اور بہت سی نہریں شراب کی ہیں جو پینے والوں کے لئے (انتہائی) لذّت (بخش) ہیں۔ اور بہت سی صاف وشفاف شہد کی نہریں ہیں اور ان کے لئے اس میں ہر طرح کے پھل ہیں نیز (ان سب باتوں کے علاوہ) ان کے پروردگار کی بخشش ہے کیا ایسے لوگ ان لوگوں کے مانند

ہوسکتے ہیں جو ہمیشہ جہنم میں رہنے والے ہیں جنھیں انتہائی گرم پانی پلایا جائے گا سو وہ ان کی آنتوں کو ٹکڑے ٹکڑے کردے گا۔

حاکم الحافظ الحکانی (الحنفی) روایت کرتے ہیں ہمیں ابوسعید المعادی نے (اسناد مذکورہ کے ذریعہ) جعفر بن الحسین الہاشمی کے واسطے سے اس آیت کے بارے میں خبر دی۔ یعنی سورہ محمدؐ۔

(آیَۃٌ فِینَا وَآیَۃٌ فِی بَنِی اُمیّۃ) ۵؎

د جن متقین سے جنت کا وعدہ کیا گیا ہے وہ سب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اہل بیتؑ ہیں

اور جو لوگ ہمیشہ جہنم میں رہیں گے جن کو گرم پانی پلایا جائے گا جس کے سبب ان کی آنتیں ٹکڑے ٹکڑے ہو جائیں گی وہ سب بنی امیہ ہیں۔

(مولف)

۵؎ ۔ شواہد التنزیل جلد (۲) ص۱۷۲

۸

وَمِنْهُمْ مَنْ يَسْتَمِعُ إِلَيْكَ حَتّٰى إِذَا خَرَجُوا
مِنْ عِنْدِكَ قَالُوا لِلَّذِيْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ
مَاذَا قَالَ اٰنِفًا اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ طَبَعَ اللّٰهُ
عَلٰى قُلُوْبِهِمْ وَاتَّبَعُوْا اَهْوَاءَهُمْ ۝ وَالَّذِيْنَ
اهْتَدَوْا زَادَهُمْ هُدًى وَّاٰتٰهُمْ تَقْوٰهُمْ / محمد/۱۶/۱۷/

ترجمہ:۔ اور (اے رسول) ان میں کچھ ایسے (منافقین بھی) جو تمہاری باتیں غور سے سنتے ہیں یہاں تک جب وہ تمہارے پاس سے (اٹھ کر) باہر جاتے ہیں تو جن لوگوں کو علم دیا گیا ہے ان سے کہتے ہیں کہ (ابھی) اس شخص نے کیا کہا تھا یہی وہ لوگ ہیں جن کے دلوں پر خدا نے (ان کے کافر ہونے کی) علامت ڈال دی ہے اور جو اپنی (نفسانی) خواہشوں کی پیروی کرتے رہتے ہیں اور جن لوگوں نے ہدایت پائی ہے خدا ان کی ہدایت (کی توفیق) کو اور بڑھا دے گا اور انہیں انکی پرہیز گاری (کا اجر) عطا کرے گا۔

آلوسی اپنی تفسیر میں روایت کرتے ہیں کہ ابن مردویہ نے علی ابن

ابی طالب علیہ السلام) سے روایت کی ہے آپ نے فرمایا :۔

نزلت سورۃ محمدؐ آیۃٌ فینا و آیۃٌ فی بنی اُمیہ) ۵۱ھ

د جن لوگوں نے ہدایت حاصل کی وہ اہل بیتؑ علیؑ اور اولاد علیؑ ہیں اور جن کے دلوں پر مہر لگادی گئی وہ بنی امیہ ہیں)۔

(مؤلف)

۵۱ھ ۔ تفسیر روح المعانی سورہ محمدؐ کی تفسیر کے ذیل میں ذکر کیا گیا ہے

۹

فَهَلْ يَنْظُرُونَ اِلَّا السَّاعَةَ اَنْ تَأْتِيَهُمْ بَغْتَةً فَقَدْ جَاءَ اَشْرَاطُهَا فَاَنّٰى لَهُمْ اِذَا جَاءَتْهُمْ ذِكْرٰهُمْ ۔

سورہ محمدؐ/ ۱۸

ترجمہ :۔ اور یہ (کفار) بجز قیامت کے اور کسی چیز کے منتظر نہیں ہیں کہ وہ اچانک ان پر آپڑے سو اس کی علامتیں تو آہی چکی پس جس وقت وہ ان کے سامنے آجائے گی تو یہ کہاں (فائدہ رساں) ہوگی۔

حافظ سلیمان القندوزی (الحنفی) روایت کرتے ہیں کہ مفضل ابن عمر کے واسطے سے امام جعفر الصادق علیہ السلام سے قول خداوند عالم :۔

(فھل ینظرون الا الساعۃ ان تاتیھم بغتۃ فقد جاء اشراطھا فانیٰ لھم اذا جاءتھم من ذکراھم)

کی روایت کی گئی آپ نے فرمایا :۔ (ھی ساعۃ قیام القائم ۵۲ھ) یعنی اس سے مراد ظہور قائم کا وقت ہے۔

اس آیت میں (الساعۃ) سے مراد قیامت کا اور ظہور مہدی کا وقت

۵۲ھ ۔ ینابیع المودہ / ص ۵۱۲

مراد لینے میں کوئی تضاد نہیں ہے اس لئے کہ دونوں (قیامت وظہور امام) بعض امور میں مشترک ہیں اور قرآن حکیم میں بھی ظاہر وباطن، تنزیل وتاویل کثرت سے پائے جاتے ہیں۔

۱۰

فَهَلْ عَسَيْتُمْ إِنْ تَوَلَّيْتُمْ أَنْ تُفْسِدُوا فِي الْأَرْضِ وَتُقَطِّعُوا أَرْحَامَكُمْ / محمد/۲۲/

ترجمہ:- (اے منافقو) تم سے بجز اس کے کوئی توقع نہیں کہ اگر تم حاکم بنوگے تو فساد برپا کروگے اور قطع رحم کروگے۔

حافظ الحکانی (الحنفی) روایت کرتے ہیں کہ: ان منتصر بن نصر بن تمیم الواسطی نے (اپنی سند کے ذریعہ) ابن عباس کے واسطے سے اس آیت کی تفسیر کی روایت بیان کی ابن عباس نے کہا۔

تولوا (یعنی بنی امیة) امر هذه الامة فعلوا بالتجبیر والمعاصی و تقطعوا ارحام نبیهم محمد واهل بیته)[۵۳]

یعنی:- بنی امیہ اس امت کی باگ ڈور سنبھالیں گے۔ پس ظلم وتشدد اور پاپ کے ڈھیر لگا دیں گے اور محمدؐ واہل بیت محمدؐ کے ساتھ قطع رحم کریں گے

۵۳۔ شواہد التنزیل جلد (۲) ص۱۷۶ ۔ ص۱۷۷

۱۱

وَلَنَبْلُوَنَّكُمْ حَتّٰى نَعْلَمَ الْمُجَاهِدِيْنَ مِنْكُمْ
وَالصَّابِرِيْنَ وَنَبْلُوَا اَخْبَارَكُمْ ۔

ترجمہ :۔ اور ہم تمہاری ضرور آزمائش کریں گے تاکہ تم میں سے جو لوگ جہاد کرنے والے اور صبر کرنے والے ہیں انکو ہم سمجھ لیں اور تمہارے حالات کو خوب سا جانچ لیں ۔

حافظ الحکانی (الحنفی) روایت کرتے ہیں کہ ہم سے حاکم ابو عبداللہ الحافظ نے (اپنی سند کے ذریعہ) حرث بن حصیرہ ۔ ابی صادق ۔ ربیعہ بن ناجز کے واسطوں سے (سورہ محمدؐ کے بارے میں علی بن ابی طالبؑ کی حدیث بیان کی آپ نے فرمایا :۔

(سورہ محمدؐ) آیۃٌ فینا وآیۃٌ فی بنی امیۃ) [۵۴]

[مجاہدین وصابرین علی وفاطمہ اور ان دونوں کی اولاد ہیں پس یہی (اس آیت) کے مصداق کامل اور اکمل ہیں ۔]

(مؤلف)

۵۴ ۔ شواہد التنزیل جلد (۲) ص ۱۷۱

۱۲

فَلَا تَهِنُوْا وَتَدْعُوْا اِلَى السَّلْمِ وَاَنْتُمُ الْاَعْلَوْنَ
وَاللّٰهُ مَعَكُمْ وَلَنْ يَّتِرَكُمْ اَعْمَالَكُمْ ۔ محمد / ۳۰ /

ترجمہ :۔ اور تم ہمت نہ ہارو اور (ان لوگوں کو) صلح کی طرف نہ بلاؤ (کیونکہ اس سے تمہاری کمزوری ظاہر ہوگی) اور غالب تو تم ہی لوگ ہو اور اللہ تمہارے ساتھ ہے اور تمہارے اعمال کی (جزا) کو تمہیں ذرا بھی کم کر کے نہیں دیگا

حافظ الحاکم الحکانی (الحنفی) روایت کرتے ہیں کہ حسن بن الحسن اس طرح کہتے تھے کہ اگر تم بنی امیہ کو پہچاننا چاہتے ہو تو سورہ محمدؐ کو پڑھو (الذین کفروا) (سورہ محمدؐ) میں ایک آیت ہم (اہل بیتؑ) کے لئے اور ایک آیت بنی امیہ کے لئے ہے ۔ [۵۵]

[پس اہل بیت علیہم السلام ہی غالب ہیں اور اللہ بھی اہل بیتؑ کے ساتھ ہے ۔ اور خداوند عالم اہل بیت کے اعمال کی جزا ذرا بھی کم نہیں دے گا]

(مؤلف)

۵۵ ۔ شواہد التنزیل جلد (۲) ص ۷۲

سورۃ الفتاح

اس میں دو آیتیں ہیں

۱ ۔ لوتزیلوا لعذ بنا الذین کفروا منھم / ۲۵
۲ ۔ وعد اللہ الذین اٰمنوا و عملوا الصّٰلِحٰتِ منھم مغفرۃٌ و اَجْراً عظیمًا ۔ /۲۹

۱

لَوْتَزَيَّلُوْا لَعَذَّبْنَا الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْهُمْ عَذَابًا اَلِيْمًا ۔ الفتح /۲۵

ترجمہ :۔ اور اگر یہ (ایماندار) لوگ (مکّہ سے) ٹل گئے ہوتے تو ہم ان (مکّہ والوں) میں سے ان لوگوں کو ضرور دردناک سزا دیتے جنہوں نے کفر کیا ہے ۔

حافظ سلیمان القندوزی (الحنفی) روایت کرتے ہیں کہ قول خداوند عالم ۔ (لوتزیلوا لعذ بنا الذین کفروا منھم عذابًا الیمًا) کے بارے میں امام جعفر الصادق علیہ السلام سے روایت کی گئی آپ نے فرمایا

ان للہِ ودائعُ مومنین من اصلاب قوم کافرین ومنافقین، و قائمنا لن یظھر حتی تخرج ودائع اللہ ۔ فاذاخرخت ظھر فیقتل الکفار والمنافقین ۔ [۵۶]

یقینا کافروں اور منافقوں کی صلبوں میں اللہ کی امانتیں (یعنی) مومنین

[۵۶] ۔ ینابیع المودہ ص۵۱۷

موجود ہیں اور جب تک خدا کی امانتیں باہر نہ آجائیں گی اس وقت تک ہمارا قائم ظاہر نہیں ہوگا۔ پس جب امانتیں نکل آئیں گی تو (ہمارا قائم) ظاہر ہوگا اور کفار و منافقین کو قتل کرے گا۔

۲

وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ مِنْهُمْ مَّغْفِرَةً وَّاَجْرًا عَظِيْمًا - الفتح /۲۹/

ترجمہ:- اللہ نے جو ایمان لائے ہیں اور نیکوکار ہیں ان سے بہت بڑے اجر کا وعدہ کیا ہے

حافظ الحاکم (الحکانی الحنفی) فرات بن ابراہیم سے (اپنی سند کے ذریعہ اسدی سے قولہ تعالیٰ - (وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمنوا - الی آخر الایہ) کے بارے میں ابن عباس سے روایت کرتے ہیں۔

ابن عباس نے فرمایا (نزلت فی آل محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) [۵۷]

یہ آیت آل محمدؐ کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔

۵۷ - شواہد التنزیل جلد (۱) ص ۴۱۳

سورۃ ق

اس میں تین آئیتیں ہیں

۱ :- اُلقیا فی جھنم کل کفار عنید/ ۲۴

۲-۳ :- سواستمع یوم ینادی المنادی

(تا) یوم الخروج / /۴۱-۴۲

۱

اُلْقِيَا فِي جَهَنَّمَ كُلَّ كَفَّارٍ عَنِيدٍ -/ق/۲۴

ترجمہ :- تم دونوں ہر اس سرکش کافر کو جہنّم میں (لے جاکر) ڈال دو۔

ابوالحسن عبدالوہاب بن الحسن بن الولید الکلابی المتوفی ۳۹۶ھ اپنی مسند میں شریک بن عبداللہ سے روایت کرتے ہیں! شریک بن عبداللہ کہتا ہے کہ میں اعمش کے مرض (الموت) میں انکے پاس موجود تھا کہ اتنے میں ابوحنیفہ وابن شبرمہ وابن ابی لیلیٰ بھی وہاں داخل ہوئے تو لوگوں نے اعمش سے کہا کہ آپ اس وقت اپنی دنیا کے آخری دن گذار رہے ہیں۔ اور آخرت کے ابتدائی منزل کی تیاری میں ہیں۔ سابقاً آپ علی (ابن ابی طالبؑ) کے فضائل بیان کیا کرتے تھے۔

(یہ سن کر) اعمش نے فوراً کہا کہ مجھ سے سند بیان کرنا۔ مجھ سے سند بیان کرنا۔ چنانچہ ایسا ہی کیا گیا۔

اعمش نے کہا مجھ سے ابی المتوکل الناجی نے ابی سعید الخدری کے واسطے سے حدیث رسول اللہ بیان کی۔ ابی سعید الخدری کہتے ہیں کہ پیغمبر اسلام

نے فرمایا۔

اذا کان یوم القیامۃ قال اللہ تعالیٰ لی ولعلی۔ القیا فی النار من بغضکما۔ وادخل فی الجنۃ من احبکما)

(قیامت کے روز خداوند عالم مجھ سے اور علی سے کہے گا کہ جس نے بھی تم دونوں کو غضبناک کیا تھا اس کو جہنم میں ڈال دو۔ اور جو (شخص) بھی تمہیں دوست رکھتا تھا اس کو جنّت میں داخل کرو)

اور اسی لئے خداوند عالم فرماتا ہے (القیا فی جہنم کل کفار عنید)

شریک بن عبداللہ کہتا کہ (اعمش کی اس بات کو ابو حنیفہ نے سنا) تو وہاں بیٹھے ہوئے لوگوں سے کہنے لگا کہ یہاں سے نکل چلو کہیں اس سے زیادہ سخت چیز نہ سننا پڑے۔ ۵۸

اور اسی حدیث کے مثل ایک عالم اہل سنت نے بھی اپنی کتاب (المناقب الفاخرۃ فی العشرۃ الطاھرۃ) میں نقل کیا ہے جس کو علامہ بحرانی نے ابن مسعود کی سند سے (اسناد مذکورہ کے ذریعہ) نقل کیا ہے حدیث کے آخر میں اس طرح ہے۔

قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم یا ابن مسعود اذا کان یوم القیامۃ یقول اللہ عزو جل لی ولعلی: ادخل النار من شئتما۔ و

ذالک قولہ تعالیٰ (القیا فی جہنم کل کفار عنید)

فالکفار من جحد نبوتی۔ والعنید من عاند علیاً واھل بیتہ و شیعتہ۔ ۵۹

پیغمبر اسلامؐ نے فرمایا اے ابن مسعود جب قیامت کا دن ہوگا تو خداوند عالم مجھ سے اور علی سے فرمائے گا جس کو تم چاہو اسے جہنّم رسید کرو۔ اور اسی لئے خداوند عالم فرماتا ہے۔

(القیا فی جہنم کل کفار عنید)

ترجمہ:۔ تم دونوں ہر سرکش کافر کو جہنم میں ڈال دو۔

پس جنھوں نے بھی میری نبوت کا انکار کیا وہ کافر ہیں اور جس نے علی و علی کے اہل بیت اور ان کے شیعوں سے دشمنی کی وہ عنید ہے

---

۵۹ - غایۃ المرام - ص ۳۹۰

۲۳

وَاسْتَمِعْ يَوْمَ يُنَادِ الْمُنَادِ مِنْ مَكَانٍ قَرِيبٍ يَوْمَ يَسْمَعُونَ الصَّيْحَةَ بِالْحَقِّ ذَٰلِكَ يَوْمُ الْخُرُوجِ ۔ (ق / ۴۱ / ۴۲ /)

ترجمہ :- اور خوب غور سے سنو جس دن پکارنے والا (فرشتہ اسرافیل) ایک ایسی جگہ سے جو کہ (آسمان سے) قریب ہے آواز دے گا (کہ تم سب اکٹھا ہو جاؤ) جس دن (سب لوگ) بالیقین اس کی چیخ (نفخۂ ثانیہ) کو سنیں گے وہی دن (لوگوں کے قبروں سے دوبارہ زندہ ہو کر) نکلنے کا دن ہے۔

حافظ القندوزی (الحنفی) شافعی فقیہ کی کتاب (فرائد السمطین) سے روایت کرتے ہیں۔ شافعی فقیہ کہتا ہے کہ امام رضاؑ سے قول خداوند عالم۔ یوم ینادِ المنادی من مکان قریب) کے بارے میں روایت کی گئی۔ اور آیت یوم یسمعو ن الصیحۃ بالحق ذالک یوم الخروج۔ امامؑ نے فرمایا۔ اس سے میرے فرزند قائم المہدی کا خروج مراد ہے۔ [۶۰]

۶۰ ۔ ینابیع المودہ ص ۳۲۱

سورۃ الذاریات

اس میں تین آیتیں ہیں

۱-۲ :- کانوا قلیلاً من اللیل ما یھجعون وبالاسحار ھم یَسْتَغْفِرُوْنَ / ۱۷-۱۸

۳ :- فورب السماءِ والارض انہ الحق / ۲۳

١ ٢

کَانُوْا قلیلاً مِنَ الَّیْلِ مَا یَھْجَعُوْنَ ہ و
بِالاَسْحَارِ ھُمْ یَسْتَغْفِرُوْنَ ۔ / الذاریات /١٧-١٨

ترجمہ:- یہ رات کو بہت کم سویا کرتے اور پچھلے کو اپنے گناہوں کی بخشش کی دعائیں کیا کرتے تھے ۔

حافظ الحکانی (الحنفی) روایت کرتے ہیں کہ ہم سے ابوبکر بن مومن نے (اپنی اسناد مذکورہ کے ذریعہ) سعید بن جبیر سے عبد اللہ بن عباس سے قول خداوند عالم (کانوا قلیلاً من اللیل ما یھجعون) کے بارے میں روایت کی عبد اللہ بن عباس نے کہا نزلت فی علیؑ بن ابی طالب۔ والحسنؑ والحسینؑ و فاطمۃؑ[٦١]

یعنی یہ آیت کریمہ علی بن طالب حسن وحسین اور فاطمہ علیہم السلام کے بارے میں نازل ہوئی ۔

د جب پہلی آیت کریمہ اہلبیتؑ کے بارے میں نازل ہوئی ہے تو ضروری ہے کہ دوسری آیت بھی انھیں کیلئے نازل ہوئی ہے اس لئے کہ دوسری آیت پہلی آیت پر عطف ہوئی ہے اور اسکی ضمیر بھی پہلی والی آیت کی طرف پلٹ رہی ہے ۔ دونوں آیات آپس میں اسطرح ہیں جیسے صفت کے بعد صفت ہوتی ہے ۔

٦١ھ ینابیع المودہ ص ٥١١

٣

فَوَرَبِّ السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ اِنَّہٗ لَحَقٌّ مِّثْلَ مَآ اَنَّکُمْ تَنْطِقُوْنَ / الذاریات / ٢٣

ترجمہ:- زمین وآسمان کے مالک کی قسم یہ (جن چیزوں کا تم سے وعدہ کیا جارہا ہے) ویسی ہی (بر) حق ہیں جیسے کہ تم بول رہے ہو ۔

حافظ سلیمان القندوزی (الحنفی) روایت کرتے ہیں اسحاق بن عبد اللہ کے واسطے سے قولہ تعالیٰ ۔

(فورب السماء والارض انہ لحق)

کی روایت امام زین العابدین علیہ السلام سے کی گئی آپ نے فرمایا ۔

(ای: ان قیام قائمنا لحق ۔ مثل ما انکم تنطقون)

یقیناً ہمارے قائمؑ کا ظہور کرنا اسی طرح حق (سچا) ہے جیسا کہ تم بولتے ہو[٦٢]

٦٢ھ - ینابیع المودہ / ص ٥١١

سُورَۃُ الطُّور

اس میں آٹھ آیتیں ہیں

۱ - ۴ :- ان المتقین فی جنّٰت و نعیم (تا)
و زوجنٰھم بحور عین/ ۱۷ - ۲۰
۵ - ۸ :- والّذین اٰمنوا واتبعتھم ذریتھم
(تا) کانھم لؤلؤ مکنون/ ۲۱ - ۲۴

۱ ۴

اِنَّ الْمُتَّقِیْنَ فِیْ جَنّٰتٍ وَّنَعِیْمٍ ۝ فٰکِہِیْنَ بِمَآ اٰتٰہُمْ رَبُّہُمْ وَوَقٰہُمْ رَبُّہُمْ عَذَابَ الْجَحِیْمِ ۝ کُلُوْا وَاشْرَبُوْا ہَنِیْٓـًٔا بِمَا کُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ۝ مُتَّکِـِٕیْنَ عَلٰی سُرُرٍ مَّصْفُوْفَۃٍ وَزَوَّجْنٰہُمْ بِحُوْرٍ عِیْنٍ / الطور / ۱۷/ ۲۰/

ترجمہ :- پرہیزگار لوگ تو وہ بلاشبہ (جنّت کے) باغوں اور عیش کے سامانوں میں انھیں ان کے پروردگار نے (جو نعمتیں) دی ہوں گی ان سے خوش دل ہوں گے (اور) انھیں ان کا پروردگار دوزخ کے عذاب سے بچا چکا ہوگا (اور ان سے کہا جائے گا کہ) تم (دنیا میں) جو (نیک اعمال) کیا کرتے تھے اس کے عوض میں (اطمینان) آن تختوں پر تکیے لگائے بلامشقت کھاؤ پیو جو برابر بچھے ہوئے ہیں اور ہم انھیں گوری چٹی فراخ چشم (حوروں) کا پہلونشین بنا دیں گے ۔

حافظ الحکانی (الحنفی) روایت کرتے ہیں کہ ہم سے منتصر بن نصر نے چند واسطوں کی (اسند سے تذکرے کے ساتھ) مجاہد سے ۔ اور مجاہد نے قول خداوندی

(ان المتقین ـ الخ ـ کے بارے میں ابن عباس سے حدیث بیان کی ابن عباس فرماتے ہیں :۔

نزلت خاصۃً فی علی وحمزۃ وجعفر وفاطمۃ۔

یہ آیات خصوصیت سے علیؑ وحمزہؓ وجعفرؓ وفاطمہؑ کے لئے نازل ہوئی جو بیان کرتی ہیں کہ یقیناً جنھوں نے دنیا میں شرک۔ فواحش اور گناہان کبیرہ سے پرہیز کیا وہ جنّت کے باغوں میں ہوں گے اور جنت کی نعمتوں میں ہوں گے۔

ابن عباس کہتے ہیں۔ ان میں سے ہر ایک کے لئے جنّت کے اعلیٰ طبقے میں ایک باغ ہے جس کے درمیان ہر ایک کے لئے جنّت کے خیمہ کے درمیان سونے اور موتیوں سے بنا ہوا تخت ہوگا اور ہر تخت پر ستبر (قسم کے) فرش ہوں گے۔ ۱؎

[ہم نے بعد والی آیات اس لئے بیان کی ہیں کہ جن حضرات کا تذکرہ پہلی آیت میں ہوا ہے ان کے صفات بعد والی آیات میں بھی موجود ہیں اور جب (ثابت) ہے کہ پہلی آیت اہل بیت علیہم السلام سے متعلق ہے چنانچہ بقیہ بعد والی آیات بھی اہل بیت علیہم السلام ہی سے متعلق ہونا چاہیئے]

(مؤلف)

۱؎ ۔ شواہد التنزیل جلد (۲) صـ ۱۹٦

۸۵

وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَاتَّبَعَتْهُمْ ذُرِّيَّتُهُمْ بِاِيْمَانٍ
اَلْحَقْنَا بِهِمْ ذُرِّيَّتَهُمْ وَمَآ اَلَتْنٰهُمْ مِّنْ
عَمَلِهِمْ مِّنْ شَيْءٍ ؕ كُلُّ امْرِیٍٔ بِمَا كَسَبَ
رَهِيْنٌ ۝ وَاَمْدَدْنٰهُمْ بِفَاكِهَةٍ وَّلَحْمٍ مِّمَّا
يَشْتَهُوْنَ ۝ يَتَنَازَعُوْنَ فِيْهَا كَاْسًا لَّا لَغْوٌ
فِيْهَا وَلَا تَاْثِيْمٌ ۝ وَيَطُوْفُ عَلَيْهِمْ غِلْمَانٌ
لَّهُمْ كَاَنَّهُمْ لُؤْلُؤٌ مَّكْنُوْنٌ ۔ /۲۱/۲۴/

ترجمہ:۔ اور جو لوگ ایمان لائے ہیں اور ان کی اولاد نے ایمان سے (متصف ہونے میں) ان کی پیروی کی ہے تو ہم ان کی اولاد کو ان سے ملحق کر دیں گے اور ان کے (نیک) اعمال (کے ثواب) میں کوئی کمی نہیں کریں گے اور ہر انسان جو کچھ (اچھے یا برے اعمال) وہ کرچکا ہے اس (کی جزا یا سزا) میں مبتلا ہوگا اور ہم انھیں میوے اور گوشت جس قسم کا وہ چاہیں گے پے در پے عطا کریں گے اور یہ جنّت میں ایک دوسرے سے (شراب کے)

وہ ساغر لے رہے ہوں گے جس میں نہ کوئی لغویت ہوگی اور نہ کوئی گناہ اور ان کی خدمت کے لئے ان کے پاس وہ غلام آجا رہے ہوں گے (جو صاف ستھرے) بحفاظت رکھے ہوئے موتیوں کے مانند ہوں گے۔

حافظ الحکانی (الحنفی) روایت کرتے ہیں کہ ہمیں محمد بن عبد اللہ نے اپنی اسناد کے ذریعہ) ابی مالک کے واسطے سے قول خداوند عالم (والذین اٰمنُوا واتبعتھم ذریتھم) کے بارے میں ابن عباس سے خبر دی ابن عباس کہتے ہیں کہ یہ آیت پیغمبر اسلام و علی و فاطمہ و حسن و حسین علیہم السلام کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔ ؎۲

اسکی روایت بھی حافظ الحکانی ہی نے کی ہے: کہ ابو نصر محمد بن مسعود بن محمد نے (اپنی اسناد کے ذریعہ) ابن عمر سے روایت کی۔ ابن عمر کہتا ہے کہ جب کبھی ہم شمار کرتے تھے تو کہتے تھے ابو بکر و عمر و عثمان، پس ایک شخص نے کہا اے عبد الرحمٰن علیؑ کا نام کیوں نہیں لیا؟

(یہ سن کر) ابن عمر نے کہا: تجھ پر وائے ہو۔ علیؑ تو اہلبیت سے ہیں (ہمارا) قیاس ان پر نہیں کیا جا سکتا (اور) علی تو درجے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے برابر ہیں (اسی لئے تو خداوند عالم فرماتا ہے۔

والذین اٰمنوا واتبعتھم ذریتھم (ففاطمۃ مع رسول

؎۲ شواہد التنزیل جلد (۲) ص ۱۹۷

اللہ فی درجۃ و علی معھما) ؎۳

پس فاطمہ رسول کے ہمراہ ہوں گی اور علی ابن طالب علیہ السلام) دونوں کے ہمراہ ہوں گے۔

یہ احادیث مکرر بیان ہوئی ہیں۔ (روایت میں) صرف ایک آیت کا تذکرہ کیا گیا ہے لیکن یہ آیات آپس میں ایک دوسرے سے مربوط ہیں جنھوں نے (مستقل ایک جملے کی شکل اختیار کر لی ہے) لہذا ہم نے تمام آیات کو ذکر کیا ہے اور جب پہلی والی آیت کا شان نزول اہل بیت سے متعلق ہے لہذا اس سے مربوط بقیہ آیات بھی اہل بیت علیہم السلام ہی سے متعلق ہیں۔

؎۳ - شواہد التنزیل جلد (۲) ص ۱۹۷-۱۹۸

سورۃ القمر

اس میں ایک آیت ہے

۱:- اقتربت السّاعة وانشق القمر۔ ۱/

۱

اِقتربَتِ السَّاعَةُ وَانْشَقَّ الْقَمَرُ۔ ۱/

ترجمہ:- قیامت قریب آگئی اور چاند شق ہوگیا۔

حافظ سلیمان القندوزی (الحنفی)، روایت کرتے ہیں کہ مفضل بن عمر کے واسطے سے امام صادق علیہ السلام سے قولہ تعالیٰ۔ (اقتربت السّاعة وانشق القمر) کی روایت کی گئی امام علیہ السلام نے فرمایا۔ (السّاعة قیام القائم قریبٌ [۲]) یعنی قیام قائمؑ کا وقت عنقریب آچکا ہے۔

(اس آیت مجیدہ کی تفسیر جو امام صادق علیہ السلام نے فرمائی ہے یہ تفسیر۔ تاویل اور باطن سے ہے جسکا وجود قرآن حکیم میں بکثرت پایا جاتا ہے یہاں تک کہ احادیث شریفہ بھی بکثرت موجود ہیں مثلاً حدیث میں ہے۔ (ان للقرآن سبعة بطون) یعنی قرآن کے لئے سات باطن ہیں) اور اسی چیز کو (امام غزالی) و (فخر الدین الرازی) اور (حصاص) وغیرہ نے بھی معتبر جانا ہے کہ جن کے کچھ کلمات بعض سوروں سے متعلق سابقاً گذر چکے ہیں۔ اس لئے کہ قرآن اس طرح کا معجزہ ہے جس کی مثال پیش کرنے سے انسان عاجز ہے)
(مؤلف)

۲ - ینابیع المودة ص۵۱۴

۱

سورۃ الرحمٰن

اس میں پانچ آیتیں ہیں

۱-۴ :- مرج البحرین یلتقیان (تا) اللؤلؤ والمرجان ۔/ ۱۹-۲۱

۵ :- یعرف المجرمون بسیماھم / ۴۱/

۱-۴

مرج البحرین یلتقیان ۝ بَیْنَہُمَا بَرْزَخٌ لَّا یَبْغِیَان ۝ فَبِاَیِّ اٰلَآءِ رَبِّکُمَا تُکَذِّبَان ۝ یَخْرُجُ مِنْہُمَا اللُّؤْلُؤُ وَالْمَرْجَانُ

ترجمہ :- اسی نے دو دریاؤں کو ملا دیا ہے کہ وہ دونوں ایک دوسرے سے ملے ہوئے بھی ہیں اور ان دونوں کے درمیان ایک (اللہ کی بنائی ہوئی) آڑ بھی ہے کہ (جس کی وجہ سے) اور وہ دونوں (اپنی حد سے آگے) نہیں بڑھ سکتے تو تم دونوں اپنے پروردگار کی کن کن نعمتوں کا انکار کرو گے ۔

فقیہ شافعی جلال الدین عبد الرحمٰن بن ابی بکر السیوطی اپنی تفسیر میں روایت کرتے ہیں کہ ابن مردویہ نے ابن عباس سے قول خداوند عالم (مَرَجَ البحرین یلتقیان) کے بارے میں روایت کی ابن عباس کہتے ہیں ۔ یعنی علیؑ و فاطمہؑ ۔

(بینھما برزخٌ لا یبغیان) ابن عباس نے کہا اس سے مراد پیغمبر اسلام ہیں ۔

(یخرجُ منھما اللؤلؤ والمرجان[۵]) ابن عباس نے کہا اس سے مراد حسن و حسین ہیں

۵ ۔ تفسیر درالمنثور جلد (۶) صہ ۱۴۲

۱۸ ۱۹

وَاَمَّآ اِنۡ كَانَ مِنۡ اَصۡحٰبِ الۡيَمِيۡنِ ۝ فَسَلٰمٌ لَّكَ مِنۡ اَصۡحَابِ الۡيَمِيۡنِ ۝ /الواقعہ/ ۹۰ - ۹۱

ترجمہ:۔ اور اگر یہ (داہنے ہاتھ) میں نامہ اعمال پانے والوں میں سے ہے تو (اس سے کہا جائیگا کہ) تیرے لئے (عذاب خدا سے) سلامتی ہے (کیوں کہ) تو (اعمال نامہ کو) داہنے (ہاتھ میں پانے) والوں میں سے ہے۔

حافظ الحکانی (الحنفی) روایت کرتے ہیں کہ ہم سے قاضی ابو بکر الجبری نے (اپنی اسناد کے ذریعہ) جابر کے واسطے سے مذکورہ حدیث بیان کی۔ امام باقر علیہ السلام نے فرمایا۔ کہ قرآن میں (ذکر شدہ) اصحاب الیمین سے ہم اہلبیتؑ کے شیعہ مراد ہیں۔[۱۲]

اس مقام پر دو باتیں قابل ذکر ہیں

(۱) اگر اصحاب الیمین سے مراد اہل بیتؑ کے شیعہ لئے جائیں تو اہل بیتؑ بذات خود ان (شیعوں) سے بہتر و افضل ہیں کہ جن پر یہ آیت منطبق ہوتی ہے لہذا یہ آیت شیعوں کی فضیلت سے مربوط ہوگی۔

۱۲۔ شواہد التنزیل جلد (۲) ص ۲۹۴

(۲) اگرچہ اس حدیث کو حافظ الحکانی نے ایک دوسری آیت کے ضمن میں بیان کیا ہے چونکہ اس میں کلمہ۔ اصحاب الیمین کی تفسیر بیان کی گئی ہے اسی وجہ سے اس روایت کو ہم نے اس مقام پر بیان کر دیا ہے۔

سورة الحديد

اس میں دو آیتیں ہیں

۱:- اَعلموا ان الله يحيى الارض بعد موتها ۔ ۱۷/

۲:- يا ايها الذين اٰمنوا اتقوا الله و اٰمنوا برسوله يوتكم كفلين من رحمته ۔ ۲۸/

(۱)

اَعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ يُحْيِ الْاَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا قَدْ بَيَّنَّا لَكُمُ الْاٰيٰتِ لَعَلَّكُمْ تَعْقِلُوْنَ (الحدید/۱۷)

ترجمہ:- جان رکھو کہ خدا یقیناً زمین کو اس کے مردہ (اوسر) ہونے کے بعد زندہ (زرخیز) بنا دیا کرتا ہے بے شک ہم نے تمہارے فائدہ کے لئے (اپنی قدرت کی)، واضح نشانیاں کر دی ہیں تاکہ تم سمجھو۔

حافظ القندوزی (الحنفی) روایت کرتے ہیں کہ سلام بن المستنیر کے واسطے سے امام باقر علیہ السلام سے۔ قول خداوند عالم کی روایت کی گئی۔ (اعلموا ان الله يحيي الارض بعد موتها) امام باقر علیہ السلام نے فرمایا (يحييها الله بالقائم فيعدل فيها فيحيي الارض بالعدل بعد موتها بالظلم) ۱۳

یعنی خداوند عالم قائم (المہدی) کے ذریعہ (زمین کو زندہ فرمائے گا پس (قائم) (زمین) میں عدل وانصاف سے کام لیں گے ۔ اور ۔ ظلم کے ذریعہ مردہ زمین کو عدل کے ذریعہ حیات بخشیں گے ۔

۱۳۔ ینابیع المودہ ص ۵۱۴

۲

يَا اَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَاٰمِنُوْا بِرَسُوْلِهٖ يُؤْتِكُمْ كِفْلَيْنِ مِنْ رَّحْمَتِهٖ ۝ وَيَجْعَلْ لَّكُمْ نُوْرًا تَمْشُوْنَ بِهٖ وَيَغْفِرْ لَكُمْ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۔ ۵۷/ الحدید/۲۸

ترجمہ :- اے ایمان والو خدا (کی معصیت) سے ڈرو اور اس کے رسول پر ایمان لے آؤ وہ تمہیں اپنی رحمت سے ثواب کے دو حصے عطا کرے گا اور تمہارے لئے ایک ایسا نور قرار دے گا جس کے سہارے تم (صراط پر) چلو گے اور تمہارے (گذشتہ) گناہوں کو بخش دے گا اور خدا بڑا بخشنے والا مہربان ہے

حافظ عبید اللہ الحکانی (الحنفی) روایت کرتے ہیں کہ فرات بن ابراہیم الکوفی نے (اپنی سند کے ذریعہ) قول خداوند عالم (یُؤتِکُمْ کفلین من رحمتہ) کے بارے میں ابن عباس سے روایت کی ابن عباس نے کہا ـــ یو تکم کفلین من رحمتہ) سے مراد حسنؑ اور حسینؑ ہیں۔ ـــ وَیجعل لکم نورًا تمشون بہ)[14] سے علی بن ابی

۱۴ ـ شواہد التنزیل (جلد ۲) ص ۲۲۷

طالب علیہ السلام مراد ہیں۔

شاید آیت کریمہ میں (یُؤتکم) اور (یجعل لکم) میں یوتکم سے مراد عطا ہو اور یجعل سے قرار معنوی مراد ہوں اور علی وحسن وحسین کی ہدایت (بھی) ایسی ہی ہے اس لئے کہ جن لوگوں نے ان سے ہدایت حاصل کی وہ صراط مستقیم پر ثابت قدم رہیں گے

سورۃ المجادلہ

اس میں ایک آیت ہے

۱۔ لا تجد قومًا یو منون باللہ
والیوم الاٰخر۔ ۲۲/

۱

لَا تَجِدُ قَوْمًا يُؤْمِنُونَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ
الْاٰخِرِ يُوَآدُّوْنَ مَنْ حَآدَّ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ
وَلَوْ كَانُوْٓا اٰبَآءَهُمْ اَوْ اَبْنَآءَهُمْ اَوْ اِخْوَانَهُمْ
اَوْ عَشِيْرَتَهُمْ اُولٰٓئِكَ كَتَبَ فِيْ قُلُوْبِهِمُ
الْاِيْمَانَ وَاَيَّدَهُمْ بِرُوْحٍ مِّنْهُ ۝ وَ
يُدْخِلُهُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا
الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا رَضِيَ اللّٰهُ
عَنْهُمْ وَرَضُوْا عَنْهُ اُولٰٓئِكَ حِزْبُ
اللّٰهِ اَلَآ اِنَّ حِزْبَ اللّٰهِ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ۔ المجادلہ/۲۲

ترجمہ:۔ جو لوگ خدا پر اور قیامت کے دن پر ایمان رکھتے ہیں تم انھیں اس حال میں نہ پاؤ گے کہ وہ ان سے محبت کرتے ہوں جو خدا کے اور اس کے رسول کے مخالف ہیں اگرچہ ان کے باپ دادا یا ان کے بیٹے (پوتے) یا بھائی یا ان کے خاندان (والے) ہی (کیوں نہ) ہوں یہی لوگ ہیں جن کے دلوں میں اللہ نے ایمان کی (علامتوں) کو

ثبت کیا ہے اور انھیں اپنی روح (یعنی قرآن) کے ذریعہ سے قوی بنا دیا ہے اور انھیں (قیامت کے دن) وہ ان جنتوں میں داخل کرے گا جن کے نیچے نہریں رواں ہوں گی اور وہ ہمیشہ ہمیشہ انھیں میں (مقیم) رہیں گے خدا ان سے راضی اور یہ خدا سے راضی ہیں خدا کا گروہ یہی لوگ ہیں۔ اور آگاہ ہو جاؤ کہ خدا ہی کے گروہ فلاح وبہبود پانے والے ہیں۔

حافظ القندوزی (الحنفی)، جابر بن عبد اللہ انصاری سے (جندل بن جنادہ بن جبیر) یہودی کا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے (آپ کے اوصیاء کے بارے میں سوال) اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اپنے بارہ اوصیاء کے نام بتلاتے ونیز پیغمبر اسلام کے سامنے اس یہودی کے اسلام قبول کرنے کی روایت کی ہے،

جابر کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

(طوبی للمتقین علی محبتھم) (یعنی الائمۃ الاثنی عشر اُولئک الذین وصفھم اللہ فی کتابہ)

متقین کے لئے (آئمہ اثنا عشر) کی محبت میں خوشخبری ہے۔ یہی وہ لوگ ہیں جن کی خداوند عالم نے (ھدیً للمتقین الذین یومنون بالغیب) کہکر تعریف کی ہے

پھر خداوند عالم فرماتا ہے:

اُولئک حزب اللہ الا ان حزب اللہ ھم المفلحون)

ترجمہ: آگاہ ہو جاؤ کہ خداوند عالم ہی کا گروہ فلاح وبہبود پانیوالا ہے۔

(جب جندل نے پیغمبر اسلام کی زبانی آپ کے اوصیاء اور متقین کی تعریف سنی تو) بے ساختہ کہنے لگا۔ الحمد للہ الذی وفقنی لمعرفتھم [15] اس پروردگار کا شکر ہے کہ جس نے مجھے (آئمہ اثنا عشر) کی معرفت کی توفیق عطا کی۔

(پیغمبر اسلام کا آیت کریمہ (اولئک حزب اللہ الا ان حزب اللہ ھم المفلحون)، کے ذریعہ یہ استدلال فرمانا کہ شیعہ اہل بیت علیہم السلام۔ اور اہل بیتؑ کی محبت میں ثابت قدم (مومنین) اس آیت مذکورہ کے افراد اور مصداق ہیں اس بات پر دلیل ہے کہ آیت میں جتنے بھی اوصاف اور خصوصیات کا تذکرہ ہوا ہے وہ سب شیعیان اہل بیت علیہم السلام کے ہیں اس لئے آیت شریفہ میں کلمہ (اولئک) ان تمام حضرات کی جانب اشارہ ہے جن کے اوصاف گذر چکے ہیں۔

(چنانچہ آیت مذکورہ سے اس طرح نتیجہ برآمد ہو گا کہ)

شیعہ اہل بیت علیہم السلام ہی اللہ اور روز آخرت پر ایمان رکھنے والے ہیں:

شیعہ اہل بیتؑ وہی ہیں جو مخالفین خدا اور رسول سے دوستی نہ کرتے ہوں

۱۵ - ینابیع المودہ ص ۲۴۳

اگرچہ ایسے لوگ ان کے باپ، دادا یا بیٹے، پوتے یا بھائی اور کنبہ والے ہی کیوں نہ ہوں۔

شیعہ اہل بیتؑ ہی وہ ہیں کہ جن کے دلوں میں اللہ نے ایمان ثابت اور راسخ کر دیا ہے۔

شیعہ اہل بیتؑ ہی وہ حضرات ہیں کہ جن کی تائید خداوند عالم نے ان کی (روح) یعنی قرآن کے ذریعہ فرمائی۔

شیعہ اہل بیتؑ ہی وہ ہیں جن کو خداوند عالم جنّت کے (ایسے باغوں) میں داخل کرے گا جس کے نیچے نہریں بہہ رہی ہوں گی اور وہ اس میں ہمیشہ ہمیشہ رہیں گے۔

شیعہ اہل بیتؑ ہی وہ ہیں کہ خدا ان سے خوش ہوا اور یہ خدا سے خوش ہوئے اور یہی حضرات (ھم حزب اللہ ۔ ھم المفلحون) یعنی گروہ خدا۔ اور کامیاب (گروہ) کے مصداق ہیں ۔ اور جب پیغمبر اسلام نے فرمایا (اولئک) یعنی اہلبیتؑ کی محبّت میں ثابت قدم رہنے والے اس کے معنی ہوں گے کہ تمام اوصاف مذکورہ شیعیان اہل بیتؑ سے متعلق ہیں،

(مؤلف)

سورۃ الحشر

اس میں دو آیتیں ہیں

۱: ما افاء اللہ علی رسولہ من اھل القریٰ ۔ ۷/

۲: و یؤثرون علی انفسھم و لو کان بھم خصاصۃ ۔ ۹/

۱

مَا اَفَاءَ اللّٰهُ عَلٰى رَسُوْلِهٖ مِنْ اَهْلِ الْقُرٰى فَلِلّٰهِ وَلِلرَّسُوْلِ وَلِذِی الْقُرْبٰی ۔

ترجمہ:۔ خدا اپنے رسول کو جو کچھ بے لڑے بھڑے بستیوں کے (کافر) لوگوں سے دلوا دے وہ خاص خدا کے لئے ہے اور اس کے رسول کے لئے اور (رسول کے) قرابتداروں کے لئے ہے۔

علامہ بحرانی نے اس آیت کی تفسیر میں ثعلبی کی تفسیر سے ابن عباس کے واسطے سے روایت کی۔ ابن عباس کہتے کہ ان (اہل القریٰ سے مراد) قریظہ و نضیر جو کہ مدینہ سے تین میل کے فاصلے پر واقع ہے۔ اور فدک جو کہ مدینہ کے اطراف میں واقع ہے۔ خیبر اور قریہ عرینہ و ینبع ہے — (ان تمام بستیوں کو) خداوند عالم نے اپنے رسولؐ کے لئے قرار دیا آنحضرتؐ جس طرح چاہیں تصرف فرمائیں —— اور جب پیغمبر اسلام نے اس کو تقسیم فرمایا تو خداوند عالم نے آیت:۔

ما فآء اللہ علی رسولہ من اہل القریٰ فللہ
وللرسول ولذی القربیٰ [16] نازل فرمائی۔

۱۶۔ غایۃ المرام ص ۳۲۴

(قرابت رسول اللہ) صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بارے میں ابو جعفر بن جریر (الطبری)، (ولذی القربیٰ) کی تفسیر کرتے ہیں کہ اس سے رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے قرابتدار مراد ہیں [17]

اور سمہودی نے اپنی کتاب (وفاء الوفاء) میں کہا ہے کہ اس سے مراد بزرگی ہے۔

واقدی نے کہا ہے کہ قبیلہ بنی نضیر کا ایک عالم جب پیغمبر اسلام پر ایمان لایا تو اس نے اپنے (تمام) مال کو جو سات عدد باغات پر مشتمل تھا رسول اللہ، (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کو دے دیا۔

اور زبالہ نے محمد بن کعب سے روایت کی کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صدقات ایک دولت مند یہودی کا مال تھا۔ جنگ اُحُد کے دن اس یہودی نے بقیہ دیگر یہودیوں سے کہا کہ۔ تم لوگ محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی مدد کیوں نہیں کرتے۔ خدا کی قسم تم یہ بھی جانتے ہو کہ (پیغمبر محمد) کی مدد کرنا حق ہے۔ ان لوگوں نے جواب دیا کہ آج ہفتہ کا روز ہے۔ (اس نے کہا کہ تمہارے لئے کوئی ہفتہ کا روز نہیں ہے۔ یہ کہہ کر تلوار اٹھا کر رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے ساتھ ہو لیا اور آنحضرت کی ہمراہی میں جہاد کرنا شروع کیا یہاں تک کہ شدید زخمی ہو گیا۔ اور جب اس کا وقت وفات قریب پہونچا تو اس نے کہا کہ میں اپنا (تمام) مال محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیتا ہوں

۱۷۔ جامع البیان فی تفسیر القرآن / سورۃ الحشر کی تفسیر کے ذیل میں

آپ جس طرح چاہیں تصرف فرمائیں ۔ پس یہی تمام اموال پیغمبر اسلام (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)، کے صدقات قرار پائے۔

اور جس مال کی (اس شخص) نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لئے وصیت فرمائی وہ سات عدد باغ۔ (۱)، الدال (۲) برقہ (۳) الصافیہ (۴)، مثیب (۵) مشربہ ام ابراہیم (۶) لاعواف (۷) حسنیٰ تھے۔ ان تمام باغات کو آنحضرت (صلے اللہ علیہ وسلم نے فاطمہ (سلام اللہ علیھا) کیلئے خصوصیت سے وقف کردیا۔ پیغمبر اسلام مذکو باغات سے صرف اپنے اور اپنے مہمانوں کے لئے خرچ لیا کرتے تھے۔ پھر شہزادی فاطمہ الزہرا نے اپنی، وفات کے وقت تمام باغات اور جو کچھ بھی اس وقت آپ کے پاس موجود تھا۔ سب کی وصیت امیر المومنین علی بن علی علیہ السلام کو وصیت فرمائی۔ [۱۸]

۱۸۔ وفاء الوفا / جلد (۲) ص ۱۵۳

۲

وَيُؤْثِرُوْنَ عَلٰى اَنْفُسِهِمْ وَلَوْكَانَ بِهِمْ خَصَاصَةٌ وَمَنْ يُوْقَ شُحَّ نَفْسِهٖ ٥ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ۔ الحشر /۹

ترجمہ:۔ اور یہ لوگ دوسروں کو اپنے نفسوں پر مقدم رکھتے ہیں خواہ ان کے ساتھ فقر و فاقہ ہی (کیوں نہ لگا ہو) اور جن لوگوں کو ان کے نفس کی کنجوسی سے محفوظ کر دیا جائے تو درحقیقت ایسے ہی لوگ فلاح پانے والے ہیں۔

حافظ الحکانی (الحنفی) روایت کرتے ہیں کہ ہمیں ابو عبداللہ الشیرازی نے (اپنی سند کے ذریعہ) ابی ہریرہ کے واسطے سے خبر دی:۔

ابو ہریرہ کہتے ہیں کہ ایک شخص نے رسول اللہ (صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی خدمت میں اپنی گرسنگی کی شکایت کی۔ چنانچہ آنحضرتؐ اس شخص کو اپنی ازاوج کے گھر بھیجا۔ آنحضرتؐ کی ازواج نے کہا ہمارے یہاں کچھ نہیں ہے پس آپ نے فرمایا کہ اس رات اس شخص کی مہمانی کون کریگا۔؟

علیؑ نے فرمایا یا رسول (اس خدمت کے لئے) میں حاضر ہوں

چنانچہ علیؑ۔ فاطمہ سلام اللہ علیہا۔ کے پاس آئے اور شہزادی کو اس واقعہ کی

خبر دی۔ شہزادی نے فرمایا ہمارے پاس ایک بچے کی خوراک کے علاوہ کچھ نہیں لیکن ہم اپنے نفس پر اپنے مہمان کو مقدم کرتے ہیں۔

علیؑ نے فاطمہ زہرا سلام اللہ کو حکم دیا کہ تم بچوں کو سلاؤ اور میں مہمان کے لئے چراغ گل کئے دیتا ہوں۔ شہزادی نے بچوں کو سلایا اور مہمان نے کھانا تناول کیا۔ جب صبح ہوئی تو خداوند عالم نے (اہلبیت) علیہم السلام پر آیت۔ (وَيُؤْثِرُونَ عَلَىٰ أَنفُسِهِمْ[19]) نازل فرمائی۔

حافظ الحکانی (الحنفی) اسی طرح کی (ایک دوسری) روایت کرتے ہیں کہ ہمیں عقیل نے (اپنی سند کے ساتھ) مجاہد کے واسطے سے قول خداوند عالم (وَيُؤْثِرُونَ عَلَىٰ أَنفُسِهِمْ وَلَوْ كَانَ بِهِمْ خَصَاصَةٌ) کے بارے میں ابن عباس سے روایت کی۔ ابن عباس کہتے ہیں:۔

نزلت فی علی و فاطمہ والحسن والحسین علیہم السّلام[20]

یہ آیت علی و فاطمہ و حسن و حسین علیہم السلام کے بارے میں نازل ہوئی۔

---

[19]۔ شواہد التنزیل / جلد (۲) ص ۲۴۶

[20]۔ شواہد التنزیل / جلد (۲) ص ۲۴۷

سورۃ الصف

اس میں دو آیتیں ہیں

۱۔ یریدون لیطفئوا نور اللّٰہ بافواھھم / ۸/

۲۔ ھو الذی ارسل رسولہ بالھدیٰ ودین الحق۔ ۹/

۱

يُرِيدُونَ لِيُطْفِئُوا نُورَ اللَّهِ بِأَفْوَاهِهِمْ
وَاللَّهُ مُتِمُّ نُورِهِ وَلَوْ كَرِهَ الْكَافِرُونَ /الصف/۸

ترجمہ:۔ یہ چاہتے ہیں کہ اللہ کے نور کو اپنے دہنوں سے (پھونک مار مار کر) بجھادیں اور اللہ اپنے نور کو تمام کر کے رہے گا چاہے کافر لوگ (اسے) ناپسند ہی (کیوں نہ) کریں۔

حافظ القندوزی (الحنفی) اس آیت کی تفسیر علی بن الحسین علیہم السلام سے اس طرح کرتے ہیں:۔

یریدون لیطفئوا نور اللہ بافواھھم واللہ متم نورہ۔

امام علیہ السلام نے فرمایا:۔

ان اللہ متمم الامامة وھی نورٌ۔ وذالک قولہ تعالیٰ۔ (فامنوا باللہ ورسولہ والنور الذی انزلنا۔ ثم قال النور ھوالامام۔ ۲۱؎

۲۱؎ ۔ ینابیع المودہ

(یقیناً اللہ (عہدہ) امامت کو تمام کرکے رہے گا جو کہ نور ہے۔ اور اسی وجہ سے خداوند عالم ارشاد فرماتا ہے کہ (ایمان لاؤ اللہ پر اور اس کے رسول پر اور اس نور پر جس کو ہم نے نازل کیا)

پھر امامؑ نے فرمایا۔ (آیت میں) نور سے مراد امام ہے۔

۲

هُوَ الَّذِیْ اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ بِالْهُدٰی وَ
دِیْنِ الْحَقِّ لِیُظْهِرَهٗ عَلَی الدِّیْنِ كُلِّهٖ
وَلَوْ كَرِهَ الْمُشْرِكُوْنَ ۔ الصف ۔ ۹/

ترجمہ:۔ وہ وہی تو ہے جس نے اپنے رسول کو (مجسم) ہدایت (قران) اور (برحق دین اسلام) دے کر اس لئے بھیجا ہے تاکہ اسے تمام دینوں پر غالب بنا دے چاہے مشرک لوگ (اس سے) ناخوش ہی (کیوں نہ) ہوں ۔

حافظ سلیمان القندوزی (الحنفی) روایت کرتے ہیں کہ ۔ امام جعفر الصادق علیہ السلام سے آیت کریمہ (هوالذی ارسل رسوله بالهدی و دین الحق لیظهره علی الدّین کله ولوکره المشرکون) کی روایت کی گئی ۔

امام علیہ السلام نے فرمایا ۔ خدا کی قسم (اس آیت) کی تاویل اس وقت تک پوری نہیں ہوگی جب تک کہ قائم المہدیؑ ظہور نہ کرے (اور) جب قائم کا ظہور ہوگا تو ایسا مشرک نہ ہوگا جس کو آپ کا ظہور فرمانا شاق نہ ہو ۔ اور کوئی

بھی کافر بغیر قتل ہوئے نہ بچ سکے گا ۔ یہاں تک کہ اگر کوئی کافر پتھر میں (چھپا ہو تو وہی پتھر پکار کر کہے گا ۔ اے مومن میرے اندر کافر پوشیدہ ہے پس مجھے توڑ کر اس کافر کو قتل کر دے ۔ [۲۲]

(یہی آیت کریمہ دو سوروں (۱) سورہ توبہ، (۲) سورۃ الصف) میں مکرر بیان ہوئی ہے اور ہم نے بھی اس آیت کو قرآن کریم کی تاسی و پیروی کرتے ہوئے دونوں جگہ ذکر کیا ہے تاکہ (حقیقت) کا طلب گار اس تک پہونچ جائے کہ کس مقام پر اس کی بحث کی گئی ہے ۔ اور دوسری وجہ یہ ہے کہ قرآن حکیم کی یہ دو مستقل آئتیں ہیں نہ کہ ایک ۔

اور سورہ توبہ میں ہم نے خدا کے حکم سے امام مہدی علیہ السلام کے زمانے میں ۔ پتھر سے کلام صادر ہونے سے متعلق حیرت و استعجاب کو بھی (بخوبی) دور کر دیا ہے لہذا مزید معلومات کے لئے سورہ توبہ کی اسی آیت کی طرف مراجعہ کیا جائے ۔)

(مؤلف)

---

۲۲ ۔ ینابیع المودہ / ص ۵۰۸

سُوْرَۃُ الْجُمُعَۃِ

اس میں ایک آیت ہے

۱۔ وَاِذَا رَاَوْا تِجَارَۃً او لهواً
انفضوا الیها ۔ ۱۱/

(۱)

وَاِذَا رَاَوْا تِجَارَۃً اَوْ لَهْوًا اِنْفَضُّوْا
اِلَيْهَا وَتَرَكُوْكَ قَآئِمًا قُلْ مَا عِنْدَ
اللّٰهِ خَيْرٌ مِّنَ اللَّهْوِ وَمِنَ التِّجَارَةِ
وَاللّٰهُ خَيْرُ الرّٰزِقِيْنَ ۔ / الجمعہ/۱۱

ترجمہ:۔ (ان سے) کہدو کہ خدا کے یہاں جو چیزیں ہیں وہ کھیل (تماشے) اور سوداگری سے (کہیں زیادہ) بہتر ہیں اور اللہ تمام رزق دینے والوں سے بہتر (رزق دینے والا) ہے۔

علامہ بحرانی (قدس سرہ) تفسیر مجاہد وابی یوسف یعقوب ابن سفیان کے ذریعہ ابن عباس سے آیت کریمہ:۔ (واذا راوا تجارۃً اولهواً انفضوا الیها وترکوک قائماً) کی روایت کرتے ہیں۔

ابن عباس کہتے ہیں۔ کہ جمعہ کے روز دحیۃ الکلبی (ملک) شام سے مدینہ کے ایک مقام (احجار الزیت) پہونچا۔ اور اس نے لوگوں کو اپنے پہنچنے کی خبر دینے کے لئے ڈھول بجانا شروع کیا چنانچہ۔ علیؑ حسنؑ وحسینؑ وفاطمہؑ سلیمان واباذر ومقداد۔ وصہیب کے علاوہ سب لوگ پیغمبر کو خطبہ فرماتے

ہوئے چھوڑ کر دحیۃ الکلبی کی جانب دوڑ پڑے۔

اس وقت آنحضرت (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے ارشاد فرمایا کہ خداوند عالم نے جمعہ کے روز میری مسجد پر نظر کی۔ پس اگر یہ آٹھ حضرات (مذکورہ) میری مسجد میں بیٹھے نہ رہتے تو مدینہ کے باشندوں پر آگ کا عذاب نازل ہوتا اور ان پر قوم لوط کی طرح پتھروں کی بارش ہوتی۔ [۲۳]

آیت کا پہلا ٹکڑا فرار کر جانے والے لوگوں سے متعلق ہے۔

اور دوسرے ٹکڑے میں آٹھ ۸ بیٹھے رہنے والوں کی طرف اشارہ ہے اور یہی وہ حضرات ہیں جن کو خداوند عالم وہاں پر بیٹھے رہنے کے سبب رزق عطا کر رہا ہے۔

۲۳۔ غایۃ المرام / ص۴۱۲

سورۃ التغابن

اس میں ایک آیت ہے

۱۔ فَاٰمِنُوا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَالنُّوْرِ الَّذِیْ اَنْزَلْنَا۔

۱

فَاٰمنوا بِاللّٰہِ وَرَسُوْلِہٖ والنُّوْرِ الَّذِیْٓ اَنْزَلْنَاؕ وَاللّٰہُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِیْرٌ۔ / التغابن / ۸

ترجمہ:۔ خدا تم پر اور اس کے رسول پر اور اس رسول پر ایمان لے آؤ جس کو (کسی اور نے نہیں) ہم نے نازل کیا ہے اور خدا جو کچھ تم کرتے ہو اس سے پوری طرح باخبر ہے۔

علامہ قبیسی نقل کرتے ہیں کہ امام الحافظ الطبری ابوجعفر محمد بن جریر اپنی کتاب (الولایۃ) میں زید بن ارقم کے حوالے سے روایت کرتے ہیں۔

زید بن ارقم کہتے ہیں کہ جب پیغمبر اسلام حجۃ الوداع کی واپسی سے مقام غدیر خم پہنچے ظہر کا وقت تھا اور گرمی شدت سے پڑ رہی تھی آپ نے سایہ دار درخت کے نیچے بیٹھنے اور نماز بجماعت کا حکم دیا۔ پس جب ہم سب اکٹھا جمع ہوئے تو آپ نے ایک خطبہ دیا اور خطبہ کے دوران فرمایا:۔۔۔

(معاشر الناس! اٰمنوا باللّٰہِ ورسولہ و النور الذی انزلنا)

اے لوگو! تم اللہ اور اس کے رسول پر اور اس نور پر جس کو ہم نے

نازل کیا ایمان لے آؤ۔

پھر آپ نے فرمایا:۔۔۔

النور من اللّٰہِ فیَّ۔ ثم فی علی۔ ثم فی النسل منہ الی القائم المھدی۔ ۲۴ھ

اللہ کا نور میری (ذات میں) پھر علی میں اور علی کی نسل میں قائم المہدی تک موجود ہے

۲۴ھ۔ کتاب (ماذا فی التاریخ) جلد (۳) ص ۱۴۵ ۔ ص ۱۴۷

۱

فَاٰمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَالنُّوْرِ الَّذِیْ اَنْزَلْنَا وَاللّٰهُ بِمَا تعلمون خَبِیْرٌ

ترجمہ:- تم خدا پر اور اس کے رسول پر اور اس نور پر ایمان لے آؤ جس کو (کسی اور نے نہیں) ہم نے نازل کیا ہے اور خدا جو کچھ کرتے ہو اس سے پوری طرح باخبر ہے۔

حافظ القندوزی (الحنفی)، روایت کرتے ہیں کہ بن الحسین علیہما السلام سے قول خداوند عالم۔ فَاٰمِنُوْا باللّٰہِ ورسولہ والنور الذی انزلنا) کے بارے میں روایت کی گئی آپ نے نور کی تفسیر اس طرح بیان فرمائی:-

(قال: النور ھو القائم ۔ ۲۵ھ) یعنی نور سے مراد امامؑ ہیں)

(چنانچہ آیت کریمہ کے معنیٰ اس طرح ہوں گے: کہ ا

کہ ایمان لاؤ اللہ پر اور اس کے رسول پر اور امامؑ پر۔

اور آیت کریمہ میں کلمہ (اَنْزَلْنَا) اس اعتبار سے ہے کہ (وہ نور) اللہ کی جانب سے آیا ہے۔ اللہ ہر چیز سے بلند و اعلیٰ ہے لہٰذا ضروری ہے کہ

۲۵ھ - ینابیع المودہ

اللہ کی جانب سے آنے والی ہر چیز نازل ہی ہو تاکہ لوگوں تک پہنچ سکے چنانچہ اس بارے میں قرآن کی بہت سی آیتیں موجود ہیں۔ مثلاً۔ قولہ تعالےٰ

(وانزلنا الحدید) ۲۶ھ

وقولہ تعالیٰ (وقل رب انزلنی) ۲۷ھ

وقولہ تعالیٰ (ونتزل الملائکۃ تنزیلاً) ۲۸ھ وغیرہ وغیرہ)

(مؤلف)

۲۶ھ - سورۃ الحدید - آیت/ ۲۵

۲۷ھ - سورۃ المومنون - آیت ۲۹

۲۸ھ - سورۃ الفرقان آیت ۲۵

سُوۡرۃُ التَّحۡرِیۡمِ

اس میں دو آیتیں ہیں۔

۱:۔ وان تظاھر علیہ فان اللہ ھُوَ
مولاہ وجبریل وصالح المؤمنین۔ /۴
۲:۔ یوم لا یخزی اللہُ النبی والذین
اٰمنوا معہ۔ /۸

(۱)

وَاِنۡ تَظٰهَرَا عَلَيۡهِ فَاِنَّ اللّٰهَ هُوَ مَوۡلٰٮهُ
وَجِبۡرِيۡلُ وَصَالِحُ الۡمُؤۡمِنِيۡنَ وَالۡمَلٰٓـئِكَةُ
بَعۡدَ ذٰلِكَ ظَهِيۡرٌ۔ / التحریم / ۴

ترجمہ:۔ اگر تم دونوں (اسی طرح) اس (رسول) کی مخالفت میں ایک دوسرے کی مدد کرتی رہو گی تو (کوئی پرواہ کی بات نہیں کیونکہ) اسس کا مددگا اللہ ہے اور جبریل ہے اور ایمان داروں میں ایک نیک (ترین) شخص اور ان کے بعد تمام فرشتے (اس کے) مددگار ہیں۔

حافظ القندوزی (الحنفی) روایت کرتے ہیں کہ اسماء بنت عمیس سے روایت ہے۔ اسماء کہتی ہیں جب آیت:۔ وان تظٰھرا علیہ فان اللہ ھو مولاہ جبریل۔ الخ۔ نازل ہوئی تو پیغمبر اسلام نے علی علیہ السلام سے فرمایا اے علی کیا میں تمہیں بشارت دوں؟ تمہارا نام جبرئیل کے ہمراہ ذکر ہوا ہے پھر آپنے اس آیت کی تلاوت فرمائی اور فرمایا:۔

فَاَنۡتَ وَالۡمُؤۡمِنُوۡنَ مِنۡ اَهۡلِ بَيۡتِكَ الصَّالِحُوۡنَ۔ [۲۹]

اے علی تم اور تمہارے گھر کے مومنین۔ صالحین ہیں۔

۲۹ھ - ینابیع المودہ صہ ۹۳

۲

یَوْمَ لَا یُخْزِی اللّٰہُ النَّبِیَّ وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا مَعَہٗ نُوْرُھُمْ یَسْعٰی بَیْنَ اَیْدِیْھِمْ وَبِاَیْمَانِھِمْ یَقُوْلُوْنَ رَبَّنَا اَتْمِمْ لَنَا نُوْرَنَا وَاغْفِرْ لَنَا اِنَّکَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ ۔ التحریم / ۸

ترجمہ :۔ جس دن خدا (اپنے) نبی کو اور ان لوگوں کو جو ان کے ساتھ ایمان لائے ہیں رسوا نہیں کرے گا (اور) ان کا نور ان کے آگے اور ان کی داہنی جانب (روشنی کرتا ہوا) چل رہا ہوگا اور وہ یہ کہہ رہے ہوں گے کہ اے ہمارے پروردگار تو ہمارے اس نور کو ہمارے لئے آخر وقت تک برقرار رکھ اور (ہمارے گناہ) بخش دے بیشک تو ہر چیز پر پوری پوری قدرت رکھنے والا ہے۔

علامہ بحرانی (قدس سرہ) شہر بن آشوب سے ابن عطا کی تفسیر کے ذریعہ ابن عباس سے قول خداوند عالم :۔ یَوْمَ لَا یُخْزِی اللّٰہُ النَّبِیَّ وَالَّذِیْنَ الیٰ آخرہ ۔ کی روایت اسطرح کرتے ہیں۔

یوم لا یخزی اللّٰہ النبی ـــ (یعنی) خداوند عالم محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) پر عذاب نہیں کرے گا۔

والذین اٰمنوا معہ ـــ (یعنی اللہ) علیؑ بن ابی طالب و فاطمہؑ و حسنؑ و حسینؑ اور حمزہ و جعفر پر عذاب نہیں کرے گا۔

نورھم یسعی ـــ پل صراط پر علی و فاطمہ علیہما السلام کے سبب۔ دنیا کی روشنی سے ستر گنا زیادہ روشنی ہوگی۔ پس علیؑ و فاطمہؑ کا نور روشنی کرتا ہوا چلے گا۔

عَنْ اَیْمَانِھِمْ ـــ (اور وہ اس نور کے ساتھ ساتھ چل رہے ہوں گے) چنانچہ آل محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کا پہلا گروہ ہوگا جو کہ بجلی کی تیز رفتاری کی طرح پل صراط سے گذر جائے گا۔ پھر دوسرے لوگ گھوڑے کی طرح دوڑتے گذر جائیں گے۔ پھر ایک گروہ اس طرح گذریگا جس طرح پیروں سے بندھا ہوا گھوڑا دوڑتا ہے۔ پھر ایک گروہ بیٹھ کر چلے گا۔ پھر ایک گروہ کہنیوں کے بل (زمین) پر چلے گا (پل صراط) میں خداوند عالم مومنین کے لئے وسعت اور گنہگاروں کے لئے تنگی قرار دے گا۔ خداوند عالم فرماتا ہے ـــ

یقولون ربنا اتمم لنا نورنا)

ترجمہ :۔ (ہمارے پروردگار ہمارے اس نور کو آخر وقت تک برقرار رکھ۔)

حتی یختار بہ علی الصراط

تاکہ ہم پل صراط سے اس نور کے سبب گذر جائیں

ابن عباس کہتے ہیں ـــــ (پس اسی دوران) امیرالمومنین علی (ابن ابی طالبؑ) سبز زمرد کی محمل میں گذریں گے اور ان کے ہمراہ یاقوت سرخ کی محمل میں فاطمہ زہراؑ ہوں گی۔ جن کے ہمراہ ستر ہزار برق کی طرح روشن حوریں ہونگی ہیں۔[۳۰]

۲۴۔ غایۃ المرام / ص ۴۳۶

سورۃ الجن

اس میں ایک آیت ہے

۱:۔ حتی اذا راوا ما یوعدون /۲۴

۱

حَتّٰی اِذَا رَاَوْا مَا یُوْعَدُوْنَ فَسَیَعْلَمُوْنَ
مَنْ اَضْعَفُ نَاصِرًا وَّاَقَلُّ عَدَدًا / ۲۴/ الجن

ترجمہ:۔ (مگر یہ کافر اپنے کفر سے باز نہ آئیں گے) تا اینکہ یہ جب اس (عذاب) کو دیکھیں گے جس کا ان سے وعدہ کیا جا رہا ہے تو (اس وقت) بلا شبہ یہ اس بات کو جان لیں گے کہ کون مددگاروں کی حیثیت سے کمزور تر اور (اعانت کرنے والوں کی) تعداد کے لحاظ سے قلیل تر ہے۔

حافظ سلیمان القندوزی (الحنفی) روایت کرتے ہیں کہ۔ محمد بن الفضیل کے واسطے سے علی بن الحسین (علیہما السّلام) سے قول خداوند عالم:۔ (حتی اذا راوا ما یوعدون فسیعلمون مَنْ اضعف ناصراً وَاقلُّ عدداً) کی روایت کی گئی آپ نے فرمایا آیت میں (ما یوعدون) سے قائم المہدی اور آپ کے اصحاب و انصار مراد ہیں (اس لئے کہ) جب قائم المہدیؑ کا ظہور ہوگا تو آپ کے دشمن ضعیف اور کمتر عدد والے ہوں گے[۲۵]

۲۵ھ۔ ینابیع المودہ / ص ۵۱۵

سورۃ المزمل

اس میں ایک آیت ہے

۱:۔ اِنَّ ھٰذِہٖ تَذْکِرَۃٌ فَمَنْ شَآءَ
اتَّخَذَ اِلٰی رَبِّہٖ سَبِیْلًا / ۱۹

۱

اِنَّ هٰذِهٖ تَذْكِرَةٌ فَمَنْ شَآءَ اتَّخَذَ
اِلٰى رَبِّهٖ سَبِيلًا ۔ /المزمل /۱۹/

ترجمہ:۔ بیشک یہ (جو کچھ کہا گیا) سراسر نصیحت ہے سو جو چاہے (اس سے متاثر ہو کر) اپنے پروردگار تک (پہنچنے کے لئے ایمان کا) راستہ اختیار کرے۔

حافظ فقیہ الشافعی ابن حجر الہیثمی کی سند سے پیغمبر اسلام (صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم) سے روایت کرتے ہیں آنحضرتؐ نے فرمایا:۔

انا واهل بيتى شجرةٍ فى الجنّةِ واغصانها
فى الدنيا۔ فَمَنْ تمسَّكَ بنا۔ اتخذ اِلى
رَبِّهٖ سبيلاً۔ [۲۶]

میں اور میرے اہل بیتؑ جنت میں ایک (ایسا) درخت ہیں کہ جس کی ساخیں دنیا میں پھیلی ہوئی پس جس نے بھی ہم (اہل بیتؑ) سے وابستگی اختیار کی اس نے اپنے پروردگار کی طرف راستہ اختیار کیا۔

۲۶۔

سُورَةُ المُدَّثِّر

اس میں چھ آیتیں ہیں

۱-۳:۔ فاذا نقر فى الناقور (تا) غير
يسير۔ /۸-۱۰)
۴-۶:۔ كل نفسٍ بما كسبت رهينة
(تا) فى جناتٍ يتساءلون۔ /۲۷-۴۰

۱۳

فَإِذَا نُقِرَ فِي النَّاقُورِ ۝ فَذَٰلِكَ يَوْمَئِذٍ يَوْمٌ عَسِيرٌ ۝ عَلَى الْكَافِرِينَ غَيْرُ يَسِيرٍ -
(المدثر/۸--۱۰)

ترجمہ :- پس جب صور پھونکا جائے گا تو جس دن ایسا ہوگا وہ دن ان کافروں کے لئے ایسا سخت ہوگا جس میں ذرا بھی آسانی نہ ہوگی۔

حافظ القندوزی (الحنفی) کہتے ہیں کہ مفضل بن عمر کے واسطے سے امام صادق علیہ السلام سے اس آیت کی روایت کی گئی ہے۔

امام صادق علیہ السلام نے فرمایا ہے

اذا نُودِیَ فِی اُذُنِ القائم بالاذن فی قیامة فیقوم - فذالک الیوم عسیرٌ علی الکافرین ــــ والقراٰن ضربُ فیه الامثال ونحن نعلمه فلا یعلمه غیرُنا - [۲۷]

جب قائم المہدی کو قیام کرنے کے لئے ندا دی جائے گی تو

۲۷ - ینابیع المودہ ص ۱۵۱

آپ قیام فرمائیں گے اور یہی روز کافروں پر (بہت) شدید ہوگا اور قرآن میں تو اس کی مثالیں پیش کی گئی ہیں۔ جس کو صرف (ہم اہل بیتؑ) ہی جانتے ہیں ہمارے علاوہ اور کوئی نہیں جانتا۔

[یقیناً قرآن کے بارے اہل بیتؑ ہی جانتے ہیں ان کے علاوہ کوئی نہیں جانتا۔ اس لئے کہ یہ اہل بیت ہیں۔ اور ان کے علاوہ کوئی اہل بیت نہیں ہے۔ اور اہل بیت اپنے گھر کی باتوں کو بخوبی جانتے ہیں۔ اہل بیت کے علاوہ ان چیزوں کا علم کسی کے بھی پاس نہیں ہے۔]

(مؤلف)

٦۴

كُلُّ نَفْسٍ بِمَا كَسَبَتْ رَهِينَةٌ ۝ اِلَّا اَصْحٰبَ الْيَمِينِ ۝ فِي جَنّٰتٍ يَتَسَآءَلُونَ ۔ ۳۸/ ۔ ۴۰/ المدثر

ترجمہ:۔ ہر شخص جو (برے) اعمال اس نے کئے ہیں ان کی پاداش میں (دوزخ میں) محبوس ہوگا مگر جن لوگوں کو ان کے داہنے ہاتھوں میں نامہائے اعمال ملیں گے وہ بہشتوں میں سوال کر رہے ہوں گے۔

حافظ عبید اللہ بن عبد الرحمٰن الحاکم الحکانی (الحنفی) روایت کرتے ہیں کہ ہمیں عبد الرحمن بن الحسن الحافظ نے (سند مذکورہ کے ذریعہ) امام محمد باقرؑ سے قولہ تعالیٰ۔ (اِلَّآ اَصْحٰبَ الْيَمِيْنِ) [۲۸] کے بارے میں روایت کی گئی امام علیہ السلام نے فرمایا:۔

نَحْنُ وَ شِيْعَتُنَا اَصْحَابُ الْيَمِينِ

ہم اور ہمارے شیعہ اصحاب الیمین ہیں۔

(اس طرح کی ایک حدیث پہلے بھی گذر چکی ہے)

ایک اور حدیث میں عبید اللہ بن عبد اللہ الحاکم (الحنفی) نے امام محمد باقرؑ

۲۸ ۔ شواہد التنزیل / جلد (۲) / ص ۲۹۳

سے اس طرح نقل کیا ہے:۔ ھم شیعتنا اھل البیت ۔ [۲۹]

" اصحاب الیمین ہم اہل بیتؑ کے شیعہ ہیں ۔ "

۲۹ ۔ شواہد التنزیل جلد (۲) ص ۲۹۳

سورۃ الدھر

اس میں ایک آیت ہے

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

۱۔ ھَلْ اَتٰی عَلَی الانسان حِیْنٌ مِّنَ
الدَّھْرِ لَمْ یَکُنْ شَیْئًا مَّذْکُوْرًاo

۱

ھَلْ اَتٰی عَلَی الانسان حِیْنٌ مِّنَ الدَّھْرِ
لَمْ یَکُنْ شَیْئًا مَّذْکُوْرًاo / الدھر / ۱

علامہ بحرانی (قدس سرہ) عالم (حنفی) موفق بن احمد الخوارزمی سے (اسناد مذکورہ کے ذریعہ) سورۃ الدھر کی شان نزول کے بارے میں ابن عباس سے روایت کرتے ہیں۔

ابن عباس کہتے ہیں کہ جب حسنین علیہما السلام مریض ہوئے تو آپ کے نانا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) اور آپ کے ہمراہ ابوبکر و عمر عیادت کے لئے آئے۔ اور بقیہ لوگوں نے بھی حسنین علیہما السلام عیادت کی آنحضرت نے فرمایا علیؑ اگر تم اپنے بچوں کے لئے نذر مان لو تو (کیا ہی بہتر ہے) (اور جب نذر کو پورا نہ کیا جائے تو وہ نذر ہی کیا) چنانچہ علیؑ نے فرمایا اگر میرے بچے صحت یاب ہوگئے تو میں شکر خدا کے تین روزے رکھوں گا۔ اور اسی طرح کی نذر فاطمہؑ نے بھی کی۔ اور گھر کی کنیز فضہ نے بھی مان لی اگر میرے سردار صحت یاب ہوئے تو میں خدا کے شکر کے تین روزے رکھونگی۔ خداوند عالم نے شہزادوں کو شفا

دی ۔ لیکن اس وقت آل محمدؐ کے پاس کم وبیش کچھ نہ تھا ۔ چنانچہ علیؑ شمعون (الیہودی) یہودی کے یہاں پہونچے اور تین صاع جو قرض لیکر آئے فاطمہؑ نے جو پیس کر پانچ عدد روٹیاں پکائیں ۔ جن میں سے ہر ایک کے لئے ایک روٹی تھی ۔ علیؑ نے نماز (مغربین) پیغمبر اسلام کے ساتھ پڑی گھر تشریف لائے (افطار کے لئے) کھانا رکھا گیا اسی وقت دروازے پر ایک مسکین آکر کہنے لگا :۔

(السلام علیک یا اھل بیت محمد ۔ مسکین من مساکین المسلمین اطعمونی شیئاً اطعمکم اللہُ من موائد الجنۃ)

اے اہل بیت محمدؐ ۔ تم پر میرا سلام ہو ۔ میں مسلمانوں کے مسکینوں سے ایک مسکین ہوں مجھے کھانا کھلاؤ خدا تمہیں جنّت کے کھانے کھلائیگا ۔

سب نے اپنا کھانا اس مسکین کو دے دیا صرف پانی سے افطار کیا (رات اور دن یونہی بھوکے رہے ۔)

جب دوسرا روز ہوا تو فاطمہؑ نے جو پیس کر اس کی روٹیاں پکائیں ۔ علیؑ نے پیغمبر اسلام کے ساتھ نماز ادا کی پھر گھر آئے کھانا رکھا گیا اسی وقت ایک یتیم سائل دروازے پر آکر بولا ۔

السلام علیکم یا اھل بیت محمد انا یتیم من اولاد المھاجرین استشھد والدی یوم العقبۃ ، اطعمونی اطعمکم اللہ علی موائد الجنۃ ۔

اے اہل بیت محمدؐ تم پر میرا سلام ہو میں مہاجرین کی اولاد میں سے ایک یتیم ہوں، عقبہ کے روز میرا باپ شہید ہوگیا تھا مجھے کھانا کھلایئے ۔ خداوند عالم تمھیں جنّت کے دسترخوان پر کھانا کھلائے گا

چنانچہ اہل بیتؑ نے کھانا سائل کو دیدیا اور خود پانی سے افطار کیا اسطرح دو دن اور دو راتیں گذریں ۔

تیسرے روز ہوا تو فاطمہؑ نے جو پیس کر روٹیاں پکائیں علیؑ نے نماز (مغربین) رسول کے ہمراہ پڑھی اور گھر تشریف لائے (افطار کے لئے) کھانا رکھا گیا ۔ اتنے ہی ایک قیدی دروازے پر آکر کہنے لگا :۔

السلام علیک یا اھل بیت محمد ۔ تاسرونا و تسدونا ولا تطعمونا ۔؟ اطعمونی فانی اسیرُ محمد اطعمکم اللہ علی موائد الجنۃ)

اے اہل بیت محمدؐ مجھے اسیر بنا گیا اور مجھ پر (راہ) مسدود کی گئی اور مجھے کھانا نہیں ملا ہے ؟ لہذا مجھے کھانا کھلاؤ اس لئے کہ میں محمدؐ کا قیدی ہوں خداوند عالم تمھیں جنّت کے دسترخوان پر کھانا کھلائے گا ۔

اہل بیتؑ نے تمام کھانا اس قیدی کو دے دیا اور تین رات دن صرف پانی سے افطار کیا ۔

اہل بیتؑ جب نذر پوری کر چکے اور چوتھا روز ہوا تو علیؑ نے دائیں ہاتھ سے حسنؑ اور بائیں ہاتھ سے حسینؑ کو پکڑے ہوئے رسول اللہؐ کی خدمت میں پہنچے

جب کہ آپ شدت گرسنگی سے کانپ رہے تھے۔ جیسے ہی رسول اللہ کی نظر پڑی کہنے لگے تمہاری حالت دیکھ کر مجھ پر بہت شاق گذرا چلو اپنی بیٹی فاطمہؑ کے یہاں چلتے ہیں جب آپ فاطمہ علیہا السلام کے گھر پہنچے اس وقت آپ محراب عبادت میں مشغول نماز تھیں۔ آپ کی بھوک کی شدت سے آنکھوں میں حلقے پڑے ہوئے تھے اور شکم پشت سے لگا ہوا تھا۔ رسول اسلام نے اپنی بیٹی کی جب یہ حالت دیکھی تو خدا سے فرمایا۔ واغوثاہ۔ یااللہ۔ اے اللہ میرے اہلبیت بھوک کے سبب مرے جا رہے ہیں۔ پس جبرئیل سورۂ دہر کی تلاوت کرتے ہوئے نازل ہوئے:-

(ھل اتی علی الانسان حینٌ من الدھر لم یکن شیئًا مذکورًا) تا (انما نطعمکم لوجہ اللہ لا نرید منکم جزآءً ولا شکورًا) تا آخر السورۃ ۳۰

اور قرطبی نے اپنی تفسیر (الجامعۃ الاحکام القرآن) میں اسی طرح بلکہ اس سے بھی زیادہ تفصیل کے ساتھ۔ نقاس۔ وثعلبی وقشیری اور بہت سے مفسرین سے لیث کی سند کے ساتھ مجاہد کے واسطے سے ابن عباس کی حدیث بیان کی ہے۔ ۳۱

اور (نظام الدین) نیشاپوری اپنی تفسیر (غرائب القرآن ورغائب الفرقان)

۳۰ - غایۃ المرام / ص ۳۶۸

۳۱ - تفسیر القرطبی / سورۃ الدہر کی تفسیر میں

میں کہتے ہیں کہ۔ بیشک سورہ دہر اہلبیت محمدؐ کے بارے میں نازل ہوا۔ پھر کہتے ہیں اور روایت کی گئی ہے کہ ان راتوں میں آنے والا سائل جبرئیل تھا جو کہ حکم خدا سے اہلبیت علیہم السلام کا امتحان لینے آیا تھا۔ ۳۲

خازن نے اپنی تفسیر (لباب التاویل فی معانی التنزیل) میں ان آیات کی تفسیر اس طرح بیان کی ہے کہ۔ ابن عباس سے روایت ہے کہ یہ سورۃ علی بن ابی طالب علیہ السلام کے بارے میں نازل ہوا۔ علیؑ نے ایک یہودی کے یہاں مزدوری کی جس کی اجرت میں کچھ جَو حاصل کئے ایک تہائی حصے کی (فاطمہ زہرا) نے روٹیاں بنائیں جیسے ہی فارغ ہوئیں ایک مسکین نے آکر سوال کیا چنانچہ (اہل بیتؑ) نے تمام روٹیاں سائل کو دے دیں پھر آپ نے (دوسرے روز) دوسرے حصے کی روٹیاں پکائیں تو یتیم نے آکر سوال کریا چنانچہ تمام روٹیاں (اہلبیت) نے یتیم کو دے دیں شہزادی نے (تیسرے روز) آخری حصے کی روٹیاں بنائیں تو ایک مشرک قیدی نے آکر سوال کریا چنانچہ وہ تمام روٹیاں (اہلبیتؑ) نے اس قیدی کو دیدیں اور مسلسل (تین روز۔ اور۔ تین رات) اسی طرح گذار دیئے اس وقت یہ آیات نازل ہوئیں۔ ۳۳

تفسیر بغوی (معالم التنزیل) محمد حسین الفراء البغوی کی تالیف میں مجاہد اور عطأ کے ذریعہ ابن عباس سے اس طرح روایت کی گئی ہے کہ۔ بیشک سورہ

۳۲ - تفسیر نیشاپوری۔ حاشیہ تفسیر طبری۔ تفسیر سورۃ الدہر

۳۳ - تفسیر الخازن / تفسیر سورۃ الدہر۔

دہر علی کے بارے میں نازل ہوا۔ اس لئے کہ آپ نے ایک یہودی کے یہاں مزدوری سے کچھ جو حاصل کئے اور ایک حصے سے روٹیاں بنائیں اتنے ہی میں ایک مسکین نے آکر سوال کیا تمام (روٹیاں) اس کو دے دی گئیں۔ اس کے بعد آپ نے دوسرے حصے کی روٹیاں بنائیں فوراً ہی ایک یتیم نے آکر سوال کیا چنانچہ تمام کھانا اسکو دیدیا گیا پھر آپ نے بقیہ تیسرے حصے کی روٹیاں بنائیں تو مشرکین میں سے ایک اسیر نے آکر سوال کیا چنانچہ (تمام) روٹیاں قیدی کو دیدیں۔ (اور وہ دن بھی اسی عالم میں گذر گیا) ۳۴ھ

حافظ القندوزی الحنفی تفسیر بیضاوی و تفسیر آلوسی اور ان کے علاوہ تفاسیر سے حسنینؑ کے مریض ہونے اور علی و فاطمہ علیہما السلام کی نذر کے بارے میں اس طرح روایت کرتے ہیں ـــ جب چوتھا روز ہوا اور (اہلبیتؑ) اپنی نذر پوری کر چکے تو علیؑ داہنے ہاتھ سے حسنؑ کو اور بائیں ہاتھ سے حسینؑ کو پکڑے ہوئے رسول اللہ (صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی خدمت میں پہنچے حسنین علیہما السلام بھوک کی شدت کے سبب لرز رہے تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جب یہ حالت نواسوں کی دیکھی تو اپنی بیٹی فاطمہ کے یہاں تشریف لائے تو شہزادی فاطمہؑ محراب میں مشغول نماز تھیں اور بھوک کی شدت سے آپ کا شکم پشت سے چپک گیا تھا آنکھوں میں حلقے پڑے ہوئے تھے جیسے ہی پیغمبر اسلام نے بیٹی کو دیکھا تو خدا کے حضور میں اس طرح گویا ہوئے۔ یا اللہ۔ (تیرے) محمدؐ

۳۴ھ ۔ تفسیر البغدادی ۔ تفسیر سورۃ الدہر ۔

کے اہلبیتؑ بھوک سے جاں بلب ہیں۔ پس جبریل نازل ہوئے اور (ھل اتی علی الانسان حین من الدھر لم یکن شیئاً مذکوراً) کی آخر سورۃ تک تلاوت کی ۔ ۳۵ھ

امام الحافظ القاسم محمد بن احمد بن جزی الکلبی الغرناطی اپنی مشہور تفسیر (تسہیل العلوم التنزیل) میں قولہ تعالیٰ ۔ (ویطعمون الطعام) کے ضمن میں بیان کرتے ہیں کہ یہ آیت اور اس کے بعد کی آیات علی بن ابی طالب و فاطمہ وحسن و حسین علیہم السلام کے بارے میں نازل ہوئی ہیں ۔ ۳۶ھ

۳۵ھ ۔ ینابیع المودہ / ص ۹۴

۳۶ھ ۔ تفسیر الکلبی جلد (۴) ص ۳۱۸

سورۃ المرسلات

اس میں چار آیتیں ہیں۔

۱-۴ :- ان المتقین فی ظلالٍ و عیون (
تا) ان کذالک نجزی
المحسنین/
۴۴-۴۱

۱

اِنَّ الْمُتَّقِیْنَ فِیْ ظِلٰلٍ وَّعُیُوْنٍ ۝ وَّفَوَاکِہَ مِمَّا یَشْتَھُوْنَ ۝ کُلُوْا وَاشْرَبُوْا ھَنِیْئًا بِمَا کُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ۝ اِنَّا کَذٰلِکَ نَجْزِی الْمُحْسِنِیْنَ (۴۱ - ۴۴) / المرسلات

ترجمہ :- (اور) پرہیزگار تو بلاشبہ سایوں اور چشموں (کے جھرمٹ) میں ہوں گے (اور ان سے کہا جائے گا کہ) تم (دنیا میں) جو (نیک اعمال) کیا کرتے تھے اس کے بدلہ میں (آج) آرام سے کھاؤ پیو ہم نیکوکاروں کو یونہی بدلہ دیا کرتے ہیں۔

حافظ الحکانی (الحنفی) روایت کرتے ہیں کہ ہمیں عقیل بن الحسین نے (سند مذکورہ کے ذریعہ) مجاہد کے واسطے سے ابن عباس سے اس آیت کے بارے میں خبر دی۔

ابن عباس کہتے ہیں :-

"ان المتقین" اتقوا الشرک والذنوب والکبائر علیؑ والحسن والحسین۔

"یقیناً متقین" جنھوں نے شرک اور گناہوں سے پرہیز کیا۔ علی و
حسن اور حسین (علیہم السلام ہیں)

عُیُون :- سے مراد پاک و پاکیزہ بہتا ہوا پانی

وَفَوَاکِہ :- مختلف اقسام کے میوے مراد ہیں

مِمَّا یَشْتَھُوْن :- جس کسی چیز کی بھی خواہش کریں گے۔

کُلُوا وَاشْرَبُوا ھَنِیئًا :- (یعنی) کھاؤ پیو جنّت میں نہ تو تمھیں موت آئیگی اور نہ ہی حساب ہوگا۔

بِمَا کُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ :- یعنی ! تم دنیا میں اللہ کی اطاعت کرتے رہے تھے

"انّا کذالک نجزی المحسنین" اھل بیت محمد فی الجنّة ۔ ۳۷؎

(اور) ہم اسی طرح نیکوکاروں کو بدلہ دیا کرتے ہیں — اس آیت سے اہل بیت محمدؐ جنّت میں مراد ہیں۔

۳۷؎ - شواہد التنزیل / جلد (۲) ص ۳۱۶

سورۃ التکویر

اس میں ایک آیت ہے

۱ :- فلا اقسم بالخنس ۔ ۱۵/

١

فَلَآ اُقۡسِمُ بِالۡخُنَّسِ / التکویر/١٥

ترجمہ :- میں قسم کھاتا ہوں ان (فلکی راستوں پر چلنے والے تاروں کی) جو (دن میں نگاہوں سے) اوجھل رہتے ہیں۔

حافظ القندوزی (الحنفی) روایت کرتے ہیں کہ ہانی کے واسطے سے قولہ تعالیٰ ("فلا اقسم باالخنس") کی امام محمّد باقرؑ سے روایت کی گئی :-

امامؑ نے فرمایا۔ (الخنس امامؑ) یعنی ایسا امام ہے جو کہ ٢٦٠ سنہ ھ میں ظاہر ہو کر غیبت کے جانب پلٹ جائے گا۔ پھر شہاب الثاقب کی طرح ظاہر ہوگا۔ ٣٨ھ

[اس مقام پر امام سے مراد امام مہدی علیہ السلام ہیں جنھوں نے اسی ٢٦٠ سنہ ھ میں اپنے والد امام حسن عسکریؑ کی وفات کے بعد غیبت اختیار کی۔

(مؤلّف)

٣٨ھ - ینابیع المودہ/ صـ٥١٥

١٦

سُوۡرَۃُ الۡمُطَفِّفِیۡن

اس میں دو آیتیں ہیں

١- ٢ :- ومزاجه من تسنيم ه عينًا يشرب بها المقربون - /٢٧-٢٨

۱ ۲

وَمِزَاجُهُ مِنْ تَسْنِيمٍ ٥ عَيْنًا يَشْرَبُ بِهَا الْمُقَرَّبُونَ ۔ / المطففین / ۲۷-۲۸

ترجمہ :- اور اس (شراب) میں تسنیم (کے پانی) کی آمیزش ہوگی (یعنی) اس چشمہ (کے پانی) کی جس سے بس (خدا کے) مقرب بندے ہی سیراب ہوں گے ۔

حافظ الحکانی (الحنفی) روایت کرتے ہیں کہ ہم سے حاکم الوالد نے (اسند مذکورہ کے ذریعہ) جابر بن عبداللہ (الانصاری) کے واسطے سے پیغمبر اسلام (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) سے قول خداوند عالم :- ومِزَاجُهُ من تسنیم) کی حدیث اس طرح بیان کی ـــــ پیغمبر اسلامؐ نے فرمایا :-

هُوَ اَشْرَفُ شَرَابِ الْجَنَّةِ يَشْرَبُهُ اٰلُ مُحَمَّدٍ وهو الْمُقَرَّبُونَ) ۳۹ھ

یہ جنّت کی ایسی اعلیٰ ترین شراب (پینے والی شی) ہے جس کو آل محمد نوش کریں گے اور یہی (خدا) کے مقرب بھی ہیں ۔

۳۹ھ - شواہد التنزیل / جلد (۲) ص ۳۲۶

سُورَةُ الْبُرُوج

اس میں ایک آیت ہے

۱ :- والسماء ذات البروج ۔ /۱

١

وَالسَّمَآءِ ذَاتِ الْبُرُوجِ / البروج/١

ترجمہ:- بروجوں والے آسمان کی قسم

حافظ القندوزی (الحنفی) روایت کرتے ہیں کہ اصبغ بن نباتہ کے واسطے سے ابن عباس سے قول خداوند عالم۔ (والسماء ذات البروج) کی روایت کی گئی۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:-

انا السَّمَآء وأمّا البروج فالائمة من اهل بيتي و عترتي اولهم علي۔ وآخرهم المهدي وهم اثنا عشر۔ [۴۰]

میں آسمان ہوں اور برجیں میرے اہل بیت وعترت آئمہ ہیں۔ جن میں سے پہلے علی اور ان کے آخری مہدی ہیں جنکی (تعداد) بارہ ہے

---

[۴۰] - ینابیع المودہ ص۵۱۵

سورۃ البلد

اس میں تین آیتیں ہیں

١:- وَوَالِدٍ وَمَا وَلَد ٣/

٢-٣:- فلا اقتحم العقبة ۝ وما ادراك ما العقبة - /١١-١٢

١

وَوَالِدٍ وَمَا وَلَدَ   البلد /٣

ترجمہ:- اور باپ کی قسم (کھاتا ہوں) اور اس کی اولاد کی (قسم کھاتا ہوں)

حافظ الحکانی (الحنفی) روایت کرتے ہیں کہ ہم سے اسحاق بن محمد البصری نے (اسناد مذکورہ کے ذریعہ) جابر کی روایت بیان کی۔ جابر کہتے ہیں کہ میں نے امام محمد باقرؑ سے قول خداوندی۔ (وَوَالِدٍ وَمَا وَلَدَ) کے بارے سوال کیا تو آپ نے فرمایا:-

عَلِیٌّ وَمَا وَلَدَ۔ [۴۱]

(یعنی) اس سے علی اور علی کی اولاد مراد ہے۔

۴۱ھ۔ شواہد التنزیل جلد (۲) ص ۳۳۱

۲ ۳

فَلَا اقْتَحَمَ الْعَقَبَةَ ۝ وَمَا أَدْرَاكَ مَا الْعَقَبَةُ   /١١-١٢

ترجمہ:- پھر بھی وہ گھاٹی میں سے ہو کر۔ اور تمھیں کیا معلوم کہ گھاٹی کیا ہے

علامہ بحرانی (قدس سرہ) محمد بن صباح زعفرانی۔ مزنی۔ شافعی مالک بن حمید۔ انس۔ کے واسطوں سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے آیت۔ فلا اقتحم العقبة) کے بارے میں اس طرح فرمایا۔ یقیناً (پل) صراط کے اوپر عقبہ ایک وادی ہے جس کی لمبائی تین ہزار سال کی مسافت اور گہرائی ایک ہزار سال کی مسافت ہے کہ جس کے (اندر) کانٹے اور کانٹے دار جھاڑیاں۔ بچھو اور سانپ موجود ہیں۔ (اور اس کی) بلندی کے لئے ایک ہزار سال کی مسافت درکار ہے۔ میں ہی وہ پہلا (شخص) ہوں جو اس وادی کو طے کروں گا اور دوسرے نمبر پر علیؑ ہیں۔ اس وادی کو محمدؐ و اہلبیت محمدؐ کے علاوہ کوئی شخص بھی بغیر مشقت کے طے نہیں کر سکے گا۔ [۴۲]

۴۲ھ۔ غایۃ المرام / ص ۳۲۶

سورۃ الشمس

اس میں چار آیتیں ہیں

۱-۴ :- والشمس وضحاھا (تا) واللیل
اذا یغشاھا

/۱-۴

(۱) (۴)

وَالشَّمْسِ وَضُحٰھَا ہ وَالْقَمَرِ اِذَا تَلٰھَا
وَالنَّھَارِ اِذَا جَلّٰھَا ہ وَاللَّیْلِ اِذَا یَغْشٰھَا /الشمس

ترجمہ :- قسم ہے سورج کی اور اس کی دھوپ کی اور قسم ہے چاند کی جب کہ وہ اس کے پیچھے آئے اور دن کی جب کہ وہ اس (سورج) کو چمکا دے اور رات کی جب کہ وہ اسے ڈھانپ لے۔

حافظ الحکانی (الحنفی) روایت کرتے ہیں کہ فرات بن ابراہیم نے (سند مذکورہ کے ذریعہ) ابن عباس سے (موجودہ) آیات کی اس طرح تفسیر بیان کی ابن عباس کہتے ہیں :-

وَالشَّمْسِ وَضُحٰھَا - سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مراد ہیں
وَالْقَمَرِ اِذَا تَلٰھَا - سے علی بن ابی طالب علیہ السلام مراد ہیں
وَالنَّھَارِ اِذَا جَلّٰھَا - سے حسن وحسین علیہما السلام مراد ہیں
وَاللَّیْلِ اِذَا یَغْشٰھَا - سے بنی امیہ مراد ہیں

سورۃ الضحیٰ

اس میں ایک آیت ہے

۱-۱- ولسوف یعطیك ربك فترضیٰ ۵

(١)

وَلَسَوْفَ يُعْطِيكَ رَبُّكَ فَتَرْضَىٰ

ترجمہ :- اور آگے چل کر تمھارا پروردگار تم کو اتنا دے گا کہ تم خوش ہو جاؤ گے ۔

محمد بن جریر طبری اپنی تفسیر میں (سند مذکورہ کے ذریعہ) ابن عباس سے قول خدا - (ولسوف یعطیك ربك فترضیٰ) کے بارے میں اس طرح روایت کرتے ہیں - کہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مرضی یہ ہے کہ آپ کے اہل بیت میں سے کوئی ایک بھی جہنم میں داخل نہ ہو - ۴۴

فقیہ شافعی جلال الدین سیوطی اپنی تفسیر میں بیان کرتے ہیں کہ ابن ابی شیبہ نے ابن مسعود سے روایت کی ـــــ ابن مسعود کہتا ہے کہ پیغمبر اسلام نے فرمایا (اَنَا اَهْلُ بَيْتٍ اَخْتَارَ اللّٰهُ لَنَا الآخِرَةَ عَلَى الدُّنْيَا ـــ) ہم اہل بیتؑ کے لئے اللہ نے آخرت کو دنیا پر اختیار کیا - ۴۵

پھر آنحضرت نے (ولسوف یعطیك ربك فترضیٰ) کی تلاوت فرمائی -

---

۴۴ - جامع البیان فی تفسیر القرآن - سورۃ الضحیٰ کی تفسیر میں

۴۵ - الدر المنثور - جلد (٦) - ص ٣٦١

۱

سورۃ الانشراح

اس میں ایک آیت ہے۔

۱۔ وَرَفَعْنَا لَكَ ذِكْرَكَ ۔ /۴

۱

وَرَفَعْنَا لَكَ ذِكْرَكَ / الانشراح/۴

ترجمہ :۔ اور (اے رسول) کیا ہم نے تمہاری خاطر سے تمہارے ذکر کو بلند نہیں کیا۔

علامہ الشیخ اسماعیل حنفی (البروسوی) اپنی تفسیر (روح البیان) میں قول خداوندی۔ وَرَفَعْنَا لَكَ ذِكْرَكَ)۔ کی تفسیر کرتے ہوئے اس طرح بیان کرتے ہیں :۔

وذالك انه تعالیٰ اعطاہ (ص) نسلاً یبقون علی مرّ الزمانِ فانظرکم قتل من اھل البیت ثم العالم ممتلئ منھم ۔ [۴۶]

اسی سبب سے خداوند عالم نے اپنے (رسول ص) کو (ایسی) نسل عطا کی جو کہ ہر زمانے میں باقی رہے گی۔ چنانچہ مقام حیرت ہے کہ اہلبیت ع سے نہ جانے کتنے افراد شہید کئے گئے پھر بھی دنیا میں رسول ص کی اولاد ہر جگہ موجود ہے۔

۴۶ ۔ تفسیر روح البیان / سورۃ الکوثر کی تفسیر کے ذیل میں ۔

سُورَۃُ التّین

اس میں آٹھ آئیتیں ہیں۔

۱-۸ :- والتین والزیتون (تا) الیس اللہ باحکم الحاکمین

۱ - ۸

والتین والزیتون ہ تا آخر السورۃ

ترجمہ :- انجیر کی قسم اور زیتون کی اور طور سینین کی قسم اور اس امن والے شہر (مکہ) کی کہ ہم نے انسان کو بہترین اعتدال پر پیدا کیا اور اسے (بوڑھا بنا کر) پست سے پست حالت کی طرف پلٹا دیا مگر جو لوگ ایمان لے آئے اور نیک کام کرتے رہے تو ان کے لئے ایسا اجر ہے جو کبھی منقطع ہونے والا نہیں پس (اے رسول) اب اس کے بعد قیامت کے بارے میں کون ہے جو تمہیں جھٹلائے گا (اور) کیا خدا تمام حاکموں سے بڑھ کر حاکم نہیں ہے۔

حافظ الحکانی (الحنفی) روایت کرتے ہیں کہ فرات نے (سند مذکورہ کے ذریعہ) محمد بن الفضیل الصیرفی سے روایت ہے۔

فضیل الصیرفی کہتا ہے۔ میں نے امام موسیٰ بن جعفر علیہما السلام سے (موجودہ) آیات کے بارے میں سوال کیا۔

والتین والزیتون - آپ نے فرمایا تین سے حسینؑ اور زیتون سے حسنؑ مراد ہے۔

وَطُورِ سینین ۔ سے مراد امیر المومنین علی بن ابی طالب علیہ السلام ہیں ۔

وھذا البلد الامین ۔ سے خود رسول اللہؐ کی ذات مراد ہے جس کو خداوند عالم نے مخلوق کے راستوں میں سے ایک امن وامان کا راستہ قرار دیا۔ اور آپ کی اطاعت کے ذریعہ جہنم سے امان عطا کی ۔

اِلَّا الَّذِیْنَ آمنوا وعملوا الصّٰلحٰتِ ۔ اس سے علیؑ اور آپ کے شیعہ مراد ہیں ۔

فَلَھُمْ اَجْرٌ غَیْرُ ممنون [47] ۔ کہ جن کے لئے ایسا اجر ہے جو کبھی منقطع نہ ہوگا

خطیب بغدادی اپنی تاریخ میں (اسند مذکور کے ذریعہ) انس بن مالک سے روایت کرتے ہیں ۔

انس بن مالک کہتے ہیں کہ جب پیغمبر اسلامؐ پر سورۃ (والتین) نازل ہوا تو آپ بہت زیادہ خوش ہوئے۔ آپ اتنا خوش ہوئے ہمارے اوپر بخوبی روشن ہوگیا۔ پس ہم نے بعد میں اس سورے کی تفسیر ابن عباس سے دریافت کی تو ابن عباس ایک طولانی حدیث بیان کرتے ہوئے یہاں تک پہنچے :۔

(یعنی) علی بن ابی طالب (فَمَا یکذ بُکَ بَعْدُ بالدّین) [48]

فرمایا اس آیت سے مراد علی بن ابی طالب ہیں ۔

---

۴۷ ۔ شواھد التنزیل

۴۸ ۔ تاریخ بغداد/ جلد (۲) صـ ۹۷

سورۃ البینہ

اس میں دو آیتیں ہیں

۱-۲ :۔ اِنَّ الذین امنوا وعملوا الصّٰلحٰتِ (تا) لِمَنْ خشی ربہ ۔ ۷/-۸

۲۱

إِنَّ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ أُولَٰئِكَ هُمْ خَيْرُ الْبَرِيَّةِ ۝ جَزَاؤُهُمْ عِندَ رَبِّهِمْ جَنَّاتُ عَدْنٍ تَجْرِي مِن تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ خَالِدِينَ فِيهَا أَبَدًا ۝ رَّضِيَ اللَّهُ عَنْهُمْ وَرَضُوا عَنْهُ ذَٰلِكَ لِمَنْ خَشِيَ رَبَّهُ - / البینہ / ۷-۸

ترجمہ :- یقیناً ایسے لوگ جو ایمان لائے ہیں اور انھوں نے نیک اعمال کئے ہیں وہ بہترین خلائق ہیں ان کی جزا ان کے پروردگار کے پاس وہ ہمیشہ رہنے کی جنّتیں ہیں جن کے (درختوں کے) نیچے نہریں بہہ رہی ہوں گی (اور) وہ ان میں ہمیشہ ہمیشہ رہیں گے خدا ان سے خوش ہوگا۔ اور وہ اس (کے ثواب) سے خوش ہوں گے (اور) یہ (دونوں باتیں) اس شخص کے لئے ہوں گی جو اپنے پروردگار سے ڈرتا رہا ہو۔

حافظ الحکانی روایت کرتے ہیں کہ ہم سے ابن فنجویہ نے (اسناد مذکور کے واسطے سے) جابر بن عبد اللہ انصاری کے حوالے سے حدیث بیان کی۔

جابر بن عبد اللہ انصاری کہتے ہیں۔ ایک روز ہم سے رسول اللہ (صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے مدینہ کی مسجد میں اپنے بعض اصحاب جنہ کا تذکرہ اس طرح فرمایا کہ: یقیناً اللہ کا ایک نورانی علم ہے اور ایک زبرجد سے بنا ہوا استون دونوں کو خداوند عالم نے آسمانوں کی خلقت سے دو ہزار سال قبل خلق فرمایا ہے علم پر --- لا الہ الا اللہ - محمد رسول اللہ -

آل محمد خیر البریہ - صاحب اللواء امام القوم) --- لکھا ہوا ہے۔

(رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کا بیان سن کر علیؑ نے کہا تمام تعریفیں اس اللہ کے لئے ہیں کہ جس نے ہمیں آپ کے سبب ہدایت کی اور آپ کے ہی ذریعہ شرف و بزرگی عطا کی --- پیغمبر اسلام نے فرمایا --- اے علیؑ کیا تم جانتے ہو جو ہم سے محبت کرے گا اور ہماری محبّت سے سرشار ہوگا۔ خداوند عالم اس کو ہمارے ساتھ جگہ دے گا۔ اس کے بعد آنحضرتؐ نے اس آیت کی (فِي مَقْعَدِ صِدْقٍ عِندَ مَلِيكٍ مُّقْتَدِرٍ) [۴۹] تلاوت فرمائی۔

اور اس روایت کو بھی حافظ الحکانی نے سعید بن ابی سعید البلخی سے (اسناد مذکورہ کے ساتھ) ضحاک کے واسطے سے ابن عباس سے نقل کیا ہے ابن عباس نے ("اُولٰٓئِكَ هُمْ خَيْرُ الْبَرِيَّةِ") کے بارے میں کہا۔

---

۴۹ - شواہد التنزیل / جلد (۲) ص ۳۶۴

نزلت فی علی واھل بیتہ [۵۰]

یعنی یہ آیت علیؑ اور ان کے اہل بیتؑ کے بارے میں نازل ہوئی۔

اور آلوسی نے اپنی تفسیر میں ابن عباس کی سند سے اسی آیت کے بارے کہا ہے — نَزَلَتْ فی علی واھل بیتہٖ [۵۱] ۔ یہ آیت حضرت اور ان کے اہل بیتؑ کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔

[اس بارے میں کافی روایات حدیث وتفسیر وسیر کی کتابوں میں موجود ہیں تفصیل کے خواہشمند اس کے موارد میں مراجعہ کریں اختصار کے پیش نظر ہم نے صرف تین حدیثوں کا تذکرہ کیا ہے اس مقام پر ایک آیت کے بعد دوسری آیت کا ذکر اس لئے کیا ہے کہ دونوں آیتیں آپس میں ایک جملے کے مانند ہیں جن کو الگ الگ بیان نہیں کیا جاسکتا۔]

(مؤلف)

---

۵۰ - شواہد التنزیل / جلد ۲ / ص ۳۶۶

۵۱ - تفسیر (روح المعانی) جلد (۳۰) سورۃ بینہ کی تفسیر کے ذیل میں

سورۃ التکاثر

اس میں ایک آیت ہے

۱:- ثم لتسئلن یومئذ عن النعیم۔ ۸/

١

ثُمَّ لَتُسْـَٔلُنَّ يَوْمَئِذٍ عَنِ النَّعِيمِ / التکاثر / ۸

ترجمہ:- پھر تم سے نعمتوں کے بارے میں ضرور پوچھ گچھ کی جائیگی

حنفی عالم دین حافظ القندوزی ۔ حاکم البیہقی (الشافعی) سے (سند مذکور کے ذریعہ) ابراہیم بن العباس الصولی الکاتب سے روایت کی ہے ۔

وہ کہتا ہے کہ ایک روز میں امام رضا علیہ السلام کی خدمت میں حاضر تھا. بعض فقہانے امام ؑ سے عرض کی اس آیت میں نعمت سے مراد سرد پانی ہے ؟

امام ؑ نے بلند آواز سے فرمایا کیا تم اس آیت کی تفسیر اس طرح کرتے ہو اور اس کی مثالیں بھی دیتے ہو۔ پس ایک (دوسرے) گروہ نے کہا اس سے مراد ٹھنڈا پانی ہے ۔ کچھ دوسرے لوگوں نے کہا (نعمت) سے مراد نیند ہے ۔ بقیہ لوگوں نے کہا (نعمت) سے مراد لذیذ کھانے ہیں ۔ (امام ؑ فرماتے ہیں) میرے والد نے مجھ سے حدیث بیان کی اور انھوں نے اپنے والد جعفر ؑ بن محمد باقر علیہ السلام سے حدیث بیان کی کہ (تمہارے) اس طرح کے اقوال میرے (جد) جعفر الصادق ؑ کے سامنے بیان کئے گئے تو اس پر آپ غضب ناک ہوئے اور فرمایا ۔ خداوند عالم

اپنے بندوں سے اس چیز کا سوال نہیں کرے گا جس کا اس نے اپنے بندوں پر فضل کیا ہے ۔ اور نہ ہی ان چیزوں کے سبب بندوں پر احسان جتلائے گا حالانکہ (اعطا و بخشش) پر احسان جتلانا مخلوق کے یہاں بھی بری بات ہے اور خدا کی جانب ایسی چیزوں کی نسبت دینا کیونکر درست ہوگا جس کو وہ اپنی مخلوق کے لئے پسند نہیں کرتا ۔

و لکن النعیم حبنا اهل البیت و موالاتنا یسأل الله عنه بعد التوحید لله و نبوة رسوله (صلی الله علیه وآله وسلم) لان العبد اذا وافی بذالک اداه الی نعیم الجنه الذی لا یزال ۔ ۵۲

ترجمہ:- لیکن (حقیقت میں) نعمت سے مراد ہم اہلبیت ؑ کی محبت اور ولایت ہے اور اسی کا خداوند عالم اپنی توحید اور اپنے رسول کی نبوت کے بعد سوال کرے گا (اور جب) بندہ اس کو وفا کرے گا تو (خدا) اس کو ہمیشہ رہنے والی جنت کی نعمتیں عطا کرے گا ۔

۵۲ ۔ ینابیع المودہ / ص ۱۱۱ ۔ ص ۱۱۲

سورۃ العصر

اس میں ایک آیت ہے

اِلاَّ الَّذِیْنَ اٰمنوا وَعَمِلوا
الصّٰلِحٰتِ۔ ۳/

۱

اِلاَّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ وَ
تَوَاصَوْا بِالْحَقِّ وَتَوَاصَوْا بِالصَّبْرِ۔ العصر/ ۳

ترجمہ :۔ مگر وہ لوگ جو ایمان لائے اور انھوں نے نیک کام کئے اور آپس میں ایک دوسرے کو حق (پر ثابت قدم رہنے) کی فہمائش اور صبر (کرنے) کی تاکید کرتے رہے۔

حافظ الحکانی (الحنفی) روایت کرتے ہیں کہ ہم سے ابونعیم نے (سند مذکور کے ذریعہ) ابن عباس سے روایت کی۔ ابن عباس کہتے ہیں کہ خداوندعالم نے (مذکورہ) تمام خوبیاں علی (بن ابی طالب) کی ذات گرامی میں جمع کر دی ہیں جیسا کہ خود خداوندعالم فرماتا ہے :۔

(الا الذین اٰمنوا و عملوا الصّٰلحٰتِ)

اور (علی) ہی کی ذات گرامی وہ ہے جس نے زمین پر بسنے والوں میں سب سے پہلے نماز اور عبادت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہمراہ انجام دی۔

وتواصوا :۔ اور علی ہی کے لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

نے وفات کے بعد اپنے قرض کی ادائیگی اور غسل کی وصیت فرمائی اور حسن وحسین علیہا السلام کی حفاظت کی وصیت کی ۔ اسی لئے خداوند عالم فرماتا ہے ـــــ (وتواصوا باالصبر) ۵۳؎

۵۳؎ - شواھد التنزیل / جلد (۲) ص ۳۷۳

سورۃ الکوثر

اس میں ایک آیت ہے ۔

۱؎ إِنَّا أَعْطَيْنَاكَ الْكَوْثَرَ

١

إِنَّا أَعْطَيْنٰكَ الْكَوْثَرَ / الكوثر / ۱

ترجمہ :- (اے رسول) ہم نے تمھیں کوثر عطا کیا ۔

حافظ الحکانی (الحنفی) روایت کرتے ہیں کہ ہم سے حصین نے (اسناد مذکور کے ذریعہ) علی بن الحسین سے ۔ اور علی بن الحسین نے اپنے جد کے حوالے سے رسول اللہ کی حدیث بیان کی ـــ علی بن ابی طالبؑ کہتے ہیں کہ مجھ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ! (اے علی) کیا تم جنت کے کوثر کو جانتے ہو ۔

علی فرماتے ہیں میں نے عرض کی (کوثر) کیا ہے ؟

پیغمبر اسلام نے فرمایا ۔ (کوثر) میرے اور میرے اہلبیتؑ کا مقام ہے ۔[۵۴]

فخر الدین الرازی اپنی تفسیر کبیر میں یہ کہتے ہیں کہ کوثر سے مراد پیغمبر اسلام (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی اولاد ہے اسلئے کہ یہ سورہ ان (کافروں) کے جواب میں نازل ہوا جنھوں نے پیغمبر اسلام کو اولاد نہ ہونیکا طعنہ دیا تھا ۔ لہٰذا آنحضرتؐ کو ایسی (نسل) اولاد عطا کی گئی جو ہر زمانے میں باقی رہیگی ۔ چنانچہ تم دیکھو کہ اہلبیتؑ سے کتنے افراد شہید کئے گئے پھر بھی دنیا ان سے بھری پڑی ہے ۔ اور بنی امیہ سے کوئی ایک بھی روئے زمین پر باقی نہ رہا ۔ [۵۵]

۵۴ ۔ شواہد التنزیل جلد (۲) ص ۳۷۶

۵۵ ۔ تفسیر الکبیر جلد (۳۰) سورۃ الکوثر کی تفسیر میں ۔

کتاب کے اہم مصادر

نام کتاب	نام مؤلف
تقدیم (القرآن القول الفصل)	الشیخ عطیہ صفر
القرآن القول الفصل	محمد العفیفی
درۃ التنزیل وغرۃ التاویل	الخطیب الاسکافی
اسرار التکرار فی القرآن	تاج القراء الکرمانی
البیان فی علوم القرآن	العلامۃ الزرکشی
احیاء علوم الدین	الامام الغزالی
اعلام الموقعین عن رب العالمین	ابن القیم
اعجاز القرآن	القاضی الباقلانی
الوحی المحمدی	السیّد رشید رضا
اعجاز القرآن والبلاغۃ النبویہ	مصطفےٰ صادق الرافعی

دستور الاخلاق فی القرآن	الشیخ محمد عبداللہ دراز
الاتقان فی علوم القرآن	الحافظ السیوطی
الجامع الصحیح	ابی عبداللہ البخاری
الجامع الصحیح	مسلم بن الحجاج القشیری
صحیح	محمد بن عیسی ترمذی
سنن	ابی داؤد السجستانی
سنن	نسائی
سنن	ابن ماجہ
مسند	احمد بن حنبل
مسند	ابوحنیفہ
الصواعق المحرقہ	ابن حجر الہیثمی (شافعی
اسعاف الراغبین	صبان (الحنفی)
الفصول المہمۃ	ابن الصباغ (المالکی)
شواہد التنزیل	حاکم الحکانی (حنفی)
ینابیع المودہ	حافظ القندوزی (الحنفی)
غایۃ المرام	علامہ بحرانی
تفسیر در المنثور	جلال الدین السیوطی (الشافعی)
اسد الغابۃ	ابن الاثیر (شافعی)

فرائد السمطین	حموینی (الشافعی)
مقتل الحسین	خوارزمی (الحنفی)
تفسیر الجلالین	سیوطی (الشافعی
المستدرک علی الصحیحین	حاکم نیشاپوری
نور الابصار	شبلنجی (شافعی)
سفینۃ البحار	محدث القمی
المقدمہ	ابن خلدون
مجمع الفوائد	علی بن بکر الہیثمی (شافعی
حاشیہ شواہد التنزیل	الشیخ المحمودی
فضائل الخمسۃ	فیروز آبادی
احیاء علوم الدین	غزالی
تفسیر (محاسن التاویل)	محمد جمال الدین القاسمی
تفسیر التحریر والتنویر	ابن عاشور
تفسیر المنار	محمد رشید رضا .
ماذا فی التاریخ	شیخ القبیسی
احکام القرآن	خصاص (الحنفیؒ)
الاتقان فی علوم القرآن	سیوطی (شافعی)
تفسیر جامع البیان	امام الطبری

دلائل الصدق	علامۃ المظفر
انساب الاشراف	بلاذری
التفسیر الحدیث	محمد عزة دروزه
تفسیر المراغی	علامہ مراغی
تفسیر السراج المنیر	شربینی (شافعی)
کنز العمال	متقی الهندی (الحنفی)
تفسیر التسهیل لعلوم التنزیل	کلبی غرناطی
تفسیر القرآن العظیم	ابن کثیر الدمشقی (شافعی)
تفسیر الجلالین	جلال الدین السیوطی (شافعی)
تفسیر فی ظلال القرآن	سید قطب
تفسیر النسفی	نسفی (حنفی)
المناقب	خوارزمی (حنفی)
حلیۃ الاولیاء	ابی نعیم
المسند	ابن الولید الکلالی
تهذیب الکمال	" "
تفسیر الکبیر (مفاتیح الغیب)	فخر رازی
تفسیر	بیضاوی
تفسیر روح المعانی	آلوسی (حنفی)

سُنَن	البیهقی
مصابیح السنۃ	بغوی (شافعی)
تفسیر الکشاف	زمخشری
سیر اعلام النبلاء	"
تیسیر الوصول	ابن دیبع
معجم البلدان	یاقوت الحموی
تفسیر غرائب القرآن	نیشاپوری (شافعی)
ذخائر العقبیٰ	محب الدین الطبری (شافعی)
ریاض النضره	" " "
مشکل الآثار	طحاوی (حنفی)
المناقب	خطیب البغدادی
وفاء الوفاء	سمهودی
تفسیر الجامع لاحکام القرآن	قرطبی
تفسیر لباب التاویل	خازن
تفسیر (معالم التنزیل)	بغوی
امتاع الاسماع	مقریزی
اسباب النزول	واحدی
تفسیر روح البیان	اسماعیل حقی البروسوی